سلام اللہ علیہا

پیام زینب

دسمبر2019، جنوری2020، 1441ھ
Registered # NPR-159
277-78

2020

فیروزہ (Turquoise)

تربتِ کربلا (خاکِ شفاء)

استخارہ

مزار حضرت عبدالعظیم حسنی (ع)

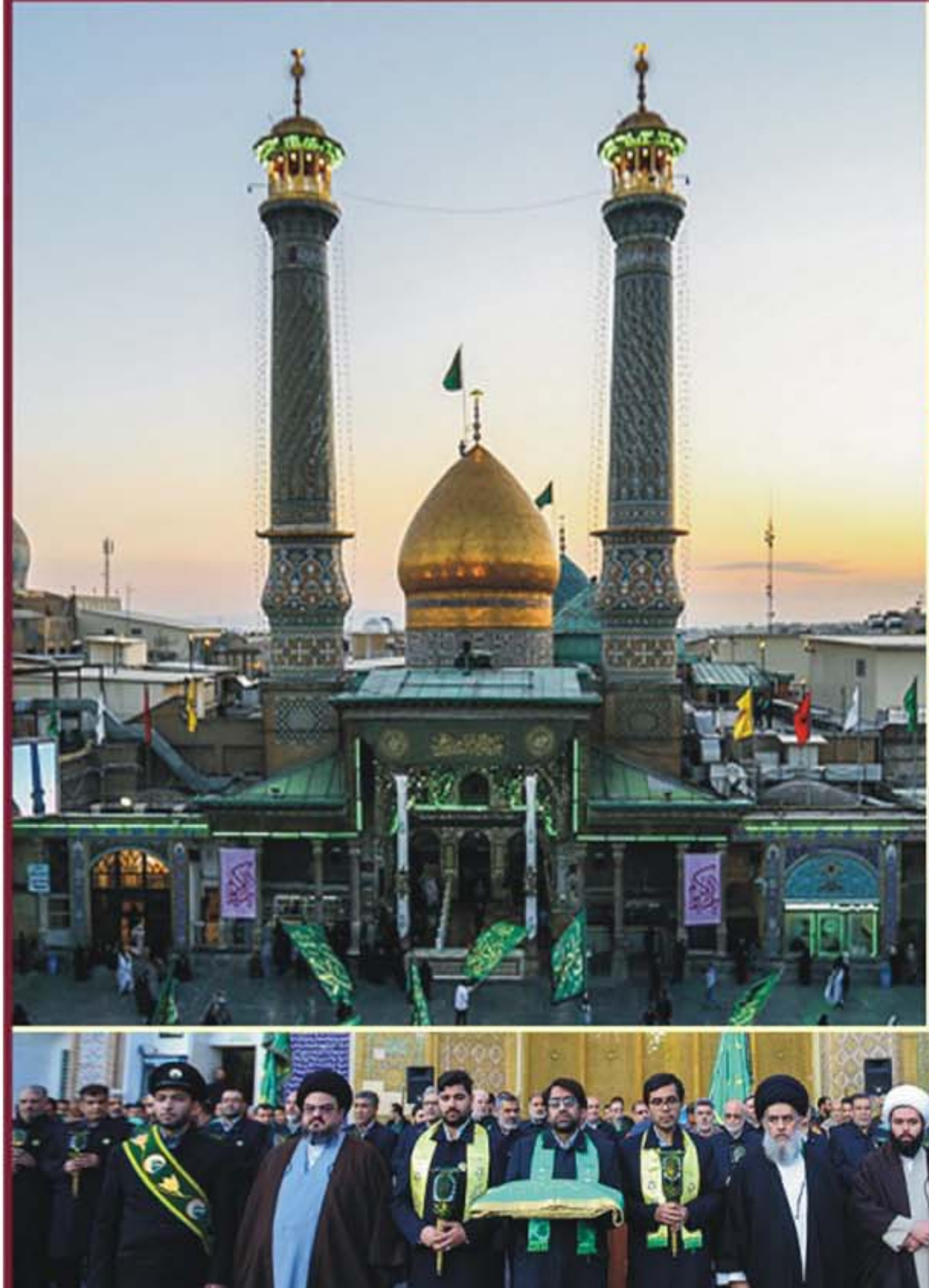

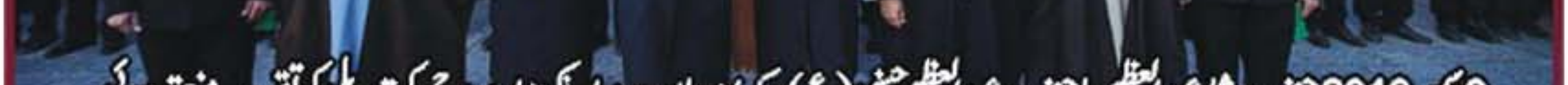

3 دسمبر 2019 حضرت شاہ عبدالعظیم یا حضرت عبدالعظیم حسنی (ع) کے یوم ولادت پر انکے مزار پر پرچم کی تبدیلی کی تقریب منعقد ہوئی۔

حضرت عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب (۱۷۳-۲۵۲ق)، عبدالعظیم حسنی یا شاہ عبدالعظیم کے نام سے معروف، حسنی سادات کے علماء اور علم حدیث کے راویوں میں سے تھے۔ عبدالعظیم حسنی کا نسب چار پشتوں میں امام حسن مجتبی (ع) سے ملتا ہے۔ تاریخ میں انہیں با تقوا، امین، صادق، دین شناس عالم دین، شیعہ اصول دین کا قائل اور محدث کے عناوین سے یاد کیا ہے۔ حضرت عبدالعظیم حسنی بروز جمعرات 4 ربیع الثانی سنہ ۱۷۳ ہ.ق کو ہارون الرشید کے دور میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ عبدالعظیم حسنی کی رحلت 15 شوال سنہ 252 ہجری کو امام ہادی (ع) کے زمانے میں واقع ہوئی۔ علامہ حلی نے ان کے حالات زندگی لکھتے ہوئے انہیں ایک متقی اور پرہیزگار عالم کے عنوان سے یاد کیا ہے۔[25] محدث نوری عبدالعظیم حسنی کے فضائل کے بارے میں صاحب بن عباد کے رسالے سے نقل کرتے ہیں: آپ ایک با تقوا، پرہیزگار، امانت دار، گفتار میں صادق، دین شناس اور توحید اور عدل جیسے اصول کے قائل تھے۔[26] آپ کا تقوا اور پرہیزگار آئمہ اطہار (ع) کے نزدیک آپ کے بلند درجات اور شان و منزلت کی نشانی ہے۔

لبیک یاحسینؑ

خواتین کا پہلا اسلامی، علمی، تبلیغی، تربیتی اور ادبی مجلہ

بانی و سربراہ: علامہ سید افتخار حسین نقوی

چیف ایڈیٹر: سیدہ وجیہہ زہراء نقوی　　مدیر: سید افتخار حسین نقوی

جلد نمبر، 27-26 شمارہ نمبر، 278-277 دسمبر 2019، جنوری 20120

آغاز سال کی دعا	2
زیارت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام	3
صلوات کاملہ	4
چند مفید دعائیں	5
عید غدیر کے بارے بیان	6
حضرت ولی العصر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے	7
جنتری	12
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مناظرات	24
ربیع الثانی اور جمادی الاوّل میں رونما ہونے والے واقعات	27
محسن اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام	30
واقعہ غدیر اور روایان غدیر	35
حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ناصران کے اوصاف	39
حضرت سید عبدالعظیم حسنی	42
کربلا کی انفرادیت وتقاضے	46
مقتل نگاری	52
کربلا کا محل وقوع	60
روحانی علاج	65
عرب کے اقتصادیات اور اسلام کے خدمات	68
تربت کربلا (خاک شفاء)	74
نماز آیات	79
فیروزہ (Turquoise)	82
عورت کون ہے؟	86
ماڑی انڈس میں انجیر یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی	87
پیام زینبؑ کے قارئین کیلئے راہنمائی	88
پبلسٹی	89
سالانہ کارکردگی رپورٹ امام خمینیؒ ٹرسٹ	90
تصاویری خبرنامہ	95
پبلسٹی	104

نائب مدیر: قمبر علی محمدی (مدرس اعلیٰ جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس)

منتظم دفتر پیام: غلام قمبر عمرانی ۔۔۔ سید زاہد عباس

منتظم نشرو اشاعت و گرافکس وڈیزائننگ: سید راشد صغیر رضوی

مجلس ادارت　مجلس تحریر کے مسئول اور نگران: سید اسد حسین نقوی البخاری

امۃ المہدی (وائس پرنسپل جامعہ سیدہ وجیہہ الکبریٰ) ۔ اقبال زہراء ۔
روبینہ مہدی نقوی ۔ کلثوم اختر ۔ یاسمین عباس ۔ مہ جبین ۔ عرفانہ بتول

منتظم کمپوزنگ: غلام صدیق ۔ یاسر عباس

منتظم ترسیل: سید علی مرتضیٰ نقوی

ضروری نوٹ: ماہنامہ پیام زینبؑ ملت شیعہ کا ترجمان مجلہ ہے ہم نہایت احتیاط سے تحاریر کا انتخاب کرتے ہیں اگر کبھی کمپوزر کی غلطی سے کوئی لفظ یا کسی عبارت کا مفہوم بدل جائے تو براے مہربانی اسکی نشاندہی کریں کسی بھی مکتب فکر کی دل آزاری ہمارا مقصد نہیں　ادارے کا مقالہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

بیرون ملک نمائندگان:

تصور خان (قم ایران)　عارف حسین (مشہد ایران)

بشیر حسین کریم (یوکے)　عمران کاظمی (نجف اشرف)

مولانا [illegible] حسین (نمائندہ امام خمینیؒ ٹرسٹ و پیام لاہور)

زر سالانہ : 1200 روپے

اکاؤنٹ انفارمیشن: نام اکاؤنٹ: پیام زینبؑ

بینک کا نام: MCB گلن خیل میانوالی

اکاؤنٹ نمبر: 08550201002591-3

موبی کیش 0303-9442062　ایزی پیسہ 0344-5607972

برائے خط و کتابت و منی آرڈر بھیجنے کیلئے:
دفتر پیام زینبؑ، جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس ضلع میانوالی

نئے پتہ جات کے اندراج کیلئے:
0344-4666175　0304-7090554
برائے شکایات: 0333-1910220

شرکۃ الحسینؑ پبلی کیشنز چکی شاہ مردان، میانوالی، لاہور، پاکستان

زائر حسین پرنٹنگ پریس کے تعاون سے الاعتماد پرنٹرز سے چھپوا کر چکی شاہ مردان سے جاری کیا

آغاز سال کی دعا

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نئے سال کی پہلی شب کو دو رکعت نماز بجالاتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے اس دعا کو تین دفعہ پڑھتے تھے۔ نئے سال سے مراد قمری نیا سال ہے اور اس عمل کو عمومیت دیتے ہوئے شمسی سال کے آغاز میں اور میلادی سال کے آغاز میں بھی تقرب الی اللہ اور ثواب کے حصول کی نیت سے پڑھ لیں

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاِلٰهُ الْقَدِيْمُ وَهٰذِهِ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ فَاَسْئَلُكَ فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالْقُوَّةَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالِ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ اِلَيْكَ يَا كَرِيْمُ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَهٗ يَا ذَخِيْرَةَ مَنْ لَا ذَخِيْرَةَ لَهٗ يَا حِرْزَ مَنْ لَا حِرْزَ لَهٗ يَا غِيَاثَ مَنْ لَا غِيَاثَ لَهٗ يَا سَنَدَ مَنْ لَا سَنَدَ لَهٗ يَا كَنْزَ مَنْ لَا كَنْزَ لَهٗ يَا حَسَنَ الْبَلَاءِ يَا عَظِيْمَ الرَّجَاءِ يَا عِزَّ الضُّعَفَاءِ يَا مُنْقِذَ الْغَرْقٰى يَا مُنْجِيَ الْهَلْكٰى يَا مُنْعِمُ يَا مُجْمِلُ يَا مُفْضِلُ يَا مُحْسِنُ اَنْتَ الَّذِيْ سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَنُوْرُ النَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ وَشُعَاعُ الشَّمْسِ وَدَوِيُّ الْمَاءِ وَحَفِيْفُ الشَّجَرِ يَا اَللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرًا مِمَّا يَظُنُّوْنَ وَاغْفِرْ لَنَا مَا لَا يَعْلَمُوْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا يَقُوْلُوْنَ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

غیبت امام العصر (عج) میں دعا

معتبر سند کے ساتھ روایت ہوئی ہے کہ امام العصرؑ کے پہلے وکیل شیخ ابو عمرو نے یہ دعا ابو علی محمد بن ہمام کو لکھوائی اور اس کے پڑھنے کی ہدایت بھی فرمائی۔ سید بن طاؤس نے جمال الاسبوع میں روز جمعہ کی نماز عصر کے بعد پڑھنے کی دعائیں نقل کیں اور اس دعا کو بھی ان میں ذکر کیا اور فرمایا ہے کہ جو دعائیں ہم نے نقل کی ہیں۔ اگر ان سب کو پڑھنے میں تمہیں کوئی عذر ہو تو بھی اس دعا کو ترک کرنے سے ڈرنا کیونکہ اسے ہم نے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تصور کیا ہے جو اس نے ہمارے لیے مخصوص فرمایا ہے۔ پس اس دعا پر اعتماد کرنا اور اسے پڑھنا وہ دعا یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ رَسُوْلَكَ. اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ. اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ. اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ"

ترجمہ "اے معبود! مجھ کو اپنی ذات کی معرفت کرا کہ یقیناً اگر تو نے مجھے اپنی معرفت نہ کرائی تو میں تیرے رسولؐ کو نہ پہچان سکوں گا۔ اے معبود! مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت کرا کہ یقیناً اگر تو نے مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجت کو نہ پہچان پاؤں گا۔ اے معبود! مجھے اپنی حجتؑ کی معرفت کرا یقیناً اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کرائی تو میں دین سے بھٹک جاؤں گا"۔

زیارتِ سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام

بِسمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَآ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ

سلام ہو آپ پر اے ابو عبداللہ الحسینؑ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

سلام ہو آپؑ پر اے فرزند رسولؐ

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَابْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

سلام ہو آپؑ پر اے فرزند امیرالمومنینؑ

وَابْنَ سَیِّدِالْوَصِیِّیْنَ

اور اے سردار اوصیاءؑ کے فرزند

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَابْنَ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ

سلام ہو آپؑ پر اے جگر گوشہ فاطمہ زہراؑ

سَیِّدَۃِ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ

جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا مَوْلَایَ وَعَلٰی اَنْصَارِکَ

سلام ہو آپؑ پر میرے مولا اور آپؑ کے انصار و اعوان پر

الْمُسْتَشْھَدِیْنَ مَعَکَ جَمِیْعًا

جو آپؑ کی ہمراہی میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے

وَّرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اور ان پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

اَلسَّلامُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَعَلٰی اَوْلَادِ الْحُسَیْنِ

سلام ہو حسینؑ پر اور اولادِ حسینؑ پر

وَعَلٰی عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ وَعَلٰی اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ

اور علیؑ ابن الحسینؑ پر اور اصحابِ حسینؑ پر

صلوات کاملہ

یَارَبَّ مُحَمدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ
اے محمد و آل محمد کے پروردگار

صَلِّ عَلیٰ مُحَمدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
محمد اور آل محمد پر درود بھیج

وَعَجِّلْ فَرَجَ آلِ مَحَمَّدٍ
اور آل محمد کی کشائش (حکومت کے قیام) میں جلدی فرما۔

نوٹ: بعض عالمین کا تجربہ ہے کہ جو شخص اس صلوات کو روزانہ 313 مرتبہ پڑھے اسے امام زمانہ (عج) کی زیارت نصیب ہوگی۔

دعائے سلامتی امام زمانہ (علیہ السلام)

اَللّٰھُم کُنْ لِوَلِیکَ الْحُجَۃِ بِنِ الْحَسَنِ
اے اللہ تو اپنے ولی حضرت حجت ابن حسن عسکری

صَلَوَاتُکَ عَلَیْہِ وَعَلٰی آبائِہِ
اُس پر اور اُس کے والدین پر تیرا درود ہو

فِیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃِ وَفِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ
اس گھڑی میں اور ہر گھڑی میں

وَلیاً وحَافِظاً وقَائِداً وناصِراً وَدَ لیلاً وَعَیْناً
سرپرست، نگہبان، حامی، رہنما، مددگار، شاہد، اور بصیرت بنا رہے

حَتّٰی تُسْکِنَہُ اَرْضَکَ طَوْعاً وتُمَتِّعَہُ فِیھَا طَوِیْلاً
یہاں تک کہ تو اسے اپنی زمین میں رضا کے ساتھ سکونت عطا فرما اور اس کے ذریعے زمین میں لمبی مدت تک فائدہ پہنچا

سات سلام

❁ سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِینَ (صافات ۷۹) ❁ سَلَامٌ قَولاً مِن رَّبٍ رَحِیم (یٰسین ۵۸)

❁ سَلَامٌ عَلٰی اِبرَاھِیمَ (صافات ۱۰۹) ❁ سَلَامٌ عَلٰی مُوسیٰ وَھَارُونَ (صافات ۱۲۰)

❁ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسِینَ (صافات ۱۳۰) ❁ سَلَامٌ عَلَیکُم طِبتُم فَادخُلُوھَا خَالِدِینَ (زمر ۷۳)

❁ سَلَامٌ ھِیَ حَتیٰ مَطْلَعِ الْفَجرِ (قدر ۵)

سات سلام پڑھنے کے فوائد دعاؤں کی کتابوں میں سات سلام پڑھنے کے فوائد بیان کئے گئے ہیں ان میں کچھ حسب ذیل ہیں۔ ۱۔ ایسا پھوڑا پھنسی جو نہ پھٹ رہا ہو اس پر مسلسل دم کرنے سے وہ پھٹ جائے گا اور درد سے افاقہ ہوگا۔ ۲۔ بچھو ڈسنے کی جگہ دم کرنے سے زہر کا اثر ختم ہو جائے گا۔ ۳۔ جو چھوٹا بچہ زیادہ روتا ہو یا بیمار ہو یا ماں کا دودھ نہ پیتا ہو لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیں۔ ۴۔ جو بچہ ڈرتا ہو اس پر دم کریں وہ نہیں ڈرے گا۔ ۵۔ جس کے دانت میں درد ہو اس کے دانت پر انگلی رکھ کر دم کر دیں درد ختم ہو جائے گا شرط یہ ہے کہ دم کرنے سے پہلے اس سے وعدہ لیں کہ وہ کوئی ایک چیز پوری زندگی نہیں کھائے گا۔

چند مفید دعائیں
(مقاتل بن سلمان)

۱۔ شیخ کفعمی نے بلدالامین میں ایک دعا حضرت امام سجاد علیہ السلام سے نقل کی اور بیان کیا ہے کہ یہ دعا آنجنابؑ سے مقاتل بن سلمان نے روایت کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اس دعا کو سو مرتبہ پڑھے اور اس کی دعا قبول نہ ہو تو مقاتل پر لعنت بھیجے اور وہ دعا یہ ہے:

"اِلٰهِی كَیْفَ اَدْعُوكَ وَاَنَا اَنَا وَكَیْفَ اَقْطَعُ رَجَائِی مِنْكَ وَاَنْتَ اَنْتَ اِلٰهِی اِذَا لَمْ اَسْاَلْكَ فَتُعْطِیَنِی فَمَنْ ذَا الَّذِی اَسْاَلُهُ فَیُعْطِیَنِی اِلٰهِی اِذَا لَمْ اَدْعُكَ فَتَسْتَجِیبَ لِی فَمَنْ ذَا الَّذِی اَدْعُوهُ فَیَسْتَجِیبُ لِی اِلٰهِی اِذَا لَمْ اَتَضَرَّعْ اِلَیْكَ فَتَرْحَمَنِی، فَمَنْ ذَا الَّذِی اَتَضَرَّعُ اِلَیْهِ فَیَرْحَمُنِی اِلٰهِی فَكَمَا فَلَقْتَ الْبَحْرَ لِمُوسٰیؑ وَنَجَّیْتَهُ اَسْاَلُكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاَنْ تُنَجِّیَنِی مِمَّا اَنَا فِیهِ وَتُفَرِّجَ عَنِّی فَرَجاً عَاجِلاً غَیْرَ آجِلٍ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ"

ترجمہ "میرے معبود میں تجھے کیسے پکاروں اور میں تو میں ہوں اور کیونکر تجھ سے اپنی امید توڑوں جبکہ تو تو ہی ہے میرے معبود جب میں تجھ سے نہ مانگوں کہ تو مجھے عطا کرتا ہے اور کون ہے جس سے مانگوں تو وہ مجھے دے گا میرے معبود جب میں تجھ سے دعا نہ کروں تو میری دعا قبول فرماتا ہے اور کون ہے جس سے دعا کروں تو وہ میری دعا قبول کرے گا میرے معبود جب میں تیرے حضور زاری نہ کروں تب بھی تو مجھ پر رحم کرتا ہے اور کون ہے جس کے آگے زاری کروں تو وہ مجھ پر رحم کرے گا میرے معبود جیسے تو نے دریا کو شگافتہ کیا موسیٰؑ کیلئے اور انہیں نجات دی تھی تو میں بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور مجھے نجات دے اس مشکل سے جس میں گرفتار ہوں اور مجھے کشادگی عطا فرما جلدتر کہ اس میں دیر نہ ہو اپنے فضل سے اور اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے"۔

۲۔ قید سے رہائی کیلئے دعا

شیخ کفعمی نے بلدالامین میں لکھا ہے کہ یہ دعا حضرت حجت (عج) نے ایک شخص کو تعلیم فرمائی جو قید میں تھا اس نے یہ دعا پڑھی تو قید سے رہا ہو گیا، وہ دعا یہ ہے:

"اِلٰهِی عَظُمَ الْبَلَاءُ، وَبَرِحَ الْخَفَاءُ، وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ، وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ، وَضَاقَتِ الْاَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَاءُ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَاِلَیْكَ الْمُشْتَكٰی، وَعَلَیْكَ الْمُعَوَّلُ فِی الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اُولِی الْاَمْرِ الَّذِینَ فَرَضْتَ عَلَیْنَا طَاعَتَهُمْ، وَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ، فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ، فَرَجاً عَاجِلاً قَرِیباً كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ یَا مُحَمَّدُ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا مُحَمَّدُ اِكْفِیَانِی فَاِنَّكُمَا كَافِیَانِ وَانْصُرَانِی فَاِنَّكُمَا نَاصِرَانِ، یَا مَوْلَانَا یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ، اَلْغَوْثَ الْغَوْثَ الْغَوْثَ، اَدْرِكْنِی اَدْرِكْنِی اَدْرِكْنِی السَّاعَةَ السَّاعَةَ السَّاعَةَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ الْعَجَلَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِینَ"

ترجمہ "میرے معبود! مصیبت بڑھ گئی ہے چھپی بات کھل گئی ہے پردہ فاش ہو گیا ہے امید ٹوٹ گئی ہے زمین تنگ ہو گئی ہے اور آسمان نے رکاوٹ ڈال دی ہے تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تجھی سے شکایت ہو سکتی ہے اور تنگی و آسانی میں صرف تو ہی سہارا بن سکتا ہے اے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو صاحبان امر ہیں وہی ہیں جن کی اطاعت تو نے ہم پر فرض کی ہے اور اس طرح ہمیں ان کے مرتبہ کی پہچان کرائی ہے پس ان کے صدقے میں ہمیں آسودگی عطا فرما جلدتر نزدیک تر گویا آنکھ جھپکنے کی مقدار یا اس سے بھی پہلے یا محمدؐ یا علیؑ یا علیؑ یا محمدؐ میری سرپرستی فرمایئے کہ آپ دونوں ہی کافی ہیں میری مدد فرمایئے کہ آپ دونوں ہی میرے مددگار ہیں اے ہمارے آقا اے صاحب زمان (عج) فریاد کو پہنچیں فریاد کو پہنچیں فریاد کو پہنچیں مجھے پہنچیں مجھے پہنچیں مجھے پہنچیں اسی وقت اسی لمحے اسی گھڑی جلد تر جلد تر جلد تر اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے واسطہ ہے محمدؐ کا اور ان کی پاک آلؑ کا"۔

عید غدیر کے بارے بیان

مَن کُنتُ مَولاہُ فَھٰذا عَلِیٌّ مَولاہُ

علامہ کلینیؒ کافی کی پہلی جلد میں ص ۲۰۴ پر سہل بن زیاد سے اور وہ عبد الرحمن ابن سالم اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا عید قربان، فطر اور جمعہ کے علاوہ بھی مسلمانوں کی کوئی عید ہے؟ امامؑ نے فرمایا

''ہاں! ایک ایسی عید ہے، جس کا احترام ان سب سے بالاتر ہے''۔

میں نے سوال کیا: آپؑ پر قربان جاؤں وہ کونسی ہے؟ آپؑ نے فرمایا

وہ دن جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو امامت کے عہدہ پر مقرر کیا اور فرمایا ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ''

میں نے سوال کیا یہ کونسا دن تھا؟ آپؑ نے فرمایا تمہیں دن سے کیا سروکار ہے کیونکہ سال گردش میں ہوتا ہے لیکن مہینہ کے لحاظ سے وہ ۱۸ ذوالحجہ کا دن تھا۔

میں نے سوال کیا اس دن ہمارا فریضہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس دن ذکر خدا کرو، روزہ رکھو، محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجو اور پیغمبرؐ خدا نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے تاکید کی ہے کہ اس دن عید منائیں اسی طرح دیگر انبیاءؑ نے بھی اپنے جانشینوں کو وصیت فرمائی تھی کہ جانشینی کے منصب پر فائز ہونے کے دن کو عید کا دن قرار دیں۔

شیخ صدوقؒ کی خصال میں مفضل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا مسلمانوں کی کتنی عیدیں ہیں؟ آپؑ نے فرمایا چار عیدیں ہیں۔

میں نے سوال کیا عید الفطر، عید قربان و جمعہ کو تو جانتا ہوں (چوتھی کونسی عید ہے؟)

فرمایا: ان سب سے عظیم و محترم تر ۱۸ ذوالحجہ ہے کہ اس دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو منصب امامت پر مقرر فرمایا ہے۔

روز غدیر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا دن ہے

شیخ الطائفہ طوسیؒ مصباح میں ص ۵۱۶ پر عمار بن حریر عبدی سے نقل کرتے ہیں کہ میں ۱۸ ذوالحجہ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا آپؑ روزہ سے تھے۔ آپؑ نے فرمایا ''یہ ایک عظیم دن ہے کہ خداوند کریم نے مومنین پر اس کا احترام مقرر فرمایا ہے اس دن دین کو کامل کر دیا اور مومنین پر اپنی نعمتیں تمام فرمائیں اور اپنے عہد و پیمان کی تجدید فرمائی ہے''۔

میں نے حضرتؑ سے پوچھا کہ اس دن کا ثواب کتنا ہے؟

آپؑ نے فرمایا ''یہ دن عید کا دن ہے اور مسرت و شادمانی اور خدا کا شکر بجالانے کا دن ہے''۔ حدیث حمیری میں فرماتے ہیں کہ عید غدیر کی نماز شکرانہ کے بعد سجدہ میں یہ دعا پڑھے

''اللھم انا نعفر وجوھنا فی یوم عیدنا الذی شرفتنا فیہ بولایۃ مولا امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام''

''خداوندا! ہم اپنی عید کے دن، جس دن تو نے ہمارے مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی ولایت کا شرف ہمیں بخشا۔ خندہ پیشانی، خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں''۔

اسلئے جیسا کہ مشاہدہ ہوا غدیر کے دن کا عید ہونا تمام ملت اسلامیہ کے مسلمات میں سے ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی سفارش فرمائی ہے اور آپؐ کے جانشینوں نے بھی ایک کے بعد ایک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک سب نے اس دن کے عید ہونے اور اس کے احترام پر تاکید فرمائی ہے اور شیعی ماخذ نے بھی جو تیسری صدی ہجری میں تالیف ہوئے ہیں اس دن عید ہونے کی روایت ہے۔ ✿

ظہور سے قبل خاص واقعات

مزید برآں یہ احادیث و روایات کچھ اور ظہور سے قبل، خاص واقعات اور حادثات کے رونما ہونے کی خبر بھی دیتی ہیں ہم ایسی احادیث کے چند گروپ بنا سکتے ہیں۔

۱۔ زمین کا ظلم و جور سے بھر جانا

اس طرح کا مضمون احادیث میں متواتر بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس مضمون کی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ اس بارے کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا (بشارۃ الاسلام ص ۱۸ تالیف سید مصطفےٰ آل سید حیدر)

۲۔ فتنوں کا وجود میں آنا، ہولناک حادثات اور سانحات کا رونما ہونا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل ہوئی ہے کہ جس میں گمراہ کرنے والے فتنوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے (موسوعۃ الامام المہدیؑ ج ۲ تاریخ الغیبۃ الکبریٰ ص ۲۴۲ تالیف شہید سید محمد صادق صدر)

حضرت امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں "حضرت قائم (عج) کا قیام ایسے حالات میں ہوگا جب عمومی سطح پر لوگ سخت ترین خوف اور سخت پریشانی کی حالت میں ہونگے، زلزلے بپا ہونگے، فتنے رونما ہونگے، مصائب اور مشکلات ہونگی، ہلاک کر دینے والی بیماری طاعون عام ہوگی (ممکن ہے اس سے مراد کینسر یا ایڈز ہو یا اسی قسم کی کچھ اور لاعلاج بیماری "خدا بچائے") عربوں کے درمیان سخت جنگیں، عالم اسلام کی عمومی بدحالی کسمپرسی، لوگوں کے آپس میں شدید مذہبی اختلافات ہوں گے، فرقہ واریت عروج پر ہوگی ادیان میں اختلاف، فرقوں کی بہتات ہوگی، مسلمانوں کے حالات کی ابتری، غرض ہر طرف بے چینی، بدامنی، بے سکونی بے اطمینانی، پریشانی، بیماری، جنگ و جدال و قتل و غارت گری، ظلم و ستم عام ہوگا" (الغیبۃ النعمانی ص ۱۷۰، بحار الانوار، ج ۵۲ ص ۲۳۱)

فتنوں سے مراد

فتنہ کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے

الف: امتحان اور آزمائش میں ہونا **ب**: کفر، گمراہی، گناہ **ج**: لوگوں کے درمیان نقطہ نظر اور انکے درمیان نظریاتی اختلافات

۳۔ روزگار کی سختی، معاشی بحران کی وجہ سے بے صبری

روایات میں آیا ہے کہ عصر غیبت میں مومنین سخت مصائب و مشکلات سے دوچار ہونگے، معاشی بحران ہوگا، قوت برداشت جواب دے جائیگی، اس قدر تکالیف میں

ہو گئے کہ جب ایک شخص اپنے بھائی کے قریب سے گزرے گا تو کہے گا کاش اس کی جگہ میں مرگیا ہوتا (تاریخ الغیبۃ الکبریٰ ص ۲۴۵ منتخب الاثر ص ۴۳۴) ظاہر ہے موت کی آرزو ان سختیوں اور مشکلات کی وجہ سے ہوگی جن سے اس دور کے لوگ دوچار ہو گئے۔

۴۔ افکار، عقائد اور نظریات کا ٹکراؤ، توڑ پھوڑ......اس حوالہ سے اختلافات

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے حدیث وارد ہوئی ہے جس میں آپؑ نے حضرت امام مہدی (عج) کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے اس حدیث میں آپؑ کا ایک جملہ ہے "حیرانگی ہوگی، پریشانی ہوگی، ایسی غیبت حضرت امام مہدی (عج) کے واسطے ہے جس میں قومیں گمراہ ہوجائیں گی، کچھ ہدایت پاجائیں گے، یہ حیرت اور پریشانی اور گمراہی چند صورتوں میں ہوسکتی ہے کہ کچھ اس حیرت کی وجہ سے گمراہ ہوجائیں گے کچھ اس حیرت اور غیبت میں ہدایت پاجائیں گے۔

یہ حیرت دینی عقائد اور مذہبی نظریات میں ہوسکتی ہے، جو جہالت کے نتیجہ میں باطل افکار، امت کے درمیان رائج ہوجائیں گے، اس طرح کہ غیبت کا طولانی ہوجانا لوگوں کے درمیان شک پیدا کردے گا، اس وجہ سے ان کے درمیان اختلافات پیدا ہوجائیں گے یا یہ حیرت ایک بلند مرتبہ رہبر کی عدم موجودگی میں جہاد کے وجوب کے بارے اور انقلاب کیلئے جدوجہد کے متعلق ہوگا"۔

۵۔ جنگ وجدال وقتل وغارتگری

احادیث عصر ظہور میں سیاسی بحرانوں کی نشاندہی کرتی ہیں سیاسی عدم استحکام ہوگا جنگیں بہت زیادہ ہونگی قتل وغارتگری عام ہوگی حدیث میں الفاظ ہیں

حضرت امام مہدی (عج) کے قیام سے پہلے "بیوح قسم کا قتل ہوگا" راوی نے سوال کیا کہ یہ کونسا قتل ہے؟ اسکا معنی کیا ہے؟ تو آپؑ نے جواب میں فرمایا "اس سے مراد ہروقت قتل وغارتگری، دہشت گردی کا ہونا ہے، ختم نہ ہونے والی جنگ وجدال اور قتل وغارتگری مراد ہے، اسکی شدت روزافزوں ہوگی، اس میں کمی نہ آئے گی۔

(بشارۃ الاسلام ص ۸۸۶، بحار الانوار، ج ۵۲ ص ۱۸۲، ۲۲۸، المہد ون للمہدیؑ "تالیف علی کورانی")

بعض روایات میں ان جنگوں کی شدت کو اس قدر بیان کیا گیا ہے کہ زمین کی آبادی کا ایک بڑا حصہ اسکے نتیجہ میں ختم ہوجائے گا۔

حضرت امام علی علیہ السلام اس بارے فرماتے ہیں "حضرت امام مہدی (عج) اس وقت تک قیام نہیں فرمائیں گے جب تک کہ دنیا کی آبادی کا ایک تہائی حصہ قتل نہ ہوجائے گا، آبادی کا ایک تہائی حصہ مرجائے گا اور ایک سوئم باقی رہ جائے گا" (المہدی تالیف صدرالدین ص ۱۹۸ یوم الخلاص کامل سلیمان ص ۵۶۴)

آج کے دور میں ان احادیث میں استعمال الفاظ کی موجودہ رائج اصطلاحات کو اس طرح بیان کرسکتے ہیں کہ آپؑ کے ظہور سے قبل سیاسی، معاشی، ثقافتی، عقیدتی، اجتماعی اور امن عامہ کا بحران ہوگا، جنگ وقتل وغارتگری، دہشت گردی اور اخلاقی بے راہ روی عام ہوگی۔

آخری زمانہ کے متعلق جامع ترین حدیث نبویؐ: جامع ترین حدیث نبوی جو ان سب واقعات وحالات کو بیان کررہی ہے وہ درج ذیل ہے۔

حجۃ الوداع کا حوالہ

عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کیا، آپؐ نے کعبہ کی زنجیر کو پکڑا ہوا تھا اور ہماری طرف آپؐ نے رخ فرمایا اور آپؐ نے ہمیں اس طرح خطاب کیا "کیا میں آپ کو "الساعت" کے وقوع پذیر ہونے سے قبل کی نشانیوں اور علامات سے آگاہ نہ کردوں (اس جگہ الساعۃ سے مراد حضرت امام مہدی (عج) کا ظہور لیا گیا ہے)

ابن عباسؓ کہتے ہیں اس دن آپؐ کے قریب ترین شخص جناب سلمانؓ تھے، پس انہوں نے آپ کی یہ بات سن کر آپؐ سے بار بار سوالات کئے اور آپؐ نے سلمان کو جوابات دیئے تفصیل کچھ اس طرح ہے

سلمان: جی ہاں یا رسول اللہ ضرور بیان کریں۔ رسول اللہ: الساعت کی آمد سے قبل۔

۱۔ نمازیں ضائع ہونگی، نمازوں کی اہمیت جاتی رہے گی ۲۔ شہوات کی پیروی عام ہوگی

۳۔ نفسانی خواہشات کو ترجیح دی جائے گی ۴۔ مالداروں کی عزت اور احترام کیا جائے گا ۵۔ دین کو دنیا کے بدلے میں بیچا جائے گا

ان حالات میں مومن کا دل اندر ہی اندر پگھلتا جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے، یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ منکرات اور برائیوں کو عام دیکھے گا اور ان کو بدل نہیں سکے گا۔ سلمانؓ: یا رسول اللہ کیا یہ ایسا ہی ہوگا؟

رسول اللہ: اے سلمانؓ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا ہی ہوگا۔

۱۔ اس دوران ظالم حکمران ہونگے ۲۔ فاسق وزراء ہونگے

۳۔ ظالم اور ستمگر نمائندگان ہونگے ۴۔ امین خیانت کار ہونگے

سلمانؓ: یا رسول اللہ! واقعی ایسا ہوگا؟

حضرت رسول اللہ: جی ہاں اے سلمانؓ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ایسا ہی ہوگا۔

۱۔ اس دوران گناہ نیکی کہلائے گا ۲۔ خیانت کار کو امین سمجھا جائے گا اور امین کو خیانت کار سمجھا جائے گا

۳۔ جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور اسے سچا کہا جائے گا سچے کو جھوٹا کہا جائے گا اور اسے جھٹلایا جائے گا

سلمانؓ: یا رسول اللہ کیا یہ بھی ہوگا؟

رسول اللہ: جی ہاں اے سلمانؓ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا ہی ہوگا۔

۱۔ اس دوران عورتیں حکمران ہونگی۔ ۲۔ لونڈیوں سے مشورے کیے جائیں گے۔

۳۔ منبروں پر چھوٹے بچوں کو بٹھایا جائے گا۔ ۴۔ جھوٹ بولنا مشغلہ ہوگا۔

۵۔ زکات دینے کو تاوان سمجھا جائے گا اور بیت المال کو لوٹ کا مال سمجھا جائے گا۔

۶۔ انسان اپنے والدین پر ظلم کرے گا، جب کہ اپنے دوست پر احسان اور نیکی کرے گا۔ ۷۔ دم دار ستارہ طلوع ہوگا۔

سلمانؓ: یا رسول اللہ یہ سب کچھ رونما ہوگا؟

رسول اللہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

۱۔ اس دوران بیوی اپنے شوہر کے ساتھ تجارت میں شریک کاروبار ہوگی۔ ۲۔ سازشیں کثرت سے ہونگی۔

۳۔ عزت دار لوگ غصے سے بھرے ہوں گے۔ ۴۔ تنگ دست آدمی کی تحقیر کی جائے گی۔

۵۔ بازار ایک دوسرے کے نزدیک ہو جائیں گے، کساد بازاری ہوگی، ایک کہے گا میں نے تو کچھ فروخت نہیں کیا، دوسرا کہے گا مجھے تو بالکل نفع حاصل نہیں ہوا، غرض ہر شخص اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا نظر آئے گا۔

سلمانؓ: یا رسول اللہ یہ سب کچھ ہوگا؟

رسول اللہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اے سلمانؓ! ایسا ہی ہوگا

۱۔ اس زمانہ میں ایسی اقوام ظاہر ہونگی کہ اگر انکے خلاف بولو گے تو قتل کر دیے جاؤ گے اگر خاموشی اختیار کرو گے تو آبرو ریزی ہوگی۔

۲۔ عوام کے اموال کو لوٹیں گے۔ ۳۔ عوام کی عزتوں کو پاؤں تلے روندیں گے۔ ۴۔ عوام کا خون بہایا جائے گا۔

۵۔ عوام کے دل غیظ و غضب اور غصہ سے انکے خلاف بھرے ہونگے، انکے بارے رعب اور دبدبہ ان پر طاری ہوگا۔

۶۔ عوام خوف زدہ، سہمے ہوئے، پریشان ہونگے۔

سلمانؓ: کیا ایسا ہی ہوگا یا رسول اللہؐ؟

رسول اللہؐ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اے سلمانؓ! ایسا ہی ہوگا

۱۔ اس دوران میری امت مشرق و مغرب کا رنگ پکڑے گی۔

۲۔ میری امت کے لوگ کمزور، پریشان ہوں گے، ان کی بے عملی کی وجہ سے مشرق و مغرب ان پر غالب ہوں گے۔

۳۔ مشرقی و مغربی اقوام نہ چھوٹے پر رحم کریں گی نہ بڑوں کی توقیر اور عزت کریں گی اور وہ اپنی مخالفت اور نافرمانی کرنے والے کو نہیں چھوڑیں گے، وہ انسانوں کی شکل میں سنگدل شیطان ہوں گے۔

سلمانؓ: یا رسول اللہ یہ بھی ہوگا؟

رسول اللہؐ: جی ہاں قسم بخدا اس دوران یہ سب کچھ ہوگا۔

۱۔ ہم جنس بازی ہوگی، مرد مردوں پر اکتفا کریں گے اور عورتیں عورتوں کو کافی سمجھیں گی اس دوران مرد، لڑکوں پر گھر میں رہنے والی کنیزوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے۔

۲۔ مرد، عورتوں کی شباہت اختیار کریں گے اور عورتیں مردوں جیسی بنیں گی۔ ۳۔ عورتیں گھوڑوں کی زین پر بیٹھیں گی، میری امت کی ایسی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

سلمانؓ: یا رسول اللہؐ! کیا ایسا ہوگا؟

رسول اللہؐ: اے سلمانؓ! ایسا ہی ہوگا قسم ہے جان آفریں کی اس دوران۔

۱۔ مساجد کو مزین کیا جائے گا، جیسا کہ بیع اور کنائس (یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں) کو مزین کیا جاتا ہے۔

۲۔ قرآنوں کو آراستہ کیا جائے گا۔ ۳۔ مساجد کے فلک بوس منارے ہونگے۔

۴۔ نمازیوں کی صفیں لمبی ہوں گی لیکن آپس میں انکے دل جدا جدا ہونگے، ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونگے لیکن آپس میں دشمنیاں ہونگی، بدن ملے ہونگے زبانیں جدا جدا ہونگی یعنی وہ سب باہمی اختلافات کا شکار ہونگے۔

سلمانؓ: کیا یا رسول اللہؐ ایسا ہی ہوگا؟

رسول اللہؐ: جی ہاں اے سلمانؓ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس دوران ایسا ہی ہوگا۔

۱۔ میری امت کے مرد حضرات سونا، ریشمی کپڑے اور حرام جانور کے چمڑے کا استعمال کریں گے۔

سلمانؓ: یا رسول اللہ یہ بھی ہوگا؟

رسول اللہؐ: جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ بھی ہوگا اس دوران،

۱۔ سود کا کاروبار عام ہوگا۔ ۲۔ بیچی ہوئی چیز کو کم قیمت پر واپس خرید کریں گے۔ ۳۔ رشوت پر مبنی کاروبار ہوگا۔

۴۔ دین کو ایک طرف رکھ کر دنیا کو سنوارا جائے گا۔ سلمانؓ: یا رسول اللہ یہ بھی ہوگا؟!

رسول اللہؐ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اے سلمانؓ! ایسا ہی ہوگا اس دوران،

۱۔ طلاق عام ہو جائے گی۔ ۲۔ حدود شرعی قائم نہیں ہونگی، وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔

سلمانؓ: یا رسولؐ اللہ ایسا بھی ہوگا؟

رسولؐ اللہ: جی ہاں! قسم بخدا ایسا ہوگا اے سلمانؓ! اس دوران۔

۱۔ باجا، ساز، گانا بجانا، عام ہوگا، اس کے پیچھے میری امت کے بدترین اور شرارتی لوگ ہونگے۔

سلمان: یا رسولؐ اللہ یہ بھی ہوگا؟

رسولؐ اللہ: جی ہاں قسم بخدا اے سلمانؓ! ایسا ہی ہونے والا ہے اس دوران۔

۱۔ میری امت کے ثروت مند سیر و سیاحت اور تفریح کیلئے حج پر جائیں گے اور درمیانے طبقہ کے لوگ تجارت اور کاروبار کیلئے حج پر جائیں گے۔

۲۔ فقراء اور غرباء شہرت اور دکھاوا کیلئے حج کریں گے۔ ۳۔ اس دوران ایسے گروہ ہونگے جو غیر خدا کیلئے فقہ (علم شریعت) پڑھیں گے۔

۴۔ زنا سے ہونے والے بچوں کی کثرت ہوگی۔ ۵۔ قرآن پڑھنے میں غناء کا استعمال کریں گے۔

۶۔ دنیا میں رغبت رکھتے ہونگے۔ سلمانؓ: یا رسولؐ اللہ ایسا بھی ہوگا؟

رسولؐ اللہ: جی ہاں اے سلمانؓ! قسم بخدا ایسا ہوگا اس دوران۔

۱۔ محترمات کی ہتک ہوگی، مقدسات کی بے احترامی عام ہوگی۔ ۲۔ گناہوں سے کمائی کی جائے گی، گناہوں کا ارتکاب کاروبار شمار ہوگا۔

۳۔ برے لوگ نیکوں پر مسلط ہونگے۔ ۴۔ جھوٹ عام پھیل جائے گا۔ ۵۔ ضد کرنا، جھگڑالو پن عام رواج پا جائے گا۔ ۶۔ فاقہ عام ہوگا۔

۷۔ لباس پہننے پر فخر و مباہات کریں گے۔ ۸۔ بے موسمی بارشیں ہونگی۔ ۹۔ ساز، باجا، گانے کے آلات، غناء کے آلات ڈھولک عام ہونگے، شطرنج، نرد، کا استعمال عام ہوگا اور ان کے استعمال کو اچھا سمجھا جائے گا۔ ۱۰۔ امر بالمعروف سے انکار کریں گے۔ ۱۱۔ نہی عن المنکر نہیں کریں گے۔

۱۲۔ اس زمانہ میں ایک مومن عام کنیز سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ ۱۳۔ اس زمانے میں قاریان قرآن اور عبادت گزار ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے، ایک دوسرے کی ملامت و مذمت کریں گے، ملکوت السموات میں (آسمانوں کی بلندیوں میں) ایسے لوگوں کو ارجاس، انجاس پلید اور نجس کے نام سے پکارا جائے گا۔

سلمانؓ: یا رسولؐ اللہ یہ بھی ہوگا؟

رسولؐ اللہ: جی ہاں! قسم اس ذات کی جس کے اختیار میں میری جان ہے اے سلمانؓ! ایسا ہی ہوگا اس دوران۔

۱۔ صاحب ثروت و مالدار، فقیر سے ڈرے گا، اس کی حالت یہ ہو جائے گی کہ ایک محتاج ایک جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک اپنی حاجت پوری کرنے کا سوال کرے گا لیکن کوئی بھی شخص اس ہاتھ پر کچھ بھی نہیں رکھے گا۔

سلمانؓ: یا رسولؐ اللہ ایسا بھی ہوگا؟

رسولؐ اللہ: جی ہاں اے سلمانؓ! قسم بخدا ایسا بھی ہوگا اس دوران۔

۱۔ رویبضہ بولے گا۔

سلمانؓ: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسولؐ اللہ یہ رویبضہ کیا ہے؟ جو بولے اور آواز دے گا؟

رسولؐ اللہ نے فرمایا! اس سے مراد وہ شخص ہے جو ان سارے حالات میں خاموش تھا، وہ ان حالات کو دیکھ کر عوام کے مسائل کے بارے بول اٹھے گا اور تھوڑی تعداد کے علاوہ کوئی بھی انکی بات نہ سنے گا (بشارۃ الاسلام ص ۲۵، منتخب الاثر ص ۴۳۲)

ماہ جنوری 2020ء جمادی الاوّل/ جمادی الثانی 1441 ہجری، پوہ/ ماگھ 2076 بکری

ایام	جمادی الاول / جمادی الثانی	جنوری 2020ء	پوہ/ماگھ	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات ویادداشت
بدھ	5	1	19	نیک	ایک روایت کے مطابق میلاد مسعود حضرت سیدہ زینبؑ 5ھ آغاز سال نو عیسوی 2020ء
جمعرات	6	2	20	نیک	
جمعہ	7	3	21	نیک	جنگ موتہ 8ھ
ہفتہ	8	4	22	نیک	سفر کیلئے بد
اتوار	9	5	23	نیک	وفات علامہ غلام رضا ناصر نجفی بھلوال ۱۹۹۴ء
پیر	10	6	24	نحس اکبر	
منگل	11	7	25	نحس اکبر	
بدھ	12	8	26	نیک	
جمعرات	13	9	27	نحس	ایک روایت کے مطابق شہادت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؑ 11ھ
جمعہ	14	10	28	نیک	جزوی چاند گرہن
ہفتہ	15	11	29	نیک	میلاد مسعود حضرت امام زین العابدینؑ 38ھ
اتوار	16	12	30	نحس	تعمیر کیلئے نیک
پیر	17	13	ماگھ	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد۔ جنگ جمل 36ھ
منگل	18	14	2	نیک	
بدھ	19	15	3	نیک	
جمعرات	20	16	4	میانہ	تعمیر مکان کیلئے نیک
جمعہ	21	قمر	5	نحس	شہادت سید محسن نقوی شہید ۱۹۹۶ء
ہفتہ	22	در	6	نیک	
اتوار	23		7	نیک	
پیر	24	عقرب	8	نحس	
منگل	25	21	9	نحس	
بدھ	26	22	10	نیک	نکاح وسفر کیلئے بد
جمعرات	27	23	11	نیک	
جمعہ	28	24	12	نحس اکبر	
ہفتہ	29	25	13	نیک	نکاح کیلئے بد
اتوار	30	26	14	نیک	نکاح کیلئے بد
پیر	جمادی الثانی	27	15	نحس اکبر	
منگل	2	28	16	نیک	شہادت علامہ اثیر جاڑوی مع فرزند کوثر ۱۹۹۲ء
بدھ	3	29	17	نحس	شہادت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؑ 11ھ
جمعرات	4	30	18	نیک	سفر کیلئے بد
جمعہ	5	31	19	نحس	

ماہ فروری 2020ء، جمادی الثانی / رجب المرجب 1441 ہجری، ماگھ / پھاگن 2076 بکرمی

ایام کے نام	جمادی الثانی / رجب المرجب	فروری 2020ء	ماگھ / پھاگن	نیک / نحس / میانہ	اسلامی معلومات و یادداشت
ہفتہ	6	1	20	نیک	چودہ سالہ جلاوطنی کے بعد رہبر انقلاب اسلامی ایران آقای امام سید روح اللہ الموسوی خمینیؒ کی ایران واپسی ۱۳۵۷ھ ش۔ سالانہ مجلس عزا و جامعۃ السیدہ خدیجۃ الکبریٰ۔ بری مولانا محمد حسین قمر نائب پرنسپل جامعہ امام خمینیؒ
اتوار	7	2	21	نیک	
پیر	8	3	22	نیک	سفر کیلئے بد
منگل	9	4	23	نیک	
بدھ	10	5	24	نیک	یوم کشمیر
جمعرات	11	6	25	نحس اکبر	
جمعہ	12	7	26	نحس اکبر	
ہفتہ	13	8	27	نحس	وفات حضرت ام البنینؑ والدہ حضرت عباسؑ
اتوار	14	9	28	نیک	
پیر	15	10	29	نیک	انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی، ۲۲ بہمن ۱۳۵۷ھ ش انتخاب قائد ملت جعفریہ علامہ سید عارف حسین الحسینیؒ ۱۹۸۴ء در بھکر
منگل	16	11	30	نحس	تعمیر مکان کیلئے نیک
بدھ	17	12	پھاگن	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد
جمعرات	18	13	2	نیک	
جمعہ	19	قمر در عقرب	3	نیک	
ہفتہ	20		4	نیک	میلاد مسعود حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؑ سالانہ جشن مسرت جامعۃ السیدہ خدیجۃ الکبریٰ پکی شاہ مردان
اتوار	21		5	نحس	
پیر	22	17	6	نیک	دسترخوان حضرت امام حسنؑ
منگل	23	18	7	نیک	
بدھ	24	19	8	نحس	
جمعرات	25	20	9	نحس	
جمعہ	26	21	10	نیک	نکاح و سفر کیلئے بد
ہفتہ	27	22	11	نیک	
اتوار	28	23	12	نحس اکبر	
پیر	29	24	13	نیک	نکاح کیلئے بد
منگل	30	25	14	نیک	نکاح کیلئے بد
بدھ	رجب	26	15	نیک	میلاد مسعود حضرت امام محمد باقرؑ 57ھ
جمعرات	2	27	16	نیک	
جمعہ	3	28	17	نحس	شہادت حضرت امام علی نقیؑ 254ھ
ہفتہ	4	29	18	نیک	سفر کیلئے بد

ماہ مارچ 2020ء رجب المرجب/شعبان 1441 ہجری، پھاگن/چیت 2076 بکرمی

ایام کے نام	رجب المرجب/ شعبان	مارچ 2020ء	پھاگن/چیت	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات و یادداشت
اتوار	5	1	19	نیک	میلاد مسعود حضرت امام علی نقیؑ 214ھ
پیر	6	2	20	نیک	
منگل	7	3	21	نیک	
بدھ	8	4	22	نیک	سفر کیلئے بد
جمعرات	9	5	23	نیک	میلاد مسعود حضرت شہزادہ علی اصغرؑ
جمعہ	10	6	24	نیک	میلاد مسعود حضرت امام محمد تقیؑ 195ھ
ہفتہ	11	7	25	نحس اکبر	شہادت ڈاکٹر محمد علی نقوی 1993ء
اتوار	12	8	26	نحس اکبر	
پیر	13	9	27	نیک	میلاد مسعود حضرت علیؑ در خانہ کعبہ
منگل	14	10	28	نیک	
بدھ	15	11	29	نحس	ایک روایت کے مطابق شہادت بی بی سیدہ زینبؑ
جمعرات	16	قمر در عقرب	30	نحس	تعمیر مکان کیلئے نیک
جمعہ	17		31	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد
ہفتہ	18		چیت	نیک	بکرمی سال کا آغاز
اتوار	19	15	2	نیک	
پیر	20	16	3	میانہ	شہادت قاضی نور اللہ شوستریؒ شہید ثالث
منگل	21	17	4	نحس	
بدھ	22	18	5	نیک	نیاز بنام حضرت امام جعفر صادقؑ
جمعرات	23	19	6	نیک/نحس	
جمعہ	24	20	7	نیک	فتح جنگ خیبر بدست حضرت علیؑ 7ھ۔ نوروز عالم افروز
ہفتہ	25	21	8	نحس	شہادت حضرت امام موسیٰ کاظمؑ 183ھ
اتوار	26	22	9	نیک	نکاح و سفر کیلئے بد۔ شب معراج
پیر	27	23	10	نیک	روز بعثت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ 23 مارچ یوم پاکستان
منگل	28	24	11	نحس	حضرت امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی برائے مکہ معظمہ
بدھ	29	25	12	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعرات	شعبان	26	13	نیک	میلاد مسعود حضرت سیدہ زینبؑ
جمعہ	2	27	14	نیک	ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے 2ھ
ہفتہ	3	28	15	نیک	میلاد مسعود حضرت امام حسینؑ 4ھ
اتوار	4	29	16	نیک	میلاد مسعود حضرت عباس علمدارؑ
پیر	5	30	17	نحس	ایک روایت کے مطابق میلاد مسعود حضرت امام زین العابدینؑ
منگل	6	31	18	نیک	

ماہ اپریل 2020ء شعبان/رمضان 1441 ہجری، چیت/بیساکھ 2077 بکرمی

ایام کے نام	شعبان/رمضان المبارک	اپریل 2020ء	چیت/بیساکھ	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات و یادداشت
بدھ	7	1	19	نیک	میلاد مسعود حضرت شہزادہ قاسم ابن امام حسنؑ
جمعرات	8	2	20	نیک	سفر کیلئے بد
جمعہ	9	3	21	نیک	
ہفتہ	10	4	22	نیک	
اتوار	11	5	23	نیک	میلاد مسعود حضرت شہزادہ علی اکبرؑ
پیر	12	6	24	نیک	
منگل	13	7	25	نیک	
بدھ	14	8	26	نحس اکبر	شب برات (دن گزرنے کے بعد)
جمعرات	15	قمر در عقرب	27	نیک	میلاد مسعود حضرت صاحب العصرؑ 256ھ
جمعہ	16		28	نحس	تعمیر کیلئے نیک
ہفتہ	17		29	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد
اتوار	18	12	30	نیک	وفات حضرت حسین بن روح رضوان اللہ علیہ/ نائب سوم امام زمانہؑ
پیر	19	13	31	نیک	وفات حافظ کفایت حسین لاہور 1968ء
منگل	20	14	بیساکھ	نحس اکبر	تعمیر کیلئے نیک
بدھ	21	15	2	نحس	وفات علامہ نصیر حسین نجفی سرگودھا 1999ء
جمعرات	22	16	3	نیک	وفات علامہ محمد سبطین سرسوی 1994ء
جمعہ	23	17	4	نیک	
ہفتہ	24	18	5	نحس	
اتوار	25	19	6	نحس	
پیر	26	20	7	نحس اکبر	
منگل	27	21	8	نیک	وفات علامہ اقبالؒ
بدھ	28	22	9	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعرات	29	23	10	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعہ	30	24	11	نیک	نکاح کیلئے بد
ہفتہ	رمضان	25	12	نیک	صحیفہ ابراہیمؑ نازل ہوا۔ غزوہ تبوک 9ھ
اتوار	2	26	13	نیک	حضرت امام علی رضاؑ کی ولی عہدی کا آغاز — یوم شہادت [illegible] 2011ء [illegible] پرنسپل جامعہ [illegible] سفر زیارت کربلا
پیر	3	27	14	نحس	
منگل	4	28	15	نیک	سفر کیلئے بد
بدھ	5	29	16	نحس	
جمعرات	6	30	17	نیک	نزول توریت

ماہ مئی 2020ء رمضان/شوال 1441 ہجری، بیساکھ/جیٹھ 2077 بکری

ایام کے نام	رمضان/شوال	مئی 2020ء	بیساکھ/جیٹھ	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات ویادداشت
جمعہ	7	1	18	نحس	وفات بی بی فاطمہؑ بنت اسدؑ یوم مزدور
ہفتہ	8	2	19	نیک	سفر کیلئے بد
اتوار	9	3	20	نیک	
پیر	10	4	21	نحس	وفات بی بی خدیجۃ الکبریٰ 10 بعثت
منگل	11	5	22	نیک	
بدھ	12	قمر در	23	نیک	نزول انجیل۔ روز مواخات
جمعرات	13	عقرب	24	نحس	
جمعہ	14		25	نیک	
ہفتہ	15	9	26	نیک	میلاد مسعود حضرت امام حسنؑ 3ھ
اتوار	16	10	27	نحس	تعمیر کیلئے نیک
پیر	17	11	28	میانہ	قرض لینے دینے کو بد۔ فتح غزوہ بدر 2ھ
منگل	18	12	29	نیک	شب قدر (دن گزرنے کے بعد) نزول زبور۔ وفات والدہ زوار محمد شفیع چوہان 1972
بدھ	19	13	30	نحس	ضربت بر سر اقدس مولا علیؑ در محراب مسجد کوفہ
جمعرات	20	14	31	نحس اکبر	شب قدر (دن گزرنے کے بعد) فتح مکہ 8ھ
جمعہ	21	15	جیٹھ	نحس اکبر	شہادت حضرت علیؑ کوفہ 40ھ
ہفتہ	22	16	2	نیک	شب قدر (دن گزرنے کے بعد)
اتوار	23	17	3	نیک	نزول قرآن پاک
پیر	24	18	4	نحس اکبر	
منگل	25	19	5	نحس	
بدھ	26	20	6	نیک	نکاح وسفر کیلئے بد
جمعرات	27	21	7	نیک	وفات صفدر حسین ڈوگر (ایڈیٹر پیام زینبؑ)
جمعہ	28	22	8	نیک	نکاح کیلئے بد۔ جمعۃ الوداع (یوم القدس)
ہفتہ	29	23	9	نیک	نکاح کیلئے بد۔ انتقال ملک سراج دین ڈوگر 1987ء (والد صفدر حسین ڈوگر مرحوم)
اتوار	30	24	10	نیک	نکاح کیلئے بد
پیر	شوال	25	11	نیک	عید الفطر۔ انتقال علامہ سید علی نقی عرف علامہ نقن لکھنوی 1988ء
منگل	2	26	12	نحس اکبر	
بدھ	3	27	13	نحس	
جمعرات	4	28	14	نیک	سفر کیلئے بد
جمعہ	5	29	15	نحس	
ہفتہ	6	30	16	نحس اکبر	
اتوار	7	31	17	نیک	وفات سید داؤد بندگی کرمانی شیر گڑھ 1562ء

ماہ جون 2020ء شوال/ذیقعدہ 1441 ہجری، جیٹھ/ہاڑ 2077 بکری

ایام کے نام	شوال/ذیقعدہ	جون 2020ء	جیٹھ/ہاڑ	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات ویادداشت
پیر	8	1	18	نحس اکبر	یوم انہدام جنت البقیع 1344ھ
منگل	9	قمر در عقرب	19	نیک	
بدھ	10		20	نیک	آغاز غیبت کبریٰ امام زمانہ (عج)۔ جنگ حنین 8ھ۔ وفات پیر سید حیدر علی شاہ گیلانی حسنی 2014ء
جمعرات	11		21	نیک	
جمعہ	12	5	22	نیک	جزوی چاند گرہن۔ وفات رہبر کبیر امام سید روح اللہ خمینی رضوان اللہ علیہ 1989ء
ہفتہ	13	6	23	نحس	
اتوار	14	7	24	نیک	معجزہ شق القمر
پیر	15	8	25	نحس	شہادت حضرت امام جعفر صادقؑ 148ھ۔ شہادت حضرت حمزہؑ 3ھ در جنگ اُحد
منگل	16	9	26	نحس	
بدھ	17	10	27	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد۔ فتح جنگ اُحد
جمعرات	18	11	28	نیک	
جمعہ	19	12	29	نیک	
ہفتہ	20	13	30	میانہ	تعمیر مکان کیلئے نیک
اتوار	21	14	31	نحس	
پیر	22	15	ہاڑ	نیک	
منگل	23	16	2	نیک	
بدھ	24	17	3	نحس	
جمعرات	25	18	4	نحس	ایک روایت کے مطابق شہادت حضرت امام جعفر صادقؑ 148ھ
جمعہ	26	19	5	نیک	نکاح وسفر کیلئے بد
ہفتہ	27	20	6	نیک	نکاح کیلئے بد
اتوار	28	21	7	نیک	نکاح کیلئے بد۔ جزوی سورج گرہن
پیر	29	22	8	نیک	ولادت باسعادت حضرت ابوطالبؑ
منگل	ذیقعدہ	23	9	نیک	میلادِ مسعود حضرت بی بی فاطمہؑ معصومہ قمؑ بنت امام موسیٰ کاظمؑ
بدھ	2	24	10	نیک	
جمعرات	3	25	11	نحس	
جمعہ	4	26	12	نیک	سفر کیلئے بد
ہفتہ	5	27	13	نحس	
اتوار	6	28	14	نحس اکبر	
پیر	7	29	15	نیک	
منگل	8	30	16	نیک	سفر کیلئے بد

ماہ جولائی 2020ء ذیقعدہ/ذوالحجہ 1441 ہجری، ہاڑ/ساون 2077 بکرمی

ایام کے نام	ذیقعدہ/ ذوالحجہ	جولائی 2020ء	ہاڑ/ساون	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات ویادداشت
بدھ	9	قمر در	17	نیک	
جمعرات	10	عقرب	18	نحس اکبر	
جمعہ	11	3	19	نیک	میلادِ مسعود حضرت امام علی رضاؑ 148ھ
ہفتہ	12	4	20	نیک	
اتوار	13	5	21	نحس	جزوی چاند گرہن
پیر	14	6	22	نیک	شہادت محمد حسین شاد 1980ء
منگل	15	7	23	نیک	قرض لینے دینے کیلئے بد۔ وفات علامہ سید اعجاز حسین کاظمی رضوان اللہ علیہ 2010ء
بدھ	16	8	24	نحس	تعمیر کیلئے نیک
جمعرات	17	9	25	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد
جمعہ	18	10	26	نیک	
ہفتہ	19	11	27	نیک	
اتوار	20	12	28	میانہ	
پیر	21	13	29	نحس	
منگل	22	14	30	نیک	
بدھ	23	15	31	نحس	شہادت حضرت امام علی رضاؑ 203ھ۔ وفات سرور کربلائی 2003ء۔ وفات مولانا نذر حسین ظفر سرگودھا 2001ء
جمعرات	24	16	ساون	نحس	
جمعہ	25	17	2	نیک	میلادِ مسعود حضرت ابراہیمؑ و حضرت عیسیٰؑ۔ عید دحوالارض
ہفتہ	26	18	3	نیک	نکاح و سفر کیلئے بد۔ وفات مخدوم سید حیدر علی جلالی کاٹھ گڑھ سادات ڈی آئی خان 2007ء
اتوار	27	19	4	نیک	ولادت محمد بن ابی بکر 10ھ
پیر	28	20	5	نحس اکبر	
منگل	29	21	6	نحس	شہادت حضرت امام محمد تقیؑ 220ھ
بدھ	ذوالحجہ	22	7	نیک	عقد بی بی سیدہ فاطمۃ الزہراؑ 2ھ
جمعرات	2	23	8	نیک	
جمعہ	3	24	9	نحس	حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی
ہفتہ	4	25	10	نیک	سفر کیلئے بد
اتوار	5	26	11	نحس	وفات حضرت ابوذر غفاریؓ (صحابی رسولؐ)
پیر	6	قمر در	12	نیک	
منگل	7	عقرب	13	نحس	شہادت حضرت امام محمد باقرؑ 114ھ
بدھ	8		14	نحس	مکہ سے حضرت امام حسینؑ کا کربلا عراق کیلئے سفر کا آغاز
جمعرات	9	30	15	نحس	شہادت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ۔ یوم عرفہ۔ حج بیت اللہ
جمعہ	10	31	16	نیک	عیدالاضحیٰ۔ وفات علامہ سید طالب حسین نقوی 2004ء

ماہ اگست 2020ء ذوالحجہ/محرم الحرام 1442 ہجری، ساون/بھادوں 2077 بکرمی

ایام کے نام	ذوالحجہ/ محرم الحرام	اگست 2020ء	ساون/ بھادوں	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات ویادداشت
ہفتہ	11	1	17	نیک	
اتوار	12	2	18	نیک	شہادت حضرت محمدؑ وابراہیمؑ فرزندان امیر مسلمؑ
پیر	13	3	19	نحس	
منگل	14	4	20	نیک	
بدھ	15	5	21	نیک	شہادت قائد ملت جعفریہ علامہ السید عارف حسین الحسینیؒ 1988ء
جمعرات	16	6	22	نحس	تعمیر مکان کیلئے نیک
جمعہ	17	7	23	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد۔ محفل مشاعرہ شب غدیر جشن ولایت (شب شعر) جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس
ہفتہ	18	8	24	نیک	عید غدیر 10ھ۔ سالانہ جشن عید غدیر جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس
اتوار	19	9	25	نیک	شب رخصتی بی بی سیدہ فاطمۃ زہراؑ
پیر	20	10	26	نحس اکبر	تعمیر مکان کیلئے نیک
منگل	21	11	27	نحس	
بدھ	22	12	28	نیک	
جمعرات	23	13	29	نیک	
جمعہ	24	14	30	نیک	میلاد مسعود حضرت سیدہ سکینہؑ 56ھ عید مباہلہ۔ یوم آزادی پاکستان
ہفتہ	25	15	31	نحس	نزول سورہ ہل اتٰی (سورہ دہر)
اتوار	26	16	بھادوں	نیک	نکاح وسفر کیلئے بد
پیر	27	17	2	نیک	
منگل	28	18	3	نحس اکبر	
بدھ	29	19	4	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعرات	30	20	5	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعہ	محرم	21	6	نحس اکبر	ایام عزا۔ آغاز سال نو 1442ھ۔ آغاز ہجری سال
ہفتہ	2	22	7	نحس اکبر	حضرت امام حسینؑ کی کربلا آمد۔ وفات مولانا سید محسن علی کاظمی بھکر 2015ء
اتوار	3		8	نحس اکبر	وفات علامہ سید مرتضیٰ حسین لکھنوی 1987ء
پیر	4	قمر در عقرب	9	نحس اکبر	سفر کیلئے بد
منگل	5		10	نحس اکبر	
بدھ	6	26	11	نحس اکبر	
جمعرات	7	27	12	نحس اکبر	
جمعہ	8	28	13	نحس اکبر	سفر کیلئے بد
ہفتہ	9	29	14	نحس اکبر	شب عاشور
اتوار	10	30	15	نحس اکبر	روز عاشور۔ شہادت حضرت امام حسینؑ 61ھ
پیر	11	31	16	نحس اکبر	روانگی اسیران کربلا بطرف کوفہ۔ یوم تاسیس جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس میانوالی 31 اگست 1982ء

ماہ ستمبر 2020ء محرم الحرام/صفر المظفر 1442 ہجری، بھادوں/اسوج 2077 بکرمی

ایام	محرم الحرام/ صفر المظفر	ستمبر 2019ء	بھادوں/ اسوج	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات ویادداشت
منگل	12	1	17	نحس اکبر	سوئم شہدائے کربلا۔ وفات استاد العلماء علامہ سید گلاب علی شاہ 1992ء
بدھ	13	2	18	نحس	
جمعرات	14	3	19	نحس اکبر	
جمعہ	15	4	20	نیک	قرض لینے دینے کیلئے بد
ہفتہ	16	5	21	نحس	تحویل قبلہ بجانب کعبہ 2ھ
اتوار	17	6	22	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد۔ اصحاب فیل پر نزول عذاب۔ یوم دفاع پاکستان
پیر	18	7	23	نیک	
منگل	19	8	24	نیک	
بدھ	20	9	25	میانہ	وفات حضرت بلالؓ
جمعرات	21	10	26	نحس	
جمعہ	22	11	27	نحس اکبر	وفات قائداعظمؒ
ہفتہ	23	12	28	نیک	
اتوار	24	13	29	نحس	
پیر	25	14	30	نحس	شہادت حضرت امام علی زین العابدینؑ 95ھ۔ وفات بی بی فضہؑ 95ھ
منگل	26	15	اسوج	نیک	نکاح وسفر کیلئے بد
بدھ	27	16	2	نیک	شہادت حضرت میثم تمارؓ 60ھ
جمعرات	28	17	3	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعہ	29	18	4	نیک	نکاح کیلئے بد
ہفتہ	صفر	قمر	5	نحس اکبر	داخلہ اہل حرم دربار یزید ملعون
اتوار	2		6	نیک	شہادت حضرت زید شہید فرزند امام علیؑ زین العابدینؑ۔ جنگ صفین
پیر	3	در	7	نحس	وفات علامہ امداد حسین کاظمی گجرات 1975ء
منگل	4	عقرب	8	نیک	سفر کیلئے بد
بدھ	5	23	9	نحس	
جمعرات	6	24	10	نیک	
جمعہ	7	25	11	نیک	میلاد مسعود حضرت امام موسیٰ کاظمؑ 128ھ
ہفتہ	8	26	12	نیک	سفر کیلئے بد
اتوار	9	27	13	نیک	شہادت حضرت عمار یاسرؓ 37ھ۔ فتح جنگ نہروان
پیر	10	28	14	نحس اکبر	شہادت خورشید انور ایڈووکیٹ 1999ء۔ سالانہ ماتم داری بسلسلہ چہلم حضرت امام حسینؑ جامعہ امام خمینیؒ ماڑی [illegible]
منگل	11	29	15	نیک	وفات حضرت اویس قرنیؓ 27ھ۔ لیلۃ الحریر 37ھ
بدھ	12	30	16	نیک	یوم شہدائے ڈیرہ اسماعیل خان 1988ء

ماہ اکتوبر 2020ء صفر المظفر / ربیع الاوّل 1442 ہجری، اسوج / کاتک 2077 بکرمی

ایام کے نام	صفر المظفر / ربیع الاوّل	اکتوبر 2020ء	اسوج / کاتک	نیک / نحس / میانہ	اسلامی معلومات و یادداشت
جمعرات	13	1	17	نحس	شہادت حضرت بی بی سکینہؑ 61ھ ۔ وفات حضرت سلمان فارسیؓ 36ھ
جمعہ	14	2	18	نیک	
ہفتہ	15	3	19	نیک	قرض لینے دینے کیلئے بد
اتوار	16	4	20	نحس	
پیر	17	5	21	نحس اکبر	
منگل	18	6	22	نیک	
بدھ	19	7	23	نیک	شہادت سید عون محمد رضوی راولپنڈی 1999ء
جمعرات	20	8	24	نحس اکبر	چہلم حضرت امام حسین علیہ السلام
جمعہ	21	9	25	نحس	
ہفتہ	22	10	26	نیک	
اتوار	23	11	27	نیک	آغاز حکومت بنی عباس
پیر	24	12	28	نحس	وفات حضرت ام کلثومؑ
منگل	25	13	29	نحس	
بدھ	26	14	30	نیک	نکاح و سفر کیلئے بد
جمعرات	27	15	کاتک	نیک	نکاح کیلئے بد
جمعہ	28	16	2	نحس اکبر	وصال حضرت رسول خداؐ 11ھ ۔ شہادت حضرت امام حسنؑ 50ھ
ہفتہ	29	قمر در عقرب	3	نیک	نکاح کیلئے بد
اتوار	30		4	نیک	
پیر	ربیع الاوّل		5	نیک	حضرت رسول اکرمؐ کی مکہ سے مدینہ ہجرت
منگل	2	20	6	نحس	وفات ذاکر سید خادم حسین شاہ چک ۳۸ ۔ 2000ء
بدھ	3	21	7	نحس	
جمعرات	4	22	8	نحس اکبر	تعمیر مکان کیلئے نیک
جمعہ	5	23	9	نحس	وفات عابد بے شکل پیر سید فضل حسین شاہ 1966ء
ہفتہ	6	24	10	نیک	وفات حضرت ام ربابؑ ۔ وفات سید وزارت حسین نقوی بھکر 2016ء
اتوار	7	25	11	نیک	
پیر	8	26	12	نحس	شہادت حضرت امام حسن عسکریؑ 260ھ
منگل	9	27	13	نیک	روز عقد سیدہ خدیجۃ الکبریٰؑ ۔ ام المومنین خاتون اوّل اسلام سیدہ خدیجۃ الکبریٰؑ کی ازدواجی زندگی کا آغاز ۔ عید زہراؑ
بدھ	10	28	14	نحس اکبر	
جمعرات	11	29	15	نیک	
جمعہ	12	30	16	نیک	عید میلاد النبیؐ (ہفتہ وحدت مسلمین) کا آغاز
ہفتہ	13	31	17	نحس	

ماہ نومبر 2020ء ربیع الاول/ربیع الثانی 1442 ہجری، کاتک/مگھر 2077 بکری

ایام کے نام	ربیع الاول/ربیع الثانی	نومبر 2020ء	کاتک/مگھر	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات و یادداشت
اتوار	14	1	18	نیک	
پیر	15	2	19	نیک	قرض لینے دینے کیلئے بد۔ بنائے مسجد قباء 1ھ
منگل	16	3	20	نحس	تعمیر مکان کیلئے بد
بدھ	17	4	21	نیک	میلاد مسعود حضرت رسول خداؐ۔ میلاد مسعود حضرت امام جعفر صادقؑ
جمعرات	18	5	22	نیک	ولادت باسعادت حضرت ام کلثومؑ بنت علیؑ 9ھ
جمعہ	19	6	23	نیک	
ہفتہ	20	7	24	نحس اکبر	تعمیر کیلئے نیک۔ شہادت مولانا محمد جعفر زیدی لاہور 1980ء
اتوار	21	8	25	نحس	
پیر	22	9	26	نیک	پیغمبر اکرمؐ کا مدینہ میں ورود۔ غزوہ بنی نضیر 4ھ۔ وفات استاد العلماء علامہ سید محمد باقر چکڑالوی 1386ء
منگل	23	10	27	نیک	
بدھ	24	11	28	نیک	
جمعرات	25	12	29	نحس	
جمعہ	26	قمر در	30	نحس	رحلت حضرت ابو طالبؑ 10 بعثت
ہفتہ	27	عقرب	مگھر	نیک	
اتوار	28		2	نحس	
پیر	29	16	3	نیک	نکاح کیلئے بد
منگل	ربیع الثانی	17	4	نحس اکبر	وفات ذاکر الطاف حسین شادیوال گجرات
بدھ	2	18	5	نیک	وفات کرنل اصغر حسین ڈوگر 2003ء (برادر صفدر حسین ڈوگر مرحوم)
جمعرات	3	19	6	نحس	
جمعہ	4	20	7	نیک	سفر کیلئے بد
ہفتہ	5	21	8	نحس	
اتوار	6	22	9	نیک	
پیر	7	23	10	نیک	شہادت انور علی اخوندزادہ پشاور 2000ء
منگل	8	24	11	نیک	سفر کیلئے بد
بدھ	9	25	12	نیک	
جمعرات	10	26	13	نیک	میلاد مسعود حضرت امام حسن عسکریؑ 232ھ
جمعہ	11	27	14	نحس اکبر	
ہفتہ	12	28	15	نیک	نماز فرض ہوئی 1ھ
اتوار	13	29	16	نحس	کوفہ میں حضرت مختارؒ کا امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام کیلئے قیام
پیر	14	30	17	نیک	جزوی چاند گرہن

ماہ دسمبر 2020ء ربیع الثانی/ جمادی الاوّل 1442 ہجری، مگھر/ پوہ 2077 بکرمی

ایام کے نام	ربیع الثانی/ جمادی الاوّل	دسمبر 2020ء	مگھر/ پوہ	نیک/نحس/میانہ	اسلامی معلومات و یادداشت
منگل	15	1	18	نیک	قرض لینے دینے کیلئے بد
بدھ	16	2	19	نحس	تعمیر کیلئے نیک
جمعرات	17	3	20	میانہ	قرض لینے دینے کیلئے بد۔وفات محسن ملت علامہ سید صفدر حسین نجفی رضوان اللہ علیہ 1989ء۔وفات مولانا طاہر حسین ترابی جامعہ المنتظر 2010ء
جمعہ	18	4	21	نیک	سفر کیلئے بد۔وفات علامہ حسین بخش جاڑا رضوان اللہ علیہ
ہفتہ	19	5	22	نیک	وفات والد زوار محمد شفیع چوہان
اتوار	20	6	23	میانہ	تعمیر مکان کیلئے نیک
پیر	21	7	24	نحس	
منگل	22	8	25	نیک	وفات حضرت موسیٰ مبرقعؑ 206ھ۔وفات استاد العلماء علامہ سید محمد یار شاہ نجفی علی پور مظفر گڑھ 1990ء
بدھ	23	9	26	نیک	
جمعرات	24	10	27	نحس	
جمعہ	25	قمر در عقرب	28	نحس	
ہفتہ	26		29	نیک	نکاح و سفر کیلئے بد
اتوار	27		30	نیک	
پیر	28	14	پوہ	نحس اکبر	
منگل	29	15	2	نیک	نکاح کیلئے بد۔وفات پیر سید زمرد علی المعروف بابا چن بادشاہ کاٹھ گڑھ ڈی آئی خان 1999ء
بدھ	30	16	3	نیک	نکاح کیلئے بد۔وفات ذاکر سردار علی فوق 1955ء
جمعرات	جمادی الاوّل	17	4	نیک	
جمعہ	2	18	5	نیک	
ہفتہ	3	19	6	نحس	وفات علامہ رشید ترابی کراچی 1973ء
اتوار	4	20	7	نیک	
پیر	5	21	8	نیک	بروایت میلاد مسعود حضرت سیدہ زینبؑ 5ھ وفات استاد الشعراء نذر حسین ارشاد جھنڈیر عباسی
منگل	6	22	9	نیک	
بدھ	7	23	10	نیک	جنگ موتہ 8ھ
جمعرات	8	24	11	نیک	سفر کیلئے بد
جمعہ	9	25	12	نیک	پیدائش قائد اعظمؒ
ہفتہ	10	26	13	نحس اکبر	وفات استاد العلماء مولانا ملک ملازم حسین باقر العلوم جعفریہ کوٹلہ جام 1997ء
اتوار	11	27	14	نحس اکبر	
پیر	12	28	15	نیک	شہادت سید ذوالفقار نقوی مع فرزند چندرائے لاہور 1990ء
منگل	13	29	16	نحس	وفات پیر سید ولایت علی گیلانی الحسنی ڈیری پیراں (پنڈ دادنخان) 1995ء
بدھ	14	30	17	نیک	وفات مولانا جاوید اکبر ساقی (سربراہ تحریک وحدت اسلامی پاکستان)
جمعرات	15	31	18	نیک	میلاد مسعود حضرت امام زین العابدینؑ 38ھ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مناظرات

انتخاب وپیشکش...... سیدہ چمن فاطمہ (اٹک کینٹ)

حضرت امام باقر علیہ السلام کی علمی سرگرمیوں میں مختلف موضوعات پر مختلف افراد کے ساتھ مناظرات بھی شامل تھے۔ آپؑ کے بعض مناظرات کی فہرست کچھ یوں ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا عیسائی پادری کے ساتھ مناظرہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سفر شام کے دوران وہاں عیسائیوں کے بڑے سالانہ اجتماع میں شرکت کیلئے آنے والے عیسائی بشپ کے ساتھ جنتیوں کی غذا، میوہ جات اور فضلات، زمان خاص اور عزیر اور عزیرہ کے بارے میں مناظرہ کیا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

اسقف نے حاضرین کے اجتماع کی طرف نظر دوڑائی اور چونکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے چہرے نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی چنانچہ آپؑ سے مخاطب ہوا اور پوچھا" کیا آپ ہم عیسائیوں میں سے ہیں یا مسلمانوں میں سے ہیں؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اسقف: مسلمانوں کے علماء میں سے ہیں یا نادان افراد میں سے؟

امام محمد باقر علیہ السلام: میں نادانوں (جاہلوں) میں سے نہیں ہوں۔

اسقف: پہلے میں پوچھوں یا آپ پوچھنا چاہیں گے؟

امام محمد باقر علیہ السلام: اگر پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو؟

اسقف: تم مسلمین کیوں دعویٰ کرتے ہو کہ جنتی لوگ کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں لیکن ان کا کوئی فضلہ نہیں ہوتا؟ کیا اس امر کیلئے اس دنیا میں کوئی واضح نمونہ پایا جاتا ہے؟

امام محمد باقر علیہ السلام: ہاں! اس دنیا میں اس کا واضح اور آشکار نمونہ "جنین" (ماں کے رحم میں بچہ) ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا کوئی فضلہ نہیں ہے۔

اسقف: عجبا! پس آپ نے کہا کہ آپ علماء میں سے نہیں ہیں؟

امام محمد باقر علیہ السلام: میں نے یہ نہیں کہا، میں نے کہا کہ جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

اسقف نے دوسرا سوال جنت کے پھلوں اور نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جس کا مضمون کچھ یوں ہے:

آپ کے پاس اپنے اس عقیدے کا کیا ثبوت ہے کہ جنت کے پھلوں اور نعمتوں میں قلت واقع نہیں ہوتی اور جس قدر بھی انہیں استعمال کیا جاتا ہے ان کی مقدار پہلے کی طرح باقی رہتی ہے؟ کیا اس دنیا کے موجودات میں اس کیلئے کوئی مثال تلاش کی جاسکتی ہے؟

امام محمد باقر علیہ السلام: ہاں! عالم محسوسات میں اس کی روشن مثال آگ ہے، اگر ایک چراغ کے شعلے سے سینکڑوں چراغ بھی روشن کرو، پہلے چراغ کا شعلہ اپنے حال پر باقی رہتا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔

اسقف: میں ایک سوال اور پوچھتا ہوں؛ مجھے بتائیں اس وقت کے بارے میں جو نہ تو رات کی گھڑیوں میں سے ہے اور نہ ہی دن کی گھڑیوں میں سے۔

امام محمد باقر علیہ السلام: وہ طلوع فجر اور طلوع فجر کے درمیان کا وقت ہے جس میں فکر مند لوگ سکون پاتے ہیں۔

یہ جواب سننے کے بعد نصرانی نے چیخ ماری اور کہا: ایک سوال اور ہے، خدا کی قسم اس کا جواب نہیں دے سکیں گے؟

امامؑ نے فرمایا: یقیناً تم نے جھوٹی قسم اٹھائی ہے۔

نصرانی عالم نے کہا: مجھے ایسے دو مولودوں کے بارے میں بتاؤ جو ایک ہی دن پیدا ہوئے اور ایک ہی دن دنیا سے رخصت ہوئے لیکن وفات کے وقت ایک کی عمر ۵۰ سال تھی اور دوسرے کی ۱۵۰ سال۔

امام محمد باقر علیہ السلام: وہ عزیر اور عزیرہ تھے اور جب ان کی عمر ۲۵ برس تک پہنچی تو عزیر گدھے پر سوار تھا کہ ایک بستی سے گذرے اور دیکھا کہ بستی مکمل طور پر ویران ہو چکی ہے، کہنے لگے: خداوند متعال اس بستی کو نابودی کے بعد کیونکر زندہ کرے گا؟

اسکے باوجود کہ خداوند متعال نے ان کو منتخب کیا تھا اور ان کو ہدایت عطا کی تھی لیکن جب انہوں نے اس لب و لہجے میں بات کی تو خداوند متعال ان پر غضبناک ہوا اور انہیں ۱۰۰ سال تک موت سے دوچار کیا، اس غیر شائستہ بات کی وجہ سے جو وہ کہہ چکے تھے اور ۱۰۰ سال کے بعد انہیں ان کے گدھے اور کھانے اور پانی کے ساتھ، اسی حالت میں زندہ کیا۔

پس عزیرہ کے پاس پلٹ گئے لیکن عزیرہ اپنے بھائی کو نہ پہچان سکے، لیکن عزیر ان کے گھر میں مہمان کے طور پر ٹھہرے۔ عزیر کے فرزند اور انکے فرزندوں کے فرزند ان کے پاس آتے تھے جبکہ وہ خود ۲۵ سالہ نوجوان تھے۔ عزیر عزیرہ اور ان کے فرزندوں کو یاد کرتے اور انکے بعض واقعات بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اس وقت بوڑھے ہو چکے ہیں۔

عزیرہ جو ۱۲۵ سالہ بزرگ تھے نے کہا: میں نے آج تک کوئی ۲۵ سالہ نوجوان نہیں دیکھا جو میرے اور میرے بھائی عزیر کے درمیان گذرے ہوئے واقعات کی نسبت مجھ سے زیادہ آگاہ ہو؛ اے مرد! بتاؤ تم آسمانی مخلوق ہو یا زمینی مخلوق؟

عزیر نے کہا: اے عزیرہ! میں عزیر ہوں، اور خدا مجھ پر غضب ناک ہوا اور میری ناہموار بات کی وجہ سے مجھے سو سال تک موت سے ہمکنار کیا، تا کہ مجھے سزا بھی دے اور میرے یقین میں اضافہ بھی کرے، اور یہ وہی گدھا اور کھانا اور پانی ہے جنہیں لے کر میں گھر سے نکلا تھا اور اب خدا نے مجھے اسی حالت میں لوٹا دیا ہے۔

عزیرہ نے ان کی باتیں مان لیں۔ پس عزیر ۲۵ سال تک مزید ان کے ساتھ جئے اور اسکے بعد وہ دونوں ایک ہی دن دنیا سے رخصت ہوئے۔

اسقف نے اس کے بعد ہر وہ سوال امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا جو اسکے نزدیک دشوار تھا اور جب اپنے آپ کو عاجز و بے بس پایا تو سخت خفا اور غضبناک ہوا اور کہا "اے لوگو! تم ایک ایسے والا مقام عالم کو یہاں لائے ہو جس کی مذہبی معلومات مجھ سے کہیں زیادہ ہیں تا کہ مجھے رسوا اور شرمندہ کر سکو اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے پیشوا ہم سے برتر و عالم تر ہیں!!؟ خدا کی قسم! میں اس کے بعد تمہارے ساتھ ہم کلام نہیں ہونگا اور اگر اگلے سال تک زندہ رہا تو تم مجھے اپنے اجتماع میں نہیں دیکھ پاؤ گے" یہ کہہ کر عیسائی اسقف اٹھا اور نکل کر چلا گیا۔

مناظرے کا نتیجہ

اس واقعے کی خبر تیزی سے شہر دمشق میں پھیل گئی اور شام کی حدود میں وجد اور شادمانی کی لہر اٹھی۔ ہشام بن عبدالملک (جو بنو امیہ کی مروانی شاخ کا خلیفہ تھا) بجائے اسکے اجنبیوں پر امام محمد باقر علیہ السلام کی علمی فتح پر خوش ہو جائے؛ پہلے سے بھی زیادہ امامؑ کے معنوی اثر و رسوخ سے خائف ہوا اور ظاہری طور پر خوشی ظاہر کی اور امام محمد باقر علیہ السلام کیلئے تحفہ بھجوایا اور ساتھ ہی پیغام دیا کہ اسی روز دمشق چھوڑ کے مدینہ واپس چلے جائیں۔

(دلائل الامامۃ ص ۲۲۹۔۲۳۰۔ بحار الانوار، ج ۴۶ ص ۳۰۹ تا ۳۱۳)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حسن بصری کا مناظرہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حسن بصری کا مناظرہ انسان کے اختیار کے بارے میں ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس مناظرے میں حسن بصری کی رائے کو رد کیا ہے اور سورہ سبا، سورہ طلاق اور سورہ یوسف کی آیات کریمہ سے استدلال کر کے اپنی حقانیت کا ثبوت دیا ہے۔

حسن بصری امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس گیا اور عرض کیا: میرے کچھ سوالات ہیں جو آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اہل بصرہ کے فقیہ نہیں ہو؟

کہا: لوگ یہی کہتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم نے بہت بڑا عہدہ سنبھالا ہے۔ سنا ہے کہ لوگوں سے کہا کرتے ہو کہ خداوند متعال نے لوگوں کو ان کے اپنے حوالے کر دیا ہے اور ان کے امور انہی کو واگزار کئے ہیں!

حسن بصری خاموش ہوئے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر خداوند متعال کسی کو امن و امان کا وعدہ دے تو کیا اس کو کسی چیز سے ڈرنا چاہیے؟

کہا: نہیں۔

اہل بیت علیہم السلام قرآن میں

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں ایک آیت کی تلاوت کرتا ہوں جس کی تم نے غلط تفسیر کی ہے "من آیہ ای می خواہم کہ تو آن را بہ اشتباہ تفسیر کردہ ای"

پوچھا: کونسی آیت؟

فرمایا: "وجعلنا بینهم وبین القری التی بارکنا فیها قری ظاهرة وقدرنا فیها السیر سیروا فیها لیالی وایاماً آمنین"

ترجمہ "اور ہم نے قرار دیں ان کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت عطا کی مسلسل آبادیاں اور ان میں آمد و رفت کا سلسلہ قائم کیا، چلو پھرو ان میں رات دن امن و عافیت سے" (سورہ سبا آیہ ۱۸)

میں نے سنا ہے کہ تم نے "مقام امن" کو تم مکہ سے تفسیر کیا ہے؟ وائے ہو تم! یہ کونسا امن ہے کہ وہاں کے لوگوں کے اموال کو چرایا جاتا ہے اور ہمیشہ کچھ لوگ مارے جاتے ہیں؟!

بعد ازاں امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا "وہ مبارک بستیاں ہم ہیں"۔

حسن بصری نے کہا: آپ پر فدا ہو جاؤں! کیا قرآن میں ایسی آیت ہے جس میں انسانوں کو "قریہ" (بستی) کہا جائے؟

فرمایا: ہاں، سورہ طلاق کی آٹھویں آیت، جہاں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

"وکاین من قریة عتت عن امر ربها ورسله فحاسبناها حساباً شدیداً وعذبناها عذاباً نکراً"

ترجمہ "اور کتنی ہی بستیاں ہیں" "جن لوگوں" نے سرکشی کی اپنے پروردگار کے حکم اور اسکے پیغمبروںؐ سے تو ہم نے ان کا سختی کے ساتھ حساب لیا اور انہیں عجیب غیر معمولی سزا دی" (طلاق آیہ ۸)

بعد ازاں فرمایا: کیا سرکشی کرنے والا در و دیوار ہیں یا انسان؟

کہا: ہاں؛ مراد انسان ہی ہیں۔

فرمایا: سورہ یوسف کی آیت ۸۲ میں قریوں اور دیہاتوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے یا انسانوں کے بارے میں؟! جہاں ارشاد ہوتا ہے:

"واسال القریة التی کنا فیها والعیر التی اقبلنا فیها وانا لصادقون"

ترجمہ "اور اس "بستی" سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے کہ جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بلاشبہ سچے ہیں" (یوسف آیہ ۸۲)

بعد ازاں فرمایا: قریٰ یعنی ہمارے شیعوں کے علماء اور "سیر" سے مراد علم ہے یعنی جو بھی ہماری طرف آیا اور حلال و حرام کی تعلیم ہم سے حاصل کی، وہ شک اور گمراہی سے محفوظ ہے کیونکہ اس نے احکام کو اس مقام سے سیکھ لیا ہے جہاں سے سیکھنا چاہیے کیونکہ اہل بیت علم کے وارث اور برگزیدہ فرزند ہیں اور وہ فرزند ہم ہیں، نہ کہ تم اور تمہاری مانند لوگ۔

اور خبردار! کبھی نہ کہنا کہ خداوند متعال نے بندوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ہے کیونکہ خداوند متعال سستی اور کمزوری سے دوچار نہیں ہے کہ اپنے امور کو انسانوں کے سپرد کرے۔ وہ کسی کو کسی کام پر مجبور بھی نہیں کرتا کیونکہ اس صورت میں ان پر ظلم روا رکھا جائے گا؛ خداوند متعال اپنے بندوں کے ساتھ جبر برتتا ہے اور نہ ہی امور کو انہیں تفویض کرتا ہے بلکہ بندوں کے ساتھ اس کا رویہ، ان دو امور کے بیچوں بیچ ہوتا ہے (بحار، ج ۲۴ ص ۲۳۵ ح ۲۔ احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۳۲۷) ☆

حضرت سیدہ سکینہؑ بنت الحسینؑ کا ماتم

ہر سال کی طرح اس سال بھی مجلس و ماتم داری ہوگی

بمقام: امام بارگاہ قصر عباسؑ موضع ساجھر خوشاب روڈ ضلع جھنگ

منجانب: سید علمدار حسین زیدی۔ سید افتخار حسین زیدی

سید توقیر حسین زیدی، رابطہ نمبر 0342-4978862

ربیع الثانی اور جمادی الاوّل

میں رونما ہونے والے واقعات

انتخاب...... سیدہ سکینہ بتول

ربیع الثانی کی وجہ تسمیہ

ربیع "رَبَعَ" کے مادے سے بہار کے معنی میں ہے۔اس مہینے کو ربیع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نام بہار کے موسم میں رکھا گیا تھا۔

1 ربیع الثانی: سنہ۱۱۴ ہجری شہادت امام محمد باقر علیہ السلام (ایک قول کے مطابق)

سنہ۱۳۲۲ ہجری وفات ملا علی بن فتح اللہ نہاوندی

سنہ۱۳۳۰ ہجری وفات میرزا کوچک خان

سنہ۱۴۱۷ ہجری وفات قدرت اللہ وجدانی فخر

2 ربیع الثانی: سنہ۱۱۴ ہجری شہادت امام محمد باقرؑ (ایک روایت کے مطابق)

3 ربیع الثانی: سنہ۲۵۵ ہجری امام حسن عسکری علیہ السلام کا معجزہ سے جرجان میں حاضر ہونا (الخرائج والجرائح کے مطابق)

سنہ۱۲۹۲ ہجری وفات میرزا ابوالقاسم کلانتر

4 ربیع الثانی: سنہ۱۷۳ ہجری ولادت حضرت عبدالعظیم حسنی علیہ السلام

سنہ۱۳۱۲ ہجری وفات تاج العلما ہندی

علی محمد بن محمد بن دلدار علی نقوی نصیر آبادی (۱۲۶۲۔۱۳۱۲ھ) تاج العلماء کے نام سے معروف برصغیر ہندوستان کے فقیہ، علم اصول فقہ کے عالم اور کثیر التالیف مصنف تھے۔انہوں نے علم کلام میں تشیع کے دفاع میں متعدد کتابیں تصنیف کیں اور مذہب کا دفاع کیا۔

سنہ۱۴۳۵ ہجری وفات آیت اللہ سید محمد باقر موحد ابطحی

8 ربیع الثانی: سنہ۱۱ ہجری شہادت حضرت سیدہ فاطمہؑ (رسولؐ اکرم کے بعد چالیس دن زندہ رہنے والی روایت کے مطابق)

سنہ۲۳۲ ہجری ولادت امام حسن عسکری علیہ السلام

سنہ۱۲۶۸ ہجری ولادت سید مرتضی کشمیری

9 ربیع الثانی: سنہ۱۳۸۵ ہجری وفات سید رضا فیروز آبادی، فیروز آبادی ہاسپٹل کے بانی۔سنہ۱۴۳۸ ہجری وفات اکبر ہاشمی رفسنجانی

10 ربیع الثانی: سنہ۲۰۱ ہجری وفات حضرت سیدہ فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا

سنہ۱۳۳۰ ہجری روسی فوجیوں کے ہاتھوں حرم امام علی رضاؑ کے گنبد کی تخریب

12 ربیع الثانی: سنہ۱۳۹۳ ہجری وفات مہدی الہی قمشہ ای، مشہور فارسی زبان مترجم قرآن۔14 ربیع الثانی: سنہ۶۶ ہجری قیام حضرت مختار ثقفیؒ

16 ربیع الثانی: بعض احادیث کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔18 ربیع الثانی: سنہ۶۰۲ ہجری ولادت محقق علامہ حلیؒ

ابوالقاسم جعفر بن حسن بن یحیی بن سعید حلی ساتویں صدی ہجری کے مشہور فقیہ، اصولی اور عظیم شیعہ شاعر ہیں جو محقق حلی اور محقق اول کے نام سے مشہور ہیں۔وہ اپنے زمانے کے عظیم ترین اور مشہور ترین فقیہ اور مجتہدین کے درمیان خاص عظمت و اعتبار کے مالک ہیں، یہاں تک کہ لفظ "محقق" کو ان کیلئے بغیر کسی نشانے اور قرینے کے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ ان کی تحقیقی اور علمی شخصیت مدنظر ہے۔

22 ربیع الثانی: سنہ ۲۹۶ ہجری وفات موسیٰ مبرقع فرزند امام جواد علیہ السلام

سنہ ۱۰۹۱ ہجری وفات ملا محسن فیض کاشانی

محمد محسن فیض کاشانی کے نام سے معروف عالم دین کا نام ملا محمد بن مرتضی بن محمود کاشانی (۱۰۰۷ق/۱۰۹۱-۹۷۷ش/۱۰۵۸ش) ہے۔ یہ گیارہویں صدی کے حکیم، محدث، مفسر قرآن کریم اور اخباری فقیہ تھے۔ فیض کاشانی نے مختلف موضوعات تفسیر، حدیث، فقہ، اخلاق و عرفان میں تفسیر صافی، الوافی، مفاتیح الشرائع، المحجۃ البیضاء اور الکلمات المکنونہ جیسے آثار چھوڑے ہیں۔

23 ربیع الثانی: سنہ ۱۲۴۵ ہجری وفات ملا احمد نراقی

25 ربیع الثانی: سنہ ۶۴ ہجری معاویہ بن یزید کا خلافت سے کنارہ گیری اختیار کرنا

28 ربیع الثانی: سنہ ۱۳۹۰ ہجری وفات علامہ امینی، کتاب الغدیر کے مصنف

عبد الحسین امینی (متوفی ۱۳۹۰ ھ) علامہ امینی کے نام سے معروف، شہرہ آفاق کتاب الغدیر کے مصنف، چودہویں صدی ہجری کے شیعہ فقیہ، محدث، متکلم، مورخ، اور برجستہ علماء میں سے ہیں۔ اہم علمی اور قلمی آثار کے علاوہ آپ نجف اشرف کی مشہور لائبریری، امیر المومنین لائبریری کے موسس بھی ہیں جس میں ۷۰ ہزار خطی نسخے موجود ہیں۔ 29 ربیع الثانی: سنہ ۲۱ ہجری وفات خالد بن ولید

جمادی الاول کا وجہ تسمیہ

جمادی جماداً (جُمُدَ) کے مادے سے انجماد اور یخ بندی کے معنی میں ہے۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینے کی نام گزاری کے وقت سردی کا موسم تھا اور پانی جم جاتا تھا (تاریخ مسعودی ج ۲ ص ۱۸۹)

1 جمادی الاول: سنہ ۱۳۰۹ ہجری میرزائے شیرازی نے تحریم تمباکو کا فتویٰ صادر کیا

5 جمادی الاول: سنہ ۵ ہجری۔ ولادت حضرت سیدہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا

سنہ ۸ ہجری۔ جنگ موتہ

6 جمادی الاول: سنہ ۱۳۳۱ ہجری۔ ولادت سید محمد علی قاضی طباطبائی؛ شیعہ عالم اور اسلامی انقلاب کے بعد ایران کے شہر تبریز کے پہلے امام جمعہ

7 جمادی الاول: سنہ ۱۴۳۷ ہجری۔ وفات سید محمد باقر بن محمد تقی خوانساری

9 جمادی الاول: سنہ ۷۸۶ ہجری، شہادت شہید اول

ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن مکی بن محمد شامی عاملی جزینی (۷۳۴-۷۸۶ ھ) شہید اول یا شیخ شہید کے نام سے مشہور آٹھویں صدی ہجری کے شیعہ فقہاء میں سے ہیں۔ وہ مذاہب اہل سنت کی فقہ میں بھی استاد مسلم تھے اور انہوں نے مختلف اسلامی سرزمینوں کا سفر اختیار کر کے متعدد اجازے حاصل کیے تھے۔ وہ کتاب لمعہ دمشقیہ کے مصنف ہیں۔ وہ ۷۸۶ ہجری قمری میں تشیع کے مخالفین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ شہید اول کو ۹ جمادی الاول بروز پنجشنبہ سنہ ۷۸۶ ہجری قمری میں برقوق کی بادشاہت کے دور میں قاضی برہان الدین مالکی اور عباد بن جماعہ شافعی کے فتوے کے تحت قلعہ شام کے قید خانے میں ایک سال تک قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے کے بعد شہید کیا گیا۔ شیخ حر عاملی ان کی شہادت کی کیفیت کے بارے میں لکھتے ہیں: شہید اول کو تلوار سے وار کر کے شہید کیا گیا، پھر پھانسی پر لٹکایا گیا پھر سنگسار کیا گیا اور ان کی میت کو نذر آتش کیا گیا۔

سنہ ۹۸۰ ہجری، ولادت ملا صدرا

11 جمادی الاول: سنہ ۵۹۷ ہجری، ولادت خواجہ نصیر الدین طوسی

محمد بن محمد بن حسن طوسی (۵۹۷ تا ۶۷۲ ھ) خواجہ نصیر الدین طوسی کے نام سے مشہور، ساتویں صدی کے حکیم اور متکلم تھے۔ خواجہ نصیر نے اخلاق، منطق، فلسفہ، کلام، ریاضیات اور نجوم جیسے مختلف علوم میں تالیفات، کتابیں اور رسالے لکھے تھے۔ اخلاق ناصری، اوصاف الاشراف، اساس الاقتباس، شرح الاشارات، تجرید الاعتقاد، جامع الحساب اور مشہور کتاب زیج ایلخانی اور علم نجوم میں تذکرۃ فی علم الہیٰ ان کے مہم ترین آثار شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ایران کے ایک شہر مراغہ کا رصد خانہ قائم کیا اور ۴۰۰۰۰۰ سے زیادہ کتابوں کے ساتھ مراغہ میں ایک کتب خانے کا سنگ بنیاد رکھا۔

12 جمادی الاول: سنہ ۱۲۴۷ ہجری۔ ولادت میرزا محمد تقی مامقانی تبریزی

سنہ ۱۴۰۲ ہجری۔ وفات یا شہادت عبد الرحیم ربانی شیرازی

13 جمادی الاول: سنہ ۱۱ ہجری۔ شہادت حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا (۷۵ دن والی روایت کے مطابق) سنہ ۳۷ ہجری۔ قتل ابراہیم بن مالک اشتر

15 جمادی الاول: سنہ ۳۸ ہجری۔ ولادت حضرت امام سجاد علیہ السلام (ایک قول کے مطابق)

18 جمادی الاول: ولادت ذوالقرنین۔ سنہ ۴۵۰ ہجری۔ وفات احمد بن علی نجاشی

احمد بن علی نجاشی اسدی (۳۷۲ق۔۴۵۰ یا ۴۶۳ق) نجاشی اور ابن کوفی کے القاب سے معروف شیعہ علم رجال کی برجستہ ترین شخصیت ہیں۔ فہرست اسماء مصنفی الشیعہ کے نام سے ان کی کتاب شیعہ علم رجال کے منابع سے سمجھی جاتی ہے۔ یہ کتاب رجال نجاشی کے نام سے مشہور ہے۔

22 جمادی الاول: سنہ ۱۴۳۰ ہجری وفات آیت اللہ محمد تقی بہجت

محمد تقی بہجت (۱۳۳۴۔۱۴۳۰ھ۔) حوزہ علمیہ قم کے مراجع تقلید میں سے تھے۔ ایران میں انکی زیادہ شہرت ان کے عرفان، زہد اور تقوی کی وجہ سے تھی۔ آیت اللہ بہجت کی نماز جماعت، ان کے عرفانی احوال، نماز میں گریہ، عوام میں مشہور تھا۔ شہر قم میں ان کی وفات ہوئی اور حرم حضرت سیدہ معصومہؑ میں مدفون ہیں۔

23 جمادی الاول: سنہ ۲۴ ہجری۔ عمر بن خطاب کی خلافت کے دوران مسلمانوں کے ہاتھوں ایران کے موجودہ شہر کرمان کی فتح

سنہ ۱۴۰۰ ہجری۔ شہادت سید محمد باقر صدر اور ان کی بہن سیدہ بنت الہدی صدر

سید محمد باقر صدر (۱۳۵۳۔۱۴۰۰ھ) عراقی شیعہ مرجع تقلید اور مفکر ہیں۔ ۵ اپریل ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ میں عراقی حکومت نے شہید صدر کو ۹ ماہ گھر میں نظر بند رکھنے کے بعد گرفتار کر لیا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اعلان کریں کہ وہ حکومت سے دشمنی نہیں رکھتے ہیں، اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو انہیں پھانسی دے دی جائے گی۔ شہید صدر نے ان کو بات کو قبول نہیں کیا اور کہا وہ شہادت کیلئے آمادہ ہیں۔ آخرکار انہیں ۹، اپریل ۱۹۸۰ مطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ میں ان کی ہمشیرہ کے ہمراہ شہید کر دیا گیا۔

آمنہ صدر (۱۹۳۷۔۱۹۸۰) بنت الہدی و شہیدہ صدر کے نام معروف، عراق کی صاحب تصنیف، ثقافتی و سیاسی خواتین میں سے تھیں۔ انکی ثقافتی و دینی سرگرمیوں میں نجف و کاظمین کے الزہرا مدارس کی سرپرستی، گھروں میں دینی جلسوں کی تشکیل، مجلہ الاضواء میں مقالہ نویسی، مذہبی کہانیاں اور شعر گوئی شامل ہیں۔

۱۹ رجب ۱۹۷۹ء میں شہید صدر کو ان کی سیاسی فعالیت کی وجہ سے عراق کی بعثی حکومت نے گرفتار کیا۔ ان کی گرفتاری کے ساتھ ہی بنت الہدیٰ حرم امام علیؑ میں گئیں اور وہاں تقریر کی اور عوام کو انکے مرجع تقلید کی گرفتاری کی خبر سے آگاہ کیا۔ اس تقریر کے نتیجہ میں نجف کی عوام نے مظاہرہ کیا اور شہید صدر کو آزاد کر دیا گیا۔

اس خبر کے دوسرے شہروں اور ملکوں تک پہنچتے ہی بغداد، کاظمین، فہود، نعمانیہ، سماوہ، لبنان، بحرین اور ایران میں مظاہرے ہوئے۔ حکومت عراق نے ان مظاہروں کے مدنظر صدر خاندان کو انکے گھر میں نظر بند کر دیا اور ۱۹ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ مطابق ۵، اپریل ۱۹۸۰ء ہفتے کے دن شہید صدر اور انکی خواہر بنت الہدیٰ کو جیل میں ڈال دیا گیا اور ۸، اپریل ۱۹۸۰ء کو شہید کر دیا۔

24 جمادی الاول: سنہ ۱۴۳۷ ہجری۔ وفات عباس واعظ طبسی، آستان قدس رضوی کے متولی۔ 25 جمادی الاول: سنہ ۶۴ ہجری۔ وفات معاویہ بن یزید سنہ ۶۵ ہجری۔ قیام توابین کا آغاز۔ سنہ ۹۳۸ ہجری وفات علی بن عبدالعالی عاملی

27 جمادی الاول: وفات حضرت عبدالمطلب علیہ السلام (۸ عام الفیل)

29 جمادی الاول: سنہ ۳۰۵ ہجری۔ وفات محمد بن عثمان بن سعید عمری، غیبت صغریٰ میں امام زمانہ علیہ السلام کے دوسرے نائب خاص

ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری (متوفی ۳۰۵ھ) امام زمانہ (عج) کے نواب اربعہ میں سے دوسرے نائب خاص ہیں۔ انہوں نے ابتداء میں امام زمانہ (عج) کے وکیل اور اپنے والد عثمان بن سعید عمری کے معاون اور بعد میں اپنے والد کی موت کے بعد آپؑ کے دوسرے نائب خاص کے عنوان سے چالیس سال تک خدمات انجام دیں۔ محمد بن عثمان کی نیابت کے حوالے سے امام حسن عسکریؑ کی روایت اور امام زمانہ (عج) کی توقیع مبارک میں تصریح ہونے کے باوجود امام زمانہ (عج) کی غیبت کے دوران آپ کی عمومی نیابت کے فرائض انجام دینے والے نائبین میں سے بعض نے انکی نیابت خاص کے بارے میں شک و تردید کا اظہار کیا ہے اور بعض نے ان کے مقابلے میں امامؑ کی جانب سے نیابت کا دعویٰ بھی کیا۔ اپنے والد کی طرح محمد بن عثمان نے بھی بعض معاونین کا انتخاب کیا جو ان وکالتی اور نیابتی امور کی انجام دہی میں ان کی مدد کرتے تھے۔ محمد بن عثمان اپنے زمانے کے فقہاء میں سے تھے اور علم فقہ میں وہ صاحب تالیف بھی تھے اسی طرح امام مہدی (عج) کے بارے میں ان سے بعض روایات بھی نقل ہوئی ہیں۔ بعض مشہور دعائیں جیسے دعائے سمات، دعائے افتتاح و زیارت آل یاسین وغیرہ نیز ان کے ذریعہ سے نقل ہوئی ہیں۔

30 جمادی الاول: سنہ ۱۴۲۴ھ وفات علی اصغر کرباسچیان (۳۰ جولائی ۲۰۰۳ء) ☆

محسن اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام

خسرو قاسم (علی گڑھ انڈیا)

اللہ تعالی کا بے پناہ فضل و احسان ناچیز عاجز پر ہے کہ اسکے قلم سے مولائے کائنات حضرت علی بن ابیطالب علیہم السلام کے فضائل و مناقب پر کئی کتابیں اور کتابچے اور مضامین آچکے ہیں۔ آج ۱۳ رجب المرجب ہے یہ حضرت علیؑ کا یوم ولادت ہے۔ اللہ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ حضرت علیؑ کے والد بزرگوار حضرت ابو طالبؑ پر کچھ لکھوں بے شک اللہ ہی اس کام میں میری مدد کرنے والا ہے۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا ایمان

حضرت ابوطالب علیہ السلام نے عمر بھر اپنی جان سے عزیز بھتیجے کی خدمت جس وفا شعاری سے انجام دیں اسکی نظیر ڈھونڈنے سے بھی مشکل سے ملے گی اعلان نبوت کے بعد سرکار دو عالمؐ کو جن مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا ان میں آپؑ نے حضورؐ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔ ساری قوم کی مخالفت اور عداوت مول لی لیکن حضورؐ کی رفاقت سے منہ نہیں موڑا۔ اپنا اثر و رسوخ، اپنا مال و متاع، اپنے اہل و عیال سب کو حضورؐ کے دفاع کیلئے وقف کردیا۔

شعب ابی طالبؑ کی طویل اور روح فرسا تنہائی میں ساری مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ہر قدم پر حضورؐ کا ساتھ دیا، ہر نازک سے نازک مرحلہ پر دشمنوں کے وار کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوگئے۔ اپنے خطبات میں حضورؐ کی مدحت سرائی کرتے رہے، طویل قصیدے لکھے جن میں آج بھی ہاشمی و مطلبی فصاحت کے انوار دمک رہے ہیں۔

ان قصائد میں ایسے اشعار موزوں کئے جنھوں نے بلغاء عرب اور فصحاء حجاز کو دم بخود کردیا۔ ان تمام قصائد میں حضورؐ کی تعریف و توصیف کے ایسے سچے موتی پروئے جن کی چمک کے سامنے آسمان کے ستارے خجل ہیں۔ محبت و عقیدت کے پھولوں سے ایسے گلدستے تیار کئے جن کی مہک سے آج بھی مشام جان معطر ہو رہی ہے۔ جن کی نظر افروز رنگت آج بھی آنکھوں کو ضیاء بخش رہی ہے۔

اسکے سارے کلام میں کہیں بت پرستی اور بت پرستوں کی ستائش نام کی کوئی چیز نہیں۔ وہ اپنی عملی زندگی میں اسلام دشمن طاغوتی قوتوں کے سامنے ہمیشہ ایک چٹان بن کر کھڑے رہے۔ جب آپ بستر مرگ پر اجل کا انتظار کر رہے تھے۔ اہل مکہ کا وفد حاضر ہو کر گزارش کرتا ہے ہمارے درمیان اور اپنے بھتیجے کے درمیان مصالحت کرادیجئے۔ مصالحت کیلئے حضورؐ انہیں کلمہ شہادت پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں وہ برافروختہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ حضرت ابوطالبؑ کی اس دعوت کے بارے میں اپنی زندگی کے آخر لحات میں یوں اظہار فرماتے ہیں

"واللہ ما رایتک مسالتھم شططاً"

اور دم واپسیں سے پہلے اپنے قبیلہ کے افراد کو جو آپ نے آخری وصیت کی ہے صرف اس جملہ پر ایک نظر ڈال لیجئے۔

"یامعشر قریش ابن ابیکم ، کونوا لہ ولاۃ ولحربہ حماۃً واللہ لا یسلک احدٌ منکم سبیلہ الا رشد ولا یاخذ احدٌ بھدیہ الا سعد"

"اے گروہ قریش! یہ تمہارے باپ کے بیٹے ہیں اسکے دوست بن جاؤ۔ جنگوں میں اسکے حامی بن جاؤ۔ بخدا! تم میں سے جو شخص اسکے راستہ پر چلے گا ہدایت پائے گا اور جو شخص اسکی ہدایت کو قبول کرے گا وہ سعادت مند ہوجائے گا"۔

اسکے بعد آپ کے بے شمار اشعار میں سے مندرجہ ذیل چند شعر پڑھئے اور کہنے والے کے ایمان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ کو آسانی ہوگی۔

الم تعلموا انا وجدنا محمداً

نبیاً کموسیٰ خط فی اول الکتب

''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کی طرح نبی پایا ہے اور یہ بات پہلی کتابوں میں لکھی گئی تھی''۔

فلسنا ورب البیت نسلم احمدا

لعزا من عض الزمان ولا کرب

''اس گھر کے رب کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں ہیں کہ احمد کو تمہارے حوالے کردیں زمانے کی شدتوں اور تکلیفوں سے تنگ آکر''۔

ایک اور قصیدہ میں شان محمدیؐ کو یوں اپنی کوثر و سلسبیل سے دھلی ہوئی زبان میں بیان فرماتے ہیں

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ

ثمال الیتامیٰ وعصمہ للارامل

''وہ روشن چہرے والے جنکے چہرے کے وسیلے سے بادل طلب کیا جاتا ہے جو یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی آبرو ہے''۔

وہ ہستی جس کا کردار اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں یہ تھا اور جس کا منظوم کلام اس قسم کے دُر ہائے شہوار سے بھرا ہوا ہے ایسی ہستی پر کفر و شرک کا الزام لگانا بڑا کٹھن کام ہے۔

علامۃ العصر امام محمد ابوزہرہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی سیرت کی نادرہ روزگار کتاب خاتم النبیینؐ میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ میں انکی اس تصنیف لطیف کے ایک اقتباس کا ترجمہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں شاید اس موضوع پر شک و شبہ کی جو گرد پڑی ہوئی ہے وہ چھٹ جائے اور حقیقت کا رخ زیبا بے حجاب ہو جائے اس موضوع پر تفصیل سے بحث کرنے کے بعد اسکا خلاصہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ اس بحث سے ہم تین نتائج تک پہنچے ہیں ان میں سے دو مسلمہ ہیں اور تیسرا استفسار کرے۔ ابوسفیان کہتا ہے میں نے بہت چاہا کہ آج موقع ہے میں سچ کے بجائے جھوٹ بولوں تاکہ ہرقل کی عقیدت حضورؐ سے ختم ہو جائے لیکن اس خوف سے میں نے سچے جواب دیئے کہ کہیں اہل عرب مجھے جھوٹا نہ کہنے لگیں۔ اگر ابوسفیان جیسا آدمی جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں کرسکتا تو حضرت عباس جیسی ہستی جو ہاشمی خاندان کا سرتاج اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محترم چچا ہے کیا اسکے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیا۔

امام ابوزہرہ یہاں علامہ ابن کثیر کی ایک رائے نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر کہتے ہیں

''وھو فی ھذا کلہ یعلم ان رسول اللہ صادق راشد'' ولکن مع ھذا لم یومن قلبہ وفرق بین علم القلب وتصدیقہ''

''ابوطالبؑ ان تمام امور میں یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق ہیں۔ راشد ہیں لیکن اسکے باوجود آپ کا دل ایمان نہیں لایا تھا اور دل کے جاننے اور ماننے میں فرق ہے''۔

علامہ ابن کثیر کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابوزہرہ لکھتے ہیں

گویا ابن کثیر ابوطالبؑ کے علم کو یہودیوں کے علم کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں ''یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم'' کہ یہودی حضورؐ کو پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں لیکن اسکے باوجود وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی اجازت چاہتا ہوں کہ حافظ ابن کثیر کے اس خیال کی مخالفت کروں اور یہود کے علم کو جس طرح انہوں نے حضرت ابوطالبؑ پر منطبق کیا ہے اسکی تردید کروں۔

میں کہتا ہوں کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام کے علم میں اور یہود کے علم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ابوطالب علیہ السلام کا علم ایسا ہے جس کے ساتھ تصدیق اور یقین پایا جاتا ہے اور آپؑ کی ساری زندگی اور آپ کے سارے قصیدے اس بات کی تائید کرتے ہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں

''اللہ لا یمکن ان یکون مشرکا قط''

''کہ حضرت ابوطالبؑ کا مشرک ہونا ممکن نہیں ہے''۔

اسکی پہلی دلیل یہ ہے کہ آپؑ نے قریش کے اقوال کو مسترد کیا اور دعوت توحید کی تائید کی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپؑ نے ساری عمر توحید اور اہل توحید کا دفاع کیا اور اس راستہ میں جتنی اذیتیں مسلمانوں نے برداشت کیں اتنی اذیتیں ابوطالبؑ

نے بھی برداشت کیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صراحت سے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق اور راشد ہیں۔

اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں اب تک ہم نے جو لکھا اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ آپ ہرگز مشرک نہ تھے کیونکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو بتوں کی عبادت کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے اور آپ کی ساری زندگی اس بات کی شاہد عادل ہے کہ آپ بتوں اور انکی پرستش کو باطل اور لغو سمجھتے تھے۔

"واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھو العلیم بذات الصدور وما تخفی الانفس"

علامہ شبلی نعمانی کی رائے

علامہ شبلی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں ابو طالبؑ کی وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس تشریف لے گئے۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ پہلے سے موجود تھے۔ آپؐ نے فرمایا مرتے مرتے لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے کہ میں خدا کے ہاں آپ کے ایمان کی شہادت دوں۔

ابو جہل اور ابن ابی امیہ نے کہا ابو طالبؑ! کیا تم عبد المطلبؑ کے دین سے پھر جاؤ گے۔ بالآخر ابو طالبؑ نے کہا میں عبد المطلبؑ کے دین پر مرتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف خطاب کر کے میں وہ کلمہ کہہ دیتا لیکن قریش کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا۔ آپؐ نے فرمایا "میں آپ کیلئے دعائے مغفرت کروں گا جب تک کہ خدا مجھ کو اس سے منع نہ کر دے"۔

یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے، ابن اسحاق کی روایت ہے کہ مرتے وقت ابو طالبؑ کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے (جو اس وقت کافر تھے) کان لگا کر سنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کہ تم نے جس کلمہ کے لیے کہا تھا حضرت ابو طالب علیہ السلام وہی کہہ رہے ہیں۔ اس بنا پر حضرت ابو طالب علیہ السلام کے اس اسلام کے متعلق اختلاف ہے لیکن چونکہ بخاری کی روایت عموماً صحیح مانی جاتی ہے اس لیے محدثانہ حیثیت سے بخاری کی یہ روایت چنداں قابل حجت نہیں کہ اخیر راوی مسیب ہیں جو فتح مکہ میں اسلام لائے اور ابو طالبؑ کی وفات کے وقت موجود نہ تھے۔ اسی بناء پر علامہ عینی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ روایت مرسل ہے۔ ابن اسحاق نے سلسلہ روایت میں عباس بن عبداللہ بن معبد اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ یہ دونوں ثقہ ہیں لیکن بیچ کا ایک راوی یہاں بھی رہ گیا ہے۔ اس بناء پر دونوں روایتوں کے درجہ استناد میں چنداں فرق نہیں۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جو جانثاریاں کیں اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ وہ اپنے جگر گوشوں تک کو آپؐ پر نثار کرتے تھے۔ آپؐ کی محبت میں تمام عرب کو اپنا دشمن بنالیا، آپؐ کی خاطر محصور ہوئے۔ فاقے اٹھائے، شہر سے نکالے گئے۔ تین تین برس تک آب ودانہ بند رہا۔ کیا یہ محبت، یہ جوش، یہ جاں نثاریاں سب ضائع جائیں گی؟

حضرت ابو طالب علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۳۵ برس عمر میں بڑے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے نہایت محبت تھی۔ ایک دفعہ وہ بیمار پڑے۔ آنحضرتؐ انکی عیادت کیلئے گئے تو انہوں نے کہا بھتیجے جس خدا نے تم کو پیغمبرؐ بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا نہیں مانگتا کہ مجھ کو اچھا کر دے۔ آپؐ نے دعا کی اور وہ اچھے ہو گئے۔ آنحضرتؐ سے کہا "خدا تیرا کہنا مانتا ہے" آپؐ نے فرمایا کہ "آپ بھی اگر خدا کا کہنا مانیں تو وہ بھی آپ کا کہنا مانے"۔

(سیرۃ النبیؐ ج ا ص ۱۵۷۔۱۵۸)

حضرت ابو طالب علیہ السلام کی وصیت

آپ کی زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ آپ کے قبیلہ کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہیں اس وقت آپ نے ان سب کو ایک وصیت کی جس کی اولوالعزمی، بالغ نظری، حکمت و دانائی کے ساتھ ساتھ آپ کی شان فصاحت وبلاغت کے جلوے بھی نظر آتے ہیں جس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اسکا لفظی ترجمہ پیش خدمت ہے۔ آپ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

اے گروہ قریش! تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے چن لیا ہے۔ تم سارے عرب کا دل ہو۔ یہ اچھی طرح جان لو کہ تم نے تمام اچھی صفات اپنے اندر جمع کر لیں ہیں شرف وعزت کے تمام مدارج تم نے پالئے ہیں انہیں گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے تمہیں دوسری قوموں پر برتری حاصل ہوئی۔ میں تمہیں اس مکان (بیت اللہ شریف) کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اسی پر تمہاری معاش کا دارومدار ہے اور اسی سے تمہارا دبدبہ قائم ہے۔ قریبی رشتہ

داروں سے صلہ رحمی کرنا قطع رحمی سے باز رہنا، کیونکہ صلہ رحمی سے زندگی طویل ہوتی ہے۔ اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ بغاوت سرکشی کو ترک کردینا کیونکہ اسی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔ جو دعوت دے اس کو قبول کرنا۔ سائل کو خالی نہ لوٹانا کیونکہ اسی میں زندگی اور موت کی عزت ہے۔ سچ بولنا، امانت میں خیانت نہ کرنا ان خوبیوں کی وجہ سے خواص کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام کے دلوں میں عزت۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بھلائی کرنا کیونکہ سارے قبیلہ قریش میں وہ الامین کے لقب سے ملقب ہے اور سارے اہل عرب اسے الصدیق کہتے ہیں۔ جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی ہے وہ ان تمام کا جامع ہے۔ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے مفلسوں اور ناداروں نے، دور دراز علاقوں میں رہنے والوں نے، کمزور اور ضعیف لوگوں نے اسکی دعوت کو قبول کرلیا ہے۔ اسکے دین کی تعظیم کی ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اسکی برکت سے وہ لوگ قریش کے سردار بن گئے ہیں اور قریش کے سردار پیچھے رہ گئے ہیں اسکے محلات غیر آباد ہوگئے ہیں۔ عرب کے سارے باشندے اسکے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے ہیں اپنے دلوں کو اسکی محبت وعقیدت کیلئے انہوں نے مخصوص کردیا ہے اور اپنی زمام قیادت اسکے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اے گروہ قریش اپنے باپ کے بیٹے کے مددگار اور دوست بن جاؤ۔ جنگوں میں اسکے حامی اور ناصر بن جاؤ۔ خدا کی قسم جو شخص اسکی راہ پر چلے گا ہدایت پاجائے گا اور جو اسکے دین ہدایت کو قبول کرلے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ساری جنگوں میں اسکی کفایت کرتا اور تمام آلام ومصائب سے اسکا دفاع کرتا۔ اس وصیت کے بعد آپکی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی (سبل الہدیٰ ج۲ ص۵۷۰)

صحیح بخاری میں حضرت ابوطالب علیہ السلام کا تذکرہ

"باب سو ال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا. حدثنا عمرو بن علی قال :حدثنا ابو قتيبة قال: حدثنا عبدالرحمن بن عبدالله بن دينار عن ابيه قال: سمعت ابن عمر يتمثل بشعر أبي طالب: وأبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل"

باب قحط کے وقت لوگ امام سے پانی کی دعا کرنے کیلئے کہہ سکتے ہیں
"ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوقتیبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے، ان سے انکے والد نے، کہا کہ میں نے ابن عمر کو ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے سنا تھا
ترجمہ "گورا انکا رنگ انکے منہ کے واسطہ سے بارش کی (اللہ سے) دعا کی جاتی ہے یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کے سہارے"۔

"وقال عمر بن حمزة: حدثنا سالمٌ عن أبيه: وربما ذكرت قول الشاعر وأنا أنظر الى وجه النبي ﷺ يستسقي، فما ينزل حتى يجيش كل ميزابٍ: وأبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمةٌ للارامل هو قول أبي طالبٍ" (راجع ۱۰۰۸)

اور عمر بن حمزہ نے بیان کیا کہ ہم سے سالم نے اپنے والد سے بیان کیا وہ کہا کرتے تھے کہ اکثر مجھے شاعر (ابوطالبؑ) کا شعر یاد آجاتا ہے۔ میں نبی کریمؐ کے منہ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ دعا استسقاء (منبر پر) کر رہے تھے اور ابھی (دعا سے فارغ ہوکر) اترے بھی نہیں تھے تمام نالے لبریز ہوگئے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

یہ ابوطالبؑ کا شعر ہے جس کا ترجمہ ہے کہ "گورا رنگ انکا، وہ حامی یتیموں بیواؤں کے، لوگ پانی مانگتے ہیں انکے منہ کے صدقہ سے"۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام کے چند ایمان افروز اشعار

حضرت ابوطالب علیہ السلام نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بہت سے قصائد کہے ہیں۔ اب تو آپ کا دیوان بھی چھپ گیا ہے۔ یہاں میں صرف چند اشعار جو آپ کے ایمان اور آپ کی حضورؐ سے محبت کی روشن دلیل ہیں نقل کرتا ہوں۔

محمد ذوالعرب والذوائب
قلبی الیه مقبل وآئب

محمدؐ بھلائیوں والا اور عزت وشرافت والا ہے۔ میرا دل اسکا استقبال کرنے والا اور بار بار اسکی طرف لوٹ کر آنے والا ہے۔

فلست بالانس خیر الراھب

بان یحق اللہ قول الراھب

میں بنی نوع انسان کے ساتھ محبت نہ کرنے والا نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں راہب کے قول کو سچ کر دکھائے۔

فیہ وان یفضل ال غالب

الی سمعت اعجب العجائب

اسے آل غالب پر فضیلت حاصل ہوگی میں نے عجیب و غریب باتیں سنی ہیں۔

من کل حبر عالم و کاتب

ھذا الذی یقتاد کالجنائب

یہ بشارتیں ہر نیکوکار عالم اور عقلمند سے سنی گئی ہیں کہ یہ وہ شخص ہے، جس کی اقتداء اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی طرح کی جائے گی۔

من حل بالابطح والاخاشب

ایضاو من ثاب الی المثاوب

من ساکن للحرم او مجانب

انکی پیروی حرم کے سوا تمام کرہ ارض (حل) کی کشادہ اور سنگلاخ زمین میں کی جائے گی اور ساکنان حرم اور اسکے گرد و اگرد کے لوگ بھی ایسی ہی کریں گے اور جو بھی جزائے خیر کا طالب ہوگا وہ انکی اقتداء سے سرتابی نہ کرے گا۔

ایک اور قصیدے میں فرماتے ہیں

منعت الرسول رسول الملیک

ببیض تلالا کلمع البروق

میں نے اس رسولؐ کی حفاظت کی جو خدا کا رسولؐ ہے یہ کاروائی میں نے سفید تلواروں کے ساتھ کی جو بجلی کی طرح چمکتی ہیں۔

بضرب یزبر دون النھاب   جذار البوادر کالجنفقیق

میں ان پر مضبوط کاری ضرب غصہ کے بغیر سنجیدگی کے ساتھ لگاتا ہوں اور یہ ضرب تلوار کی تیزی کے باعث شانوں کو کاٹ دیتی ہے۔

اذب داحمی رسول الملیک   حمایۃ یحام علیہ شفیق

میں خدا کے رسولؐ کی بکثرت زیارت کرتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ میں یہ حفاظت مسلسل اور پیہم کرتا ہوں جس طرح ایک مشفق کیا کرتا ہے۔

وما ان لا لا عدائہ   ربیب البکار حذار الفنیق

اگر میں آنحضرتؐ کے دشمنوں کیلئے آہستہ چال چلوں تو میں ان جوان اونٹوں کی چال نہیں چلتا جو اصیل نسل کشی کے سانڈ اونٹوں سے بچتے ہوئے چلتے ہیں۔

لکن ازبر لھم ساميا   کمازاد لیث بغیل مضیق

بلکہ میں انکے مقابلے میں سر کو اونچا کر کے اس طرح دھاڑتا ہوں جس طرح تنگ کرنے والا شیر نر دھاڑتا ہے۔

احمد نے یونس کی وساطت سے ابن اسحاق کی یہ روایت نقل کی کہ جب ابو طالبؑ نے رسول اللہؐ کی حمایت و نصرت اور قوم کی عداوت و مفارقت کے برخلاف آنحضرتؐ کے دفاع کا فیصلہ کر لیا تو یہ اشعار کہے۔

واللہ لن یصلوا الیہ بجمعھم   حتی اوسد فی التراب دفینا

بخدا! قریش اپنی جمعیت کے باوجود (آنحضرتؐ کو نقصان پہنچانے کیلئے) آپؐ کے قریب ہرگز نہیں پہنچ سکیں گے جب تک کہ میں مٹی میں دفن ہو کر لیٹ نہ جاؤں

امض لا مرک ما علیک غضاضۃ

وابشر وقر بذالک منک عیونا

آپؐ اپنے کام کو جاری رکھیں ذلت و منقصت آپؐ کو چھو نہ سکے گی۔ آپؐ خوش ہو جائیں اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کریں۔

ودعوتنی وعلمت انک ناصح   فلقد صدقت و کنت قدما امینا

اور آپؐ نے مجھے دعوت دی اور میں نے جان لیا کہ آپؐ ناصح و خیر خواہ ہیں اور پہلے سے ہی صادق و امین تھے۔

وعرضت دینا قد عرفت انہ   خیر ادیان البریۃ دینا

آپؐ نے دین پیش کیا اور مجھے معرفت حاصل ہوگئی کہ یہ دین دنیا کے جملہ ادیان سے بہتر ہے (سیرۃ ابن اسحاق ص ۱۹۴۔۱۹۷)

یہ چند اوراق ہیں جو اللہ کی مدد سے میں نے حضرت ابوطالبؑ سے متعلق لکھے ہیں یہ کوئی مستقل مضمون یا مقالہ نہیں ہے صرف اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ شاید یہ قبول ہو جائیں اور میں ساقی کوثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے کائنات علیہ السلام کی شفاعت کا حقدار ہو جاؤں (آمین) ☆

واقعہ غدیر اور روایان غدیر

سید اسد حسین نقوی البخاری (نتو والی سیداں، نارووال)

ہجرت کے دسویں سال حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا۔ چونکہ یہ حج پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری حج تھا اسلئے اسے بعد میں حجۃ الوداع کا نام دیا گیا۔ تمام مسلمانوں کو اطلاع دی گئی کہ پیغمبرؐ اس سال حج پر تشریف لے جارہے ہیں۔ اسلئے تمام مسلمانوں سے بھی حج پر جانے کیلئے کہا گیا۔ بہت سارے مسلمان پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ اس حج میں شریک ہونے کیلئے مدینہ جمع ہوئے۔ یوں آپؐ ۲۵ ذوالقعدہ کو مدینے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے (تاریخ الکبیر، ج ۳ص ۱۵۹۔ تاریخ طبری ج ۳ص ۱۵۲۔ السیرہ الحلبیہ ج ۳ص ۳۶۰۔ السیرہ النبویہ ج ۲ص ۷۰۱۔ المغازی ج ۳ص ۱۰۸۹۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ ج ۵ص ۱۱۰)

حضرت امام علی علیہ السلام بھی اسی سال رمضان کو کفار کے ساتھ جنگ کیلئے یمن میں مذحج نامی مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے اور جنگی غنائم اکٹھا کرنے کے بعد آپؑ بھی رسول اکرمؐ کے حکم سے اعمال حج کی ادائیگی کیلئے مکہ تشریف لائے (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۳۲۔ تاریخ الیعقوبی ج ۲ ص۔ المغازی ج ۳ص ۱۰۸۰۔ السیرہ الحلبیہ ج ۳ص ۲۸۹) روز عرفہ کو پیغمبر اکرمؐ نے حاجیوں کے درمیان ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اہم امور منجملہ مسلمان کی جان ومال کا احترام، امانتداری، ربا کی حرمت، عورتوں کے حقوق اور شیطان کی اطاعت سے پرہیز وغیرہ پر سیر حاصل بحث فرمائی۔

حج کے مراسم سے فارغ ہونے کے بعد تمام مسلمان مکہ سے خارج ہو کر اپنے اپنے سرزمینوں کی طرف روانہ ہونے لگے۔ حاجیوں کے یہ قافلے ۱۸، ذوالحجہ کو غدیر خم نامی جگہ پر پہنچے۔ غدیر خم، مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جو جحفہ سے دو کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں سے مختلف راستے جدا ہوتے ہیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ غدیر خم پہنچا تو فرشتہ وحی سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶۷ "یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالۃ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین " اے پیغمبرؐ آپ ؐ اس حکم کو پہنچا دیں جو آپؐ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپؐ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کہ اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔ اور اسی سورے کی آیت نمبر ۳ "الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا " آج کفار تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے" لے کر رسول اکرمؐ پر نازل ہوا اور آپ کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت وامامت کا اعلان کرنے پر مامور کیا۔ اس موقع پر رسول اکرمؐ نے آگے جانے والے قافلوں کو رکنے اور پیچھے والے قافلوں کی انتظار کا حکم دیا۔

نماز ظہر کا وقت ہوا تو رسول اکرمؐ کی امامت میں نماز ظہر ادا کی گئی اسکے اونٹوں کے پالانوں سے آپ کیلئے ایک ممبر تیار کیا گیا جس پر چڑھ کر آپؐ نے ایک تاریخی

خطبہ دیا جس میں آپؐ نے فرمایا کہ میں عنقریب تمہارے درمیان سے جا رہا ہوں لیکن میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں بطور امانت چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت ہیں۔

اس موقع پر آپؐ نے لوگوں کے جانوں پر خود ان سے زیادہ آپ کو اختیار ہونے کا اقرار لیا۔اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو اپنے پاس منبر پر بلایا اور حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کر کے لوگوں کو دکھا کر فرمایا"من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" جس کا میں مولا ہوں اسکا یہ علیؑ مولا ہیں۔

اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں کے حق میں دعا اور انکے دشمنوں کے حق میں بددعا فرمائی۔اس وقت حسان بن ثابت نے آپ کی اجازت سے اس واقعے کے بارے میں ایک شعر کہا۔اسکے بعد خلیفہ ثانی نے اس مسئلے پر حضرت امام علی علیہ السلام کو مبارکباد دی۔

(تاریخ طبری ج ۳ص ۱۵۰-۱۵۱۔تاریخ الیعقوبی ج ۲ص ۱۱۸۔معجم البلدان ج ۲ ص ۱۰۳۔اسد الغابہ ج ۵ص ۲۵۳۔الکافی ج ۲ص ۲۷۔انساب الاشراف ج ۲ ص ۱۱۱۔تاریخ ابن کثیر ج ۷ص ۳۴۹۔نسائی ج ۵ص ۴۵۔الامالی شیخ صدوق ص ۵۷۵۔اقسام المولی ص ۳۵۔الاقتصاد ص ۳۵۱۔الرسائل ص ۱۳۸)

حدیث غدیر کے راوی صحابہ کرامؓ

۱۔ابو ہریرہ دوسی وفات ۵۷ ۲۔ابولیلیٰ انصاری (جنگ صفین شہادت پائی)

۳۔ابوزینت انصاری

۴۔ابوفضالہ انصری (جنگ بدر میں شریک تھے جنگ صفین میں شہادت پائی)

۵۔ابوقدامہ انصاری

۶۔ابوعمرہ بن عمرہ بن محسن انصاری (اسد الغابہ اور ابن اثیر کے مطابق یہ بھی

۷۔راویان غدیر میں سے تھے)

۸۔ابوالہیثم بن تیہان (جنگ صفین میں شہادت پائی)

۹۔ابورافع قبطی (آپ رسول اکرمؐ کے غلام تھے)

۱۰۔ابوذویب خویلد (آپ زمانہ جاہلیت واسلام کے شاعر تھے)

۱۱۔ابوبکر بن قحافہ تیمی (انکی حدیث غدیر کو مختلف کتب میں دیکھا جاسکتا ہے)

۱۲۔اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی

۱۳۔ابی بن کعب انصاری (آپ سید القراء تھے متوفی ۳۰ھ)

۱۴۔اسعد بن زرارہ انصاری

۱۵۔اسماء بنت عمیس خثعمہ (انکی روایات ابن عقدہ کی کتاب الولایہ میں ہے)

۱۶۔ام سلمیٰؓ (زوجہ رسول اکرمؐ) ۱۷۔ام ہانیؓ بن ابوطالبؑ

۱۸۔ابوحمزہ انس بن مالک انصاری خزرجی (خادم رسول اکرمؐ تھے ۹۳ھ میں وفات) ۱۹۔براء بن عاذب انصاری (متوفی ۷۲ھ)

۲۰۔بریدہ بن الحصیب ابوسہل اسلمی

۲۱۔ابوسعید ثابت بن ودیعہ انصاری خزرجی مدنی

۲۲۔جابر بن سمرہ بن جنادہ ابوسلیمان سوائی (کوفہ جائے مسکن تھی اور متوفی ۷۰ھ) ۲۳۔جابر بن عبداللہ انصاری (عمر ۹۴ سال)

۲۴۔جبلہ بن عمرہ (بن عقدہ نے حدیث الولایہ میں ان سے روایت کی ہے)

۲۵۔جبیر بن مطعم بن عدی قرشی نوفلی ۲۶۔جریر بن عبداللہ بن جابر بجلی

۲۷۔ابوذر جندب بن جنادہ غفاری (متوفی ۳۱ھ)

۲۸۔ابوجنیدہ جندع بن عمر بن مازن انصاری

۲۹۔حبہ بن جوین ۳۰۔حبشی بن جنادہ سلولی

۳۱۔حبیب بن بدیل بن ورقاء خزاعی

۳۲۔حذیفہ بن اسید ابوسریحہ غفاری (متوفی ۴۰ یا ۴۲ھ)

۳۳۔حذیفہ بن یمان الیمانی (متوفی ۳۶ھ)

۳۴۔حسان بن ثابت (پہلی صدی کے شعرائے غدیر میں سے تھے)

۳۵۔حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

۳۶۔حضرت امام حسین علیہ السلام

۳۷۔ابوایوب خالد زید انصاری (غزوہ روم میں شہید ہوئے)

۳۸۔ابوسلیمان خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی

۳۹۔خزیمہ بن ثابت انصاری (جنگ صفین میں ۳۸ھ میں شہید ہوئے)

۴۰۔ابوشریح خویلد معروف بہ ابن عمرہ خزاعی (متوفی ۶۸ھ)

۴۱۔رفاعہ بن عبدالمنذر انصاری ۴۲۔زبیر بن العوام قرشی (متوفی ۳۶ھ)

۴۳۔زید بن ارقم انصاری خزرجی (وفات ۶۶ھ)

۴۴۔ ابوسعید زید بن ثابت (متوفی ۴۸ھ)

۴۵۔ زید یزید بن شراحیل انصاری ۴۶۔ زید بن عبداللہ انصاری

۴۷۔ ابواسحاق سعد بن ابی وقاص (متوفی ۵۴ھ)

۴۸۔ سعد بن جنادہ عوفی والد عطیہ عوفی

۴۹۔ ابوسعید بن مالک انصاری خدری (متوفی ۶۳ھ یا ۶۴ھ قبر در بقیع)

۵۰۔ سعید بن زید قرشی عدوی (متوفی ۵۰ یا ۵۱ھ)

۵۱۔ سعید ابن سعید بن عبادہ انصاری

۵۲۔ ابوعبداللہ سلمان فارسی (متوفی ۳۶ یا ۳۷ھ)

۵۳۔ ابومسلم بن اکوع اسلمی (متوفی ۷۴ھ)

۵۴۔ ابوسلیمان سمرہ بن جندب فرازی

۵۵۔ سہل بن حنیف انصاری اوسی (متوفی ۳۸)

۵۶۔ ابوالعباس سہل بن سعد انصاری خزرجی ساعدی (۹۱ھ)

۵۷۔ ابوامامہ الصدی بن عجلان باہلی (متوفی ۸۶)

۵۸۔ ضمیرہ اسدی

۵۹۔ طلحہ بن عبیداللہ تیمی (جنگ جمل میں ۳۶ھ میں وفات پائی)

۶۰۔ عامر بن عمیر نمیری ۶۱۔ عامر بن لیلیٰ بن ضمرہ

۶۲۔ عامر بن لیلیٰ غفاری ۶۳۔ ابوطفیل عامر بن واثلہ

۶۴۔ عائشہ بنت ابوبکر بن ابی قحافہ (زوجہ رسول اکرمؐ)

۶۵۔ عباس بن عبدالمطلبؑ (متوفی ۳۲ھ)

۶۶۔ عبدالرحمٰن بن عبدربہ انصاری

۶۷۔ ابومحمد عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زہری

۶۸۔ عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی

۶۹۔ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی

۷۰۔ عبداللہ بن بدیل بن ورقاء (قبیلہ خزاعہ کے زردار تھے، صفین میں شہید ہوئے) ۷۱۔ عبداللہ بن بشیر مازنی

۷۲۔ عبداللہ بن ثابت انصاری

۷۳۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ ہاشمی (متوفی ۸۰ھ)

۷۴۔ عبداللہ بن حنطب قرشی مخزومی ۷۵۔ عبداللہ بن ربیعہ

۷۶۔ عبداللہ بن عباس (متوفی ۶۸ھ)

۷۷۔ عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی

۷۸۔ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب عدوی (متوفی ۷۲ھ)

۷۹۔ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود ہذلی

۸۰۔ عبداللہ بن یامین ۸۱۔ عثمان بن عفان (متوفی ۳۵ھ)

۸۲۔ عبید بن عاذب انصاری (براء بن عاذب کے بھائی)

۸۳۔ عدی بن حاتم (متوفی ۱۰۰ھ) ۸۴۔ عطیہ بن بسر مازنی

۸۵۔ عقبہ بن عامر جہنی ۸۶۔ حضرت علی ابن ابیطالب علیہم السلام

۸۷۔ عمار بن یاسر عنسی (متوفی ۳۷ھ جنگ صفین میں شہادت پائی)

۸۸۔ عمارہ خزرجی انصاری (جنگ یمامہ میں مارے گئے)

۸۹۔ عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد مخزومی (متوفی ۸۳ھ)

۹۰۔ عمر بن خطاب (مقتول ۲۳ھ)

۹۱۔ عمران بن حصین خزاعی (متوفی ۵۲ھ)

۹۲۔ عمرو بن حمق خزاعی (متوفی ۵۰ھ) ۹۳۔ عمرو بن شراحیل

۹۴۔ عمرو بن عاصی (پہلی صدی کے شعرائے غدیر میں سے تھے)

۹۵۔ عمرو بن مرہ جہنی

۹۶۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہؐ

۹۷۔ فاطمہ بنت حمزہؓ بن عبدالمطلبؑ ۹۸۔ قیس بن ثابت بن شماس انصاری

۹۹۔ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری خزرجی (پہلی صدی کے شعرائے غدیر میں سے تھے) ۱۰۰۔ کعب بن عجرہ انصاری (متوفی ۹۱ھ)

۱۰۱۔ مالک بن حویرث لیثی ۱۰۲۔ مقداد بن عمرو کندی زہری (متوفی ۳۳ھ)

۱۰۳۔ ناجیہ بن عمرو خزاعی ۱۰۴۔ نضلۃ بن عتبہ اسلمی (متوفی ۶۵ھ)

۱۰۵۔ نعمان بن عجلان انصاری ۱۰۶۔ وحشی بن حرب حبشی حمصی

۱۰۷۔ وہب بن حمزہ ۱۰۸۔ وہب بن عبداللہ سوائی (متوفی ۷۴ھ)

۱۰۹۔ ہاشم مرقال بن عتبہ بن ابی وقاص زہری مدنی (جنگ صفین میں شہید ہوئے) ۱۱۰۔ یعلی بن مرہ بن وہب ثقفی

راویان حدیث غدیر تابعین میں سے

۱۔ ابو راشد حبرانی شامی ۲۔ ابو سلمہ
۳۔ ابو سلیمان موذن ۴۔ ابو صالح سمان
۵۔ ابو عنوانہ مازنی ۶۔ ابو عبدالرحیم کندی
۷۔ ابو القاسم اصبغ بن نباتہ ۸۔ ابو لیلیٰ کندی
۹۔ ایس بن نذیر ۱۰۔ جمیل بن عمارہ
۱۱۔ حارثہ بن نصر ۱۲۔ حبیب بن ثابت اسدی کوفی
۱۳۔ حرث بن مالک ۱۴۔ حسین بن مالک بن حویرث
۱۵۔ حکیم بن عتیبہ کوفی کندی ۱۶۔ حمید بن عمارہ خزرجی انصاری
۱۷۔ حمید الطویل ابو عبیدہ بن ابی حمید البصری
۱۸۔ خثیمہ بن عبدالرحمٰن کوفی ۱۹۔ ربیعہ جرشی
۲۰۔ ابو المثنیٰ رباح بن حارث نخعی کوفی ۲۱۔ ابو عمرو زاذان بن عمر کندی
۲۲۔ ابو مریم زر بن حبیش ۲۳۔ زیاد بن ابی زیاد
۲۴۔ زید بن یثیع ۲۵۔ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی
۲۶۔ سعید بن جبیر اسدی کوفی ۲۷۔ سعید بن ابی حدان
۲۸۔ سعید بن مسیب قرشی مخزومی (داماد ابو ہریرہ)
۲۹۔ سعید بن وہب ہمدانی کوفی ۳۰۔ ابو یحییٰ سلمہ بن کہیل حضرمی کوفی
۳۱۔ سلیم بن قیس ہلالی ۳۲۔ سلیمان بن مہران اعمش
۳۳۔ سہم بن حصین اسدی ۳۴۔ شہر بن حوشب
۳۵۔ ضحاک بن مزاحم ہلالی ۳۶۔ طاؤس بن کیسان یمانی جندی
۳۷۔ طلحہ بن مصرف ایامی کوفی ۳۸۔ عامر بن سعد بن وقاص مدنی
۳۹۔ عائشہ بنت سعد ۴۰۔ عبدالحمید بن منذر بن جارود عبدی
۴۱۔ ابو عمارہ عبد خیر بن یزید ہمدانی کوفی مخضرمی
۴۲۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ۴۳۔ عبدالرحمٰن بن سابط
۴۴۔ عبداللہ بن اسعد زرارہ ۴۵۔ عبداللہ بن زیاد اسدی کوفی
۴۶۔ عبداللہ بن شریک عامری کوفی ۴۷۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل ہاشمی مدنی
۴۸۔ عبداللہ بن یعلیٰ بن مرہ ۴۹۔ عدی بن ثابت انصاری کوفی
۵۰۔ عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی کوفی
۵۱۔ علی بن زید بن جدعان بصری
۵۲۔ عمارہ بن جوین عبدی ۵۳۔ عمر بن عبدالعزیز
۵۴۔ عمر بن عبدالغفار ۵۵۔ عمر اطرف بن علی بن ابیطالب علیہم السلام
۵۶۔ عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ ۵۷۔ عمرو بن مرہ ابو عبداللہ کوفی ہمدانی
۵۸۔ عمر بن عبداللہ سبیعی ہمدانی کوفی ۵۹۔ عمرو بن میمون اودی
۶۰۔ عمیرہ بن سعد ہمدانی کوفی ۶۱۔ عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تمیمی
۶۲۔ عمیرہ بنت سعد بن مالک ۶۳۔ ابوبکر بن خلیفہ مخزومی
۶۴۔ قبیصہ بن ذویب ۶۵۔ قیس ثقفی مدائنی
۶۶۔ محمد بن عمر بن علیؑ بن ابو طالبؑ ۶۷۔ مسلم بن صبیح ہمدانی کوفی عطار
۶۸۔ مسلم ملائی ۶۹۔ مصعب بن سعد بن ابی وقاص
۷۰۔ مطلب بن عبداللہ قرشی مخزومی مدنی
۷۱۔ مطر وراق ۷۲۔ معروف بن خربوذ
۷۳۔ مہاجر بن مسمار زہری مدنی ۷۴۔ منصور بن ربعی
۷۵۔ موسیٰ بن اکتل بن عمیر نمیری ۷۶۔ میمون بصری
۷۷۔ نذیر ضبی کوفی ۷۸۔ ہانی بن ہانی ہمدانی کوفی
۷۹۔ یحییٰ ابن سلیم فزاری واسطی ۸۰۔ یحییٰ ابن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی
۸۱۔ یزید بن ابی زیاد کوفی ۸۲۔ یزید بن حیان تمیمی کوفی نسائی
۸۳۔ یزید بن عبدالرحمٰن بن اودی کوفی ۸۴۔ یسار ثقفی

☆

روحانی شفاء خانہ
اپنے ہر قسمی مسائل کے حل کیلئے رابطہ کریں:
☆تعویذ رزق (رزق میں اضافہ کیلئے) ☆تعویذ حفاظت (جان و مال کی حفاظت کیلئے)
☆تعویذ نظر بد (بری نظر کیلئے ڈھال) ☆تعویذ بخار (ہر قسم کے بخار کیلئے)
رابطہ: روحانی شفاء خانہ۔ پی او بکس 20 جھنگ
موبائل نمبر 0334-3811414

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ناصران کے اوصاف

سید افتخار حسین نقوی نجفی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان)

بڑی رات

اُستاد محمد رضا حکیمی کی تحریر ہے، یہ عظیم امر کیا ہے؟ اور یہ کون سے گرانقدر لمحات ہیں، اور کیسے لمحات ہیں؟ کہ اس رات فرشتے اُترتے ہیں رُوح (جبرئیل امین علیہ السلام) اُترتے ہیں یہ سب کچھ کیا ہے؟ جس رات فرشتے اللہ کی جانب سے احکامات، فیصلے، مقدرات زمین پر لاتے ہیں۔ سارے فرشتے، رُوح الامین ہر سال شب قدر میں اُترتے ہیں خدا کے اذن سے ہر حکم لے کر آتے ہیں، وہ سب کس کے پاس آتے ہیں؟ اور کس پر اُترتے ہیں؟ سب کچھ کس کے سپرد کرتے ہیں؟ وہ مقدس آستانہ، وہ مطلع نور، فرشتوں کے اُترنے کی جگہ کون سی ہے، فرشتوں کا قبلہ گاہ کون سا ہے، تو وہ جگہ کونسی ہے کہ جہاں فرشتگان، جبرئیل امین علیہ السلام سب آتے ہیں تو وہ حضرت امام مہدی ولی العصر (عج) کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور مطلع الفجر تک رہتے ہیں اور پورے سال کا پروگرام اُن کے سپرد کرتے ہیں اور ان سے احکام وصول کرتے ہیں۔

حضرت امام مہدی (عج) سے عقیدت رکھنے والوں کی پختگی اور سخت کوشی

﴿امیر المومنین علی علیہ السلام: اِنَّ قَلْبَ رَجُلٍ مِنْهُمْ اَشَدُّ مِنْ زُبَرِ الْحَدِیْدِ لَوْ مَرُّوْا بِالْجِبَالِ لَدَکْدَکَتْ، لَا یَکُفُّوْنَ سُیُوْفَھُمْ حَتّٰی یَرْضَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ﴾ (ینابیع المودۃ، قندوزی ص ۵۰۹)

”حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: ان میں سے (ناصران امام زمانہ علیہ السلام) ہر ایک کا دل فولاد کے ٹکڑوں سے زیادہ سخت ہوگا اگر وہ پہاڑ کا رُخ کریں گے تو پہاڑ اُن کی ہیبت اور رعب سے ٹوٹ پڑیں گے، دین کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے تھکیں گے نہیں، اپنی تلواروں کو نیام میں نہ رکھیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ان پر راضی ہو“۔

ناصران امام مہدی علیہ السلام

ناصران امام مہدی علیہ السلام کی پختگی اور ان کی استقامت ان کے ایمان کامل اور یقین محکم کی وجہ سے ہوگی۔ اُنہوں نے معرفت کی انتہائی حد تک خدا کو پہچانا ہوگا، ان کے دلوں میں ذرا برابر بھی خداوند کے بارے میں شک نہ ہوگا، اسی وجہ سے ان کے نورانی دل فولاد کے ٹکڑوں سے زیادہ مضبوط ہونگے ان کی ہمت، ان کی استقامت، ان کی جدوجہد، ان کی ہیبت، ان کا رعب و دبدبہ بے نظیر ہوگا، اور یہ ان کی حقیقی بندگی اور خداوند پر یقین کامل ہوگا۔ وہ خداوند کی رضایت کے بغیر کسی بات پر نہ ٹھہریں گے، خداوند ان کی جدوجہد کوشش و سعی پر راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہونگے وہ امام زمان علیہ السلام کی اس طرح نصرت، حمایت اور مدد کریں گے کہ خداوند ان پر راضی ہوگا۔

حضرت امام مہدی (عج) کے عقیدت مندوں کا اعلیٰ اخلاق، بلندی کردار

﴿امام صادق علیہ السلام: مَنْ سَرَّ اَنْ یَکُوْنَ مِنْ اَصْحَابِ الْقَائِمِ

فَلْیَنْتَظِرْ وَ لْیَعْمَلْ بِالْوَرَعِ وَ مَحَاسِنِ الْاَخْلَاقِ وَ هُوَ مُنْتَظِرٌ، فَاِنْ مَاتَ وَ قَامَ الْقَائِمُ بَعْدَهُ کَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مَنْ اَدْرَکَهُ فَجِدُّوا وَ انْتَظِرُوا هَنِیئاً لَکُمْ اَیَّتُهَا الْعِصَابَةُ الْمَرْحُومَةُ﴾ (بحار علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۱۴۰)

”حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص اس بات پر خوشی محسوس کرتا ہے کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام کے ناصران میں سے ہو تو اسے چاہیے کہ وہ انتظار کرے، گناہوں کو چھوڑ دے، اخلاقی خوبیوں کو اپنائے، ایسا شخص ہی منتظر ہے، ایسا شخص اگر مر گیا اور حضرت قائم علیہ السلام نے اس کے مرنے کے بعد قیام کیا تو اس مرنے والے کا اجر اس جیسا ہو گا جس نے آپ کے زمانہ کو پایا ہو۔ پس تم سب سنجیدہ ہو، سنجیدگی کے ساتھ انتظار کرو آپ سب کیلئے یہ سعادت گوارا ہو، آپ خوش قسمت ہیں اے رحمت دصول کرنے والی جماعت، اے وہ گروہ جس پر اللہ کی رحمت اتر چکی۔

اصحاب قائم (عج) اور حقیقی انتظار

حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب بننے کیلئے تین چیزیں ہیں:

۱۔ حقیقی انتظار، جو اس حدیث سے واضح ہے۔

۲۔ ورع کی بنیاد پر عمل جو تقویٰ سے بالاتر ہے۔ تقویٰ محرمات سے پرہیز اور واجبات پر عمل کرنا ہے۔ ورع اس سے بالاتر ہے اور وہ مکروہات سے بھی پرہیز اور مشتبہ امور سے بھی بچنا ہے۔

۳۔ عمل کیا جائے جس کی بنیاد اخلاقی فضائل اور محاسن پر ہو۔ پس پوری طاقت اور سنجیدگی سے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ ایسے لوگ حقیقی منتظر ہیں۔

ناصران مہدی (عج) جوان ہوں گے

﴿امیر المومنین علی علیہ السلام: اَصْحَابُ الْمَهْدِیِّ شَبَابٌ لَا کُهُوْلَ فِیْهِمْ اِلَّا بِمِقْدَارِ الْکُحْلِ فِیْ الْعَیْنِ اَوْ الْمِلْحِ فِیْ الطَّعَامِ وَ اَقَلُّ الزَّادِ الْمِلْحُ﴾ (الغیبۃ، شیخ طوسی، ص ۴۷۶)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب جوان ہوں گے، بوڑھے نہیں ہونگے، بوڑھے اتنے ہوں گے جس قدر آنکھ میں سرمہ ہو یا آٹے میں نمک اور کمترین زاد، تو شہ نمک ہے“۔

اصحاب امام زمانہ (عج) کی خصوصیات

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اصحاب کی خصوصیات یہ ہوں گی کہ وہ جوان ہونگے اور جوان پسند ہونگے۔ امام زمانہ علیہ السلام خود بھی جوان ہوں گے، آپ اپنے امور اور کاموں کو جوانوں کے سپرد کریں گے، ان کے درمیان بزرگ انسان اور بوڑھے آٹے میں نمک کے برابر ہونگے، پاکیزہ جذبات اور احساسات سے لبریز، پر جوش، چست جوانی کے عالم میں اُنہوں نے سو سالہ سفر طے کر لیا ہوگا، توحید اور معرفت خدا کے آخری درجہ پر ہونگے، ایسے مردان کہ جنہوں نے اللہ کی معرفت اس طرح حاصل کر لی ہوگی جو معرفت کا حق ہے۔ ہر مند جوان، ایک جوان چالیس مردوں کی طاقت رکھتا ہوگا پختگی اور قوت میں فولاد کی مانند ہونگے، ایمان اور تقویٰ کی اعلیٰ منزل پر ہونگے، مشیت الٰہی اور خوف خدا سے ان کے دل لبریز ہونگے، شہود و شہادت کے آخری درجہ پر ہوں گے، جذبہ شہادت سے سرشار ہوں گے اور راہ خدا میں اپنے امامؑ کی قیادت میں شہید ہونا چاہیں گے اپنے بدنوں کو جنگوں میں اپنے امام کیلئے ڈھال بنائیں گے امام جس بات یا کام کا اشارہ دیں گے تو وہ اسے فوری انجام دیں گے۔

عید الفطر کا احترام

﴿امام هادی علیه السلام: اِنَّمَا الْاَعْیَادُ اَرْبَعَةٌ لِلشِّیْعَةِ: اَلْفِطْرُ وَ الْاَضْحٰی وَ الْغَدِیْرُ وَ الْجُمُعَةُ﴾ (بحار الانوار، علامہ مجلسی ج ۹۸ ص ۳۵۱)

”حضرت امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا: شیعہ کیلئے تو چار عیدیں ہیں: ۱۔ عید الفطر، ۲۔ عید قربان، ۳۔ عید غدیر، ۴۔ عید جمعہ“۔

عید الفطر

مسلمانوں کی بڑی عیدوں سے عید فطر ہے، اس دن توسل کرنا چاہیے دُعا کی قبولیت کا دن ہے، اس دن برکتیں خدا کی طرف سے اترتی ہیں، اس دن کی نماز ساری نمازوں کی جان ہے اور ماہِ رمضان کے مسافروں کو اپنی طرف کھینچ کرلے آتی ہے اس کے روزے ہیں جو انسانوں کو کہہ رہے ہیں کہ تم خدا کے پاس لیس ہو کر جانا، اس میں قرآن کی تلاوت ہے جو قرآن کے عاشقوں کو اپنی جانب بلا رہی ہے، اس کی راتوں والی بیداریاں ہیں جو اس طرف اسے کشاں کشاں لا رہی

ہیں۔ سحرگاہوں کی مناجات، بیدار دلوں کے نالہ و فغاں ہے جو اس کی فریادرسی کیلئے ہے، جذبوں کی روح اس کے سچے ساتھیوں میں بیدار ہے۔ عید الفطر اجر لینے کی آرزو اپنے اندر سمیٹے ہے۔

ناصران خدا اور راہ خدا میں شہادت

﴿امیر مؤمنان علی بن ابی طالب علیہ السلام: هُم مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ مُشْفِقُونَ يَدْعُونَ بِالشَّهَادَةِ وَ يَتَمَنَّوْنَ اَنْ يُقْتَلُوا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ﴾

"حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت مہدی (عج) کے یاوران، ناصران فقط خدا سے ڈرتے ہوں گے، شہادت کیلئے دعا مانگتے ہونگے اور وہ یہ تمنا کریں گے کہ انہیں راہ خدا میں قتل کردیا جائے" (الملاحم والفتن سید ابن طاؤس ص ۵۲)

ناصران حضرت امام مہدی (عج) شب زندہ داران اور دن کے شیر

﴿امیر المومنین علی علیہ السلام: فِيْهِمْ رِجَالٌ لَا يَنَامُوْنَ اللَّيْلَ، لَهُمْ دَوِيٌّ فِيْ صَلَاتِهِمْ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، يَبِيْتُوْنَ قِيَاماً عَلٰى اَطْرَافِهِمْ وَ يُصْبِحُوْنَ عَلٰى خُيُوْلِهِم، رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ لُيُوْثٌ بِالنَّهَارِ﴾

(الملاحم والفتن، سید ابن طاؤس، ص ۵۲)

"حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت امام مہدی علیہ السلام کے یاوران و ناصران میں ایسے افراد ہوں گے جو رات کو سوتے نہیں ہونگے، ان کی نماز میں راز و نیاز سوز و گداز اور دل کو لبھانے والی صدا ہوگی جس طرح شہد کی مکھیوں کی اپنے چھتے میں موجودگی کے وقت ہوتی ہے، رات کو صبح تک رکوع و سجود کی حالت میں گزاریں گے، شب زندہ دار ہوں گے، دن کے وقت اپنی سواریوں پر ہونگے اور وہ لوگ رات کے راہب و عبادت گزار اور دن میں کچھار کے شیر ہوں گے"۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ناصران کی بہت ساری خصوصیات ہیں ان میں ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ رات کو عبادت میں گزار دیں گے، شام سے صبح تک رکوع و سجود کی حالت میں بسر کریں گے، تلاوت قرآن میں مصروف رہیں گے، ان کی مناجات، تلاوت قرآن اور دعا نے پوری فضا کو معطر کر رکھا ہوگا۔ رات کی عبادت انہیں دن میں بہادرانہ کارناموں سے مانع نہ ہوگی، اور دن کا جہاد انہیں رات کی عبادت سے نہ روکے گا، بلکہ رات کی عبادت انہیں دن میں مخالفوں کے ساتھ جنگ کیلئے تازہ دم اور آمادہ بنا دے گی۔ ہر شخص فداکاری اور قربانی کیلئے تیار ہوگا، اپنے امامؑ پر فدا ہونے کیلئے آمادہ ہوں گے، یہ اپنے زمانہ کے امامؑ کی حکومت کے وزراء ہیں۔

آئمہ بقیع سے توسل

﴿فرازی از زیارت ائمة بقیع علیه السلام: وَجَعَلَ صَلٰوتَنَا عَلَيْكُمْ رَحْمَةً لَنَا وَ كَفَّارَةً لِذُنُوْبِنَا اِذَا اخْتَارَكُمُ اللّٰهُ لَنَا وَ طَيَّبَ خَلْقَنَا بِمَا مَنَّ عَلَيْنَا مِنْ وِلَايَتِكُمْ﴾ (مفاتیح الجنان زیارت ائمہ بقیع علیہم السلام، محدث قمی)

آئمہ بقیع کی زیارت میں یہ جملہ ہے:...... اور اللہ آپ پر ہماری صلوات پڑھنے کو ہمارے لئے رحمت کے حصول کا ذریعہ، ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے لئے منتخب کیا ہے، اور ہمارے اوپر احسان کرتے ہوئے ہمیں طیب و طاہر بنایا"۔

قبر سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا پر حضرت امام مہدی علیہ السلام

۸ شوال کی مناسبت: مزارات جنت بقیع کی ویرانی، وہابیوں نے ۱۳۴۳ھ ق کو مکہ میں حضرت عبد المطلبؑ، حضرت ابو طالبؑ، حضرت خدیجہؑ، میلادگاہ پیغمبر اکرمؐ اور میلادگاہ جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا پر بنے ہوئے گنبدوں کو زمین بوس کر دیا گیا۔ جدہ میں حضرت حواؑ اور دیگر قبور کو مسمار کر دیا گیا، مدینہ منورہ میں رسول اکرمؐ کے روضہ مبارک کے گنبد کو توپ کا گولہ مارا، البتہ مسلمانان عالم کے خوف سے آپؐ کی قبر مبارک کو خراب نہ کیا۔ انہوں نے ۸ شوال ۱۳۴۴ھ آئمہ بقیع کی قبور مطہرہ کو مسمار کر کے ان میں موجود قیمتی اشیاء کو لوٹ لیا اور جنت البقیع کے مزارات کو مسمار کر دیا، ان مزارات میں جناب سیدہ زہراؑ سے منسوب روضہ مبارک، جناب سیدہ فاطمہؑ بنت اسدؑ (والدہ مطہرہ جناب امیر المومنینؑ) کا روضہ مبارک، حضرت ابراہیمؑ فرزند پیغمبر اکرمؐ، حضرت اسماعیلؑ فرزند حضرت امام محمد باقرؑ، پیغمبرؐ اکرم کی ربائب (پروردہ بیٹیوں) کی قبور، جناب حلیمہ سعدیہ کی قبر مبارک، پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ کے شہداء کی قبور، سید الشہداء حضرت حمزہؑ، شہدائے جنگ احد کی قبور مطہرہ کو بھی گرا کر مسمار کر دیا۔ اسی زمانہ میں کربلاء معلی پر حملہ کر دیا اور حرم مطہر امام حسینؑ سے جواہرات، نفیس و بیش بہا قیمتی اشیاء، اموال، تحائف سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔☆

خواہر اقبال زہراء (جامعۃ السیدہ خدیجۃ الکبریٰ)

عبدالعظیم بن عبداللہ بن علی بن حسن بن زید بن حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ (۱۷۳ تا ۲۵۲ھ) عبدالعظیم حسنی یا شاہ عبدالعظیم کے نام سے معروف حسنی سادات کے علماء اور علم حدیث کے راویوں میں سے تھے۔ عبدالعظیم حسنی کا نسب چار پشتوں میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے ملتا ہے۔ تاریخ میں انہیں با تقویٰ، امین، صادق، دین شناس عالم دین، شیعہ اصول دین کا قائل اور محدث کے عناوین سے یاد کیا ہے۔ شیخ صدوقؒ نے ان سے منقول احادیث کو جامع اخبار عبدالعظیم کے نام سے جمع کیا ہے۔

عبدالعظیم حسنی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور امام جواد علیہ السلام کو درک کیا۔ منقول ہے کہ آپ نے امام ہادی علیہ السلام کے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کیا اور امامؑ کی امامت کے دوران ہی وفات پائے ہیں۔ ایران کے شہر ری میں انکا مزار حرم حضرت عبدالعظیم کے نام سے شیعیان جہان کیلئے زیارت گاہ کے طور پر سالوں سے عقیدت اور احترام کا حامل ہے۔ بعض احادیث میں ان کی زیارت کا ثواب امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے ثواب کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

عبدالعظیم حسنی بروز جمعرات ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۷۳ھ کو ہارون الرشید کے دور میں مدینہ میں پیدا ہوئے (الذریعہ ج ۷ ص ۱۲۹۔ برآستان کرامت ص ۵) آپ کے والد عبداللہ بن علی قافہ اور آپ کی والدہ اسماعیل بن ابراہیم کی بیٹی "ہیفاء" نام رکھتی تھی (عمدہ الطالب فی نسب آل ابی طالبؑ ص ۹۴) آپ کا نسب چار پشتوں میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ نجاشی کہتے ہیں: حضرت عبدالعظیم کی وفات کے بعد غسل دیتے وقت آپ کے لباس میں ایک رقعہ پایا گیا جس میں ان کا نسب یوں درج تھا: میں ابوالقاسم فرزند عبداللہ فرزند علی، فرزند حسن، فرزند زید، فرزند حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہوں (رجال نجاشی ص ۲۴۸) محقق میر داماد بھی ان کے بارے میں لکھتے ہیں: آپ (عبدالعظیم) روشن نسب اور آشکار شرافت کے حامل تھے (الرواشح السماویۃ ص ۸۶)

آئمہ علیہم السلام کی مصاحبت

آقا بزرگ تہرانی نقل کرتے ہیں: عبدالعظیم حسنی نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور امام جواد علیہ السلام کے زمانے کو درک کیا اور امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا ایمان عرضہ کیا اور امام علی نقی علیہ السلام کے دور امامت میں ہی اس دنیا سے چلے گئے (الذریعہ ج ۷ ص ۱۹۰) لیکن آیت اللہ خوئیؒ نے حضرت عبدالعظیم کا امام علی رضا علیہ السلام کے ساتھ ہم عصر ہونے کو رد کیا ہے۔
(معجم رجال الحدیث ج ۱۱ ص ۵۳)

شیخ طوسیؒ اپنی کتاب رجال شیخ طوسی میں انہیں حضرت امام عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں ذکر کیا ہے (رجال طوسی ص ۴۰۱) عزیز اللہ عطاردی نیز تصریح کرتے ہیں کہ عبدالعظیم حسنی کی زندگی اور ان سے منقول احادیث پر تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، حضرت امام علی رضا علیہ السلام، حضرت امام جواد علیہ السلام اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو درک کیا ہے (عبدالعظیم الحسنی حیاتہ و مسندہ ص ۳۷)

کہا جاتا ہے کہ عبدالعظیم جب بھی حضرت امام جواد علیہ السلام یا حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوتے تو نہایت ادب، خضوع و خشوع اور تواضع کا اظہار کرتے تھے اور نہایت ادب کے ساتھ ان اماموں کیلئے سلام عرض کرتے تھے۔ امامؑ ان کے سلام کا جواب دینے کی بعد انہیں اپنے ساتھ بٹھاتے تھے یہاں تک کہ ایک دوسرے کے گھٹنے آپس میں ملتے تھے اور امامؑ مکمل ان کی خیر و عافیت دریافت کرتے تھے۔ امامؑ کا یہ رویہ دوسروں کیلئے موجب حسرت اور غبطہ ہوا کرتا تھا (زندگانی حضرت عبدالعظیم ص۳۰)

شہرری کی طرف ہجرت

تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبدالعظیم نے عباسی خلیفہ معتز کے ظلم و جور اور اذیت و آزار سے تنگ آکر اور شہید کرنے کے خوف سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے حکم پر سامرا، جو عباسیوں کا مضبوط گڑھ تھا سے شہرری ہجرت کی۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے علی بن موسی الرضا علیہ السلام کی زیارت کی قصد سے خراسان کا سفر کیا اور راستے میں حمزہ بن موسی بن جعفر کی زیارت کیلئے توقف کیا اور وہیں پر مخفیانہ زندگی گزارنے لگے (جنۃ النعیم ج۴ ص۱۳۱)

نجاشی نے احمد بن محمد بن خالد برقی کے توسط سے اس واقعے کو یوں نقل کیا ہے:

حضرت عبدالعظیم وقت کے ظالم اور جابر حکمران کے ہاتھوں سے فرار کرتے ہوئے شہرری آئے اور وہاں پر "سکۃ الموالی" نامی ایک محلے میں ایک شیعہ مومن کے گھر کے تہ خانے میں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ گھر سے مخفی طور پر باہر آ کر کسی قبر کی زیارت کیلئے جاتے اور کہا کرتے تھے کہ یہ قبر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی نسل سے کسی شخص کی قبر ہے۔ آپ اسی تہ خانے میں زندگی گزارتے تھے یہاں تک کہ آپ کی ہجرت کی خبر ایک کے بعد ایک شیعوں کے کانوں تک پہنچی اور اس طرح اکثر شیعیان آپ کے وہاں رہنے سے باخبر ہو گئے تھے (رجال نجاشی ص۲۴۸)

حضرت عبدالعظیم کی زندگی بنی عباس کے دور میں شیعوں کی سرکوبی کے دوران گزری ہے۔ آپ بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح سالوں سال دشمن کے ظلم و بربریت کا شکار رہتے تھے اسی لئے مدینہ، بغداد اور سامرا میں زندگی کے دوران تقیہ پیشہ کرتے تھے اور اپنا عقیدہ پوشیدہ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود متوکل اور معتز عباسی کی ظلم و بربریت کا شکار رہتے تھے (برآستان کرامت ص۷)

فضائل اور شان و منزلت

علامہ حلیؒ نے ان کی حالات زندگی لکھتے ہوئے انہیں ایک متقی اور پرہیزگار عالم کے عنوان سے یاد کیا ہے (خلاصۃ الاقوال ص۲۲۶) محدث نوری عبدالعظیم حسنی کے فضائل کے بارے میں صاحب بن عباد کے رسالے سے نقل کرتے ہیں:

آپ ایک باتقویٰ، پرہزگار، امانت دار، گفتار میں صادق، دین شناس اور توحید اور عدل جیسے اصول کے قائل تھے (خاتمہ مستدرک ج۴ ص۴۰۴) آپ کا تقویٰ اور پرہیزگاری آئمہ اطہار علیہم السلام کے نزدیک آپ کے بلند درجات اور شان و منزلت کی نشانی ہے (برآستان کرامت ص۹)

معصومین علیہم السلام کی نگاہ میں

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے حضرت عبدالعظیم کے سامرا کی سفر کے دوران انکی تصدیق کی۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام انہیں ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں:

اے ابا القاسم! تم ہمارے برحق ولی ہو تم اسی دین کے پیروکار ہو جو خدا کے نزدیک پسندیدہ اور جسے تم نے ہم سے لیا ہے۔ خدا تمہیں دنیا اور آخرت میں اپنی گفتار میں ثابت قدم رکھے (امالی ص۴۱۹۔۴۲۰۔ روضۃ الواعظین ص۳۱۔۳۲)

حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور عبدالعظیم کے درمیان یہ گفتگو "حدیث عرض دین" سے مشہور ہے۔

مقام علمی

ابوتراب رویانی کہتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ ابو حماد رازی کہتے تھے کہ میں سامرا میں حضرت امام ہادی علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں وارد ہوا اور بعض حلال و حرام کے مسائل کے بارے میں سوال کیا۔ جب واپسی کا ارادہ کیا تو امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: چنانچہ اگر دینی امور میں حلال و حرام کی (تشخیص) کے بارے میں تمہارے اوپر کوئی مسئلہ دشوار ہوا تو عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے سوال کرو اور انہیں میرا اسلام پہنچا دو (مستدرک الوسائل ج۱۷ ص۳۲۱)

آپ سے مروی احادیث

کتب حدیثی اور متون روائی میں عبدالعظیم حسنی سے منقول احادیث کی تعداد ایک سو سے بھی زیادہ ہے۔ صاحب بن عباد کہتے ہیں: آپ کثرت سے احادیث نقل

کرتے تھے اور حضرت امام جواد علیہ السلام اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے آپ نے حدیث نقل کی ہے (مسند الامام الجواد ص۳۰۲)

آپ سے کچھ کتابیں بھی اس وقت ہمارے اختیار میں ہیں جیسے کتاب "خطب امیر المومنینؑ" اور کتاب "یوم ولیلہ" جو ظاہراً اعمال پر مشتمل ہے جو آئمہ اطہار علیہم السلام کی احادیث میں مختلف اذکار کے ساتھ ذکر ہوئے ہیں۔ اور ہر مکلف دن اور رات میں مستحب یا واجب عمل انجام دے سکتا ہے (رجال نجاشی ص۲۴۷۔ الذریعہ ج۷ ص۱۹۰۔ جنۃ النعیم ج۵ ص۱۸۶) آپ کی ایک اور کتاب "روایات عبدالعظیم حسنی" کے نام سے معروف ہے (خاتمہ مستدرک ج۴ ص۴۰۴)

بعض شیعہ بزرگان نے عبدالعظیم حسنی سے احادیث نقل کی ہیں منجملہ شیخ صدوقؒ نے آپ سے منقول حدیثوں کے مجموعے کو "جامع اخبار عبدالعظیم" کے نام سے جمع کیا ہے (الہدایہ ص۱۷۴ (مقدمہ) آپ نے بغیر واسطہ اماموں سے جو احادیث نقل کی ہیں ان میں دو احادیث حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ۲۶ احادیث حضرت امام جواد علیہ السلام سے اور ۹، احادیث حضرت امام ہادی علی نقی علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور ان احادیث کی تعداد جو انہوں نے باواسطہ نقل کی ہیں ان حدیثوں کی تعداد ۷۵ ہیں۔

ازدواج اور اولاد

آپ کی زوجہ محترمہ آپ کی چچازاد تھی آپ کو ان کے بطن سے دو بچے بنام محمد اور ام سلمہ عطا ہوئے (جنۃ النعیم ج۳ ص۳۹۰۔ عمدۃ الطالب ص۹۴) شیخ عباس قمی آپ کے ایک بیٹے کی خصوصیات لکھتے ہوئی فرماتے ہیں: محمد ایک بزرگ شخصیت کے حامل تھے اور زہد و عبادت کے مقام پر بہت شہرت رکھتے تھے۔

(منتہی الامال ج۱ ص۵۸۵)

رحلت

کہا جاتا ہے کہ عبدالعظیم حسنی کی رحلت ۱۵ شوال سنہ ۲۵۲ ہجری کو حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے زمانے میں واقع ہوئی (الذریعہ ج۷، ص۲۹۰) آپ کی رحلت کی کیفیت کے بارے میں جو چیز تاریخ میں ثبت ہوئی ہے وہ دو قول طبیعی موت یا شہادت ہے۔ نجاشی نقل کرتے ہیں: عبدالعظیم بیمار ہوئے اور اسی بیماری میں دنیا سے چل بسے (رجال نجاشی ص۲۴۸) شیخ طوسی فرماتے ہیں: عبدالعظیم شہرری میں وفات پائی اور ان کی قبر اسی شہر میں واقع ہے (الفہرست ص۱۹۳)

اس کے مقابلے میں ایک اور روایت یہ بھی ہے جس میں آپ کو زندہ بہ گور کر کے شہید کئے جانے کی خبر دیتے ہیں۔ طریحی لکھتے ہیں: حضرت ابو طالبؑ کی اولاد میں سے جو شخص شہرری میں مدفون ہے وہ عبدالعظیم حسنی ہے (المنتخب ص۸) واعظ کجوری اس بارے میں کہتے ہیں: رجال و انساب کی کتابوں میں حضرت عبدالعظیم کے حالات زندگی کے بارے میں تحقیق کی گئی تو ان کی شہادت کی خبر کو موثق نہیں پایا (جنۃ النعیم ج۵ ص۳۶۰)

مدفن اور زیارت کا ثواب

محدث نوری کے مطابق کسی شیعہ مومن کو خواب میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اس وقت پیغمبر اکرم نے ان سے فرمایا: کل عبدالجبار بن عبدالوہاب رازی کے گھر سیب کے باغ میں میری نسل سے ایک شخص دفن ہوگا۔ اس شخص نے اس باغ کو خریدا اور اسے عبدالعظیم اور دیگر شیعوں کی اموات کے نام وقف کر دیا (خاتمہ مستدرک ج۴ ص۴۰۵) اسی وجہ سے حرم عبدالعظیم حسنی "مسجد شجرہ" یا "مزار نزدیک درخت" کے نام سے معروف تھا (عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب ص۹۴ بر آستان کرامت ص۱۲)

شیخ صدوقؒ نے انکی قبر کی زیارت کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے مطابق شہرری کا ایک شخص حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں وارد ہوا اور کہا: حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر آیا ہوں تو حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: قبر عبدالعظیم جو تمہارے نزدیک ہے کی زیارت کا ثواب قبر حسین بن علی علیہ السلام کی زیارت کے ثواب کے برابر ہے (ثواب الاعمال ص۹۹)

حضرت عبدالعظیم حسنی کے بارے میں لکھی گئی کتابیں

حضرت عبدالعظیم حسنی کی شخصیت کی پہچان کیلئے خرداد ماہ سنہ ۱۳۹۲ ش کو آپ کے حرم میں شیخ صدوقؒ ہال میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی خاطر ایک عظیم شان سیمینار منعقد ہوا جس کے نتیجے میں منتشر ہونے والے آثار کی تعداد ۲۹ تک پہنچی ہیں۔ جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے:

☆ رسالۃ فی فضل سیدنا عبدالعظیم الحسنی المدفون بالری، مولف صاحب بن عباد

☆اخبار عبد العظیم بن عبداللہ بن علی بن الحسن بن زید بن الحسنؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ، مولف شیخ صدوقؒ، اور یہ کتاب الذریعہ میں "حیاۃ عبد العظیم الحسنی" کے نام سے مذکور ہے☆ جنات النعیم فی احوال سیدنا الشریف عبد العظیم، عربی، مولف ملا اسماعیل کزازی اراکی متوفی سنہ۱۳۳۶ھ☆ روح و ریحان، یا جنۃ النعیم والعیش السلیم فی احوال السید الکریم والمحدث العلیم عبد العظیم الحسنی، فارسی، مولف : الحاج الشیخ باقر کجوری مازندرانی متوفی سنہ۱۲۵۵ھ ☆التذکرۃ العظیمیۃ، عربی، مولف الحاج الشیخ محمد ابراہیم کلباسی متوفی سنہ۱۳۶۲ھ

☆الخصائص العظیمیۃ فی احوال السید ابی القاسم عبد العظیم بن عبداللہ الحسنی، مولف شیخ جواد شاہ عبد العظیمی متوفی سنہ۱۳۵۵ھ☆ عبد العظیم الحسنی حیاتہ و مسندہ ☆ مسند حضرت عبد العظیم حسنی، فارسی، مولف عزیز اللہ عطاردی قوچانی، متوفی ۳ مرداد۱۳۹۱ھ☆ آشنائی با حضرت عبد العظیم حسنی و مصادر شرح حال او، مولف رضا استادی ☆ بررسی کلی روایات حضرت عبد العظیم حسنی، مولف محمد کاظم رحمان ستایش☆ شناخت نامہ حضرت عبد العظیم حسنی و شہرری، مولف سید محمد حسین حکیم و علی اکبر زمانی نژاد☆ مجموع مقالات کنگرہ حضرت عبد العظیم حسنی

☆حکمت نامہ حضرت عبد العظیم الحسنی، فارسی، مولف محمد محمدی ری شہری

☆عبد العظیم الحسنی العالم الفقیہ والمحدث المؤتمن، سیرتہ و مسندہ، عربی، مولف احمد بن حسین العبیدان

حدیث عرض دین اور حضرت عبد العظیم حسنی

شیخ صدوق نے شہزادہ عبد العظیم سے روایت کی ہے: کہ میں اپنے آقا حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جب آنحضرتؑ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: مرحبا اے ابو القاسم! تو حقیقتاً ہمارے امور کا ولی ہے۔ اس پر میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد کو آپؑ کی خدمت میں عرض کروں اگر میرے یہ عقیدے آپ کی مرضی کے مطابق اور آپؑ کے نزدیک پسندیدہ ہوں تو ان پر میں ثابت قدم رہوں۔ اور انہیں دینی عقائد کے ساتھ ہی اللہ سے ملاقات کروں۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو القاسم! اپنے دین اور اپنے عقائد کو بیان کرو۔

میں نے عرض کیا میرا عقیدہ ہے کہ خداوند تبارک وتعالی واحد اور یکتا ہے۔ اس کیلئے کوئی مثل نہیں ہے۔ تشبیہ کی حد سے خارج ہے۔ نہ وہ جسم ہے نہ صورت ہے نہ وہ عرض ہے نہ جوہر بلکہ صورتوں اور جسموں کا ظاہر کرنے والا ہے۔ اور جوہروں اور عرضوں کے خلق کرنے والا ہے۔ ہر چیز کا مالک ہے اور اس کا پالنے والا ہے۔ اس نے ہر چیز کو بنایا ہے اور احداث کیا۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی اللہ کے بندے اور رسولؐ اور خاتم الانبیاءؐ ہیں۔ ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ اور قیامت تک نہیں ہوگا۔ اور آپؐ کی شریعت آخری شریعت ہے اور اس شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں۔

میرا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام امام خلیفہ اور ولی امر ہیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور انکے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا ان کے بعد حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام انکے بعد حضرت امام محمد باقر بن علی علیہ السلام انکے بعد حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہ السلام انکے بعد حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہ السلام انکے بعد حضرت امام علی رضا بن موسی کاظم علیہ السلام انکے بعد حضرت امام محمد تقی الجواد بن علی رضا علیہ السلام ان سب آئمہ طاہرینؑ کے بعد آپؑ ہی میرے آقا و مولا ہیں۔

اس پر حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے شہزادہ عبد العظیم سے فرمایا: میرے بعد میرا بیٹا حسن عسکری علیہ السلام امام ہوگا۔ انکے بعد انکے بیٹے کے زمانے میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی۔

میں نے عرض کیا: اے میرے مولا اور میرے آقا! آپؑ ہی فرمائیں کہ اس زمانے کی کیا حالت ہوگی، فرمایا: میرا وہ بیٹا دیکھا نہیں جائے گا۔ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جائے گا۔ اس کی غیبت کے زمانے میں اس کا نام زبانوں پر لانا درست نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ ظہور فرمائے اور دنیا کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے جیسے وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اس پر شہزادہ عبد العظیم نے عرض کیا: کیا میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور انکے بیٹے کی امامت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور ان بزرگوں کا دوست خدا کا دوست ہے اور انکا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ (باقی ص نمبر 59 کالم نمبر 2 پر) ☆

ایسے بے خطاؤں، بے قصوروں کو قتل کرنے والے لوگ وہ تھے، جو کلمہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کو اپنی پہچان کہتے تھے،

کربلا کی انفرادیت و تقاضے

تہ تیغ اس ذات کو کیا گیا ہو، جو رسولؐ برحق کا نواسہ ہو اور اسے قتل کرنے والے وہ لوگ ہوں جو ہر روز پنج وقتہ نماز میں اسکے نانا کے رسولؐ برحق ہونے کی گواہی دیتے ہوں

پروفیسر سید فرمان حسین (انڈیا)

آنحضرتؐ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت سے اسلامی کیلنڈر کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس واقعہ کے ۶۰ برس مکمل ہو جانے پر ۶۱ھ کے پہلے مہینہ محرم کی ۱۰ تاریخ کو سر زمین عراق کے اس حصہ پر، جسے نینوا، غاضریہ، شط فرات اور کربلا بھی کہا جاتا ہے (جو رسولؐ کی ذرّیت کے لیے منزل کرب و بلا ثابت ہوا) ایک عجیب خوں چکاں اور دل دوز معرکہ ہوا جس کی مثال تاریخ عالم میں کبھی بھی اور کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ لیکن کیوں؟

۱۔ کیا یہ واقعہ اس لیے عجیب ہے کہ اس میں عام شہرت کی بناء پر بہتّر (۷۲) افراد اور تاریخی حوالوں کی بنیاد پر تقریباً ایک سو پچاس انسان مار ڈالے گئے؟ لیکن جب انسان اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالتا ہے، اور ماضی کے اوراق پلٹتا ہے تو انکشاف ہو جاتا ہے کہ انسان پہلے بھی ظلم کرتا تھا اور آج بھی کرتا ہے۔ خون کی جو پیاس قابیل کے سینہ میں بھڑکی تھی، وہ آج بھی ان گنت سینوں میں دہک رہی ہے اور ہزاروں برس کی خون آشامی کے بعد بھی ٹھنڈی نہیں ہو سکی ہے۔ انسان کا خون کبھی بغض و عناد کی بناء پر بہایا گیا، کبھی تسخیر عالم کی بھوک کی شدت سے بے تاب ہو کر جابر شہنشاہوں اور سفاک جاہ پرستوں نے بہایا اور نہایت ہی دیدہ دلیری کے ساتھ بہایا ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ غاصب افواج اور غالب اقوام نے تسلط پاتے ہی بے گناہوں کے خون سے انسانی بستیوں کو تاراج کر کے معصوم گردنوں کو تہہ تیغ کر کے فتحیابی کے جشن منائے ہیں۔

ماضی قریب میں ہی امریکہ نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم برسا کر لاکھوں بے قصور بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنے آپ کو شاباشی دیتے ہوئے اور اپنی پیٹھ تھپ تھپاتے ہوئے خود کو اپنے آپ انسانی حقوق کا ٹھیکے دار مان لیا۔ ایسی دل دوز مثالیں امریکہ کی دریافت سے پہلے بھی رونما ہوئیں اور امریکہ کی دریافت کے بعد بھی۔ فرق یہ ہے کہ امریکہ کی دریافت کے بعد ان میں بے تحاشہ اضافہ ہو گیا ہے۔ شاید اسی تلخ حقیقت کے پیش نظر کسی امریکی اسکالر نے کہا تھا کہ کولمبس کا عظیم کارنامہ امریکہ کی دریافت ہے اور اس سے بھی کہیں عظیم تر کارنامہ یہ ہوتا کہ وہ اسے دریافت نہ کرتا۔

۲۔ کیا کربلا کا خونیں معرکہ اس لیے فقید المثال ہے کہ اس میں ایک چھوٹے سے قافلہ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا اور ایسے حالات پیدا کر دیے گئے کہ کھانا تو درکنار پانی تک بند کر دیا گیا تھا۔ بچے بھوک اور پیاس سے تڑپ رہے تھے۔ خواتین سسک رہی تھیں۔ ضعیف اور بزرگ جان نثار کمر سے پٹکے باندھ کر میدان کارزار میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ لیکن خوں ریزیوں کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ انسانیت کے ٹھیکیدار، حقوق بشر کے نام نہاد علم بردار اور بزبان خود خلق کے خدمت گار موقع ملنے پر ایسے کارنامے انجام دیتے ہی رہتے ہیں۔ ماضی اور حال کے ایام کی امانت دار تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں۔

۳۔ کیا سانحہ کربلا اس لیے عدیم النظیر ہے کہ اس میں یتیم بچوں اور بے کس خواتین کو اسیر بنا لیا گیا اور رسن بستہ کشاں کشاں دیار بہ دیار ان کی تشہیر کی گئی ہے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔

مگر بچوں کو غلام اور عورتوں کو قیدی بنا لینا تاریخ عالم کا کوئی نیا اور منفرد واقعہ نہیں ہے۔ ایسے الم ناک حادثات سے تاریخ بنی آدم بے خبر اور ناواقف نہیں ہے۔ پھر معرکہ کربلا بے مثال کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

(۱) قتل و خون کے بے شمار واقعات میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ جہاں کسی ایسی جماعت کو بے دردی سے قتل کیا گیا ہو جس کا قائد اور امیر ایک معصوم شخص ہو، جو گناہوں اور خطاؤں سے دور اور بہت دور ہو۔ اسکے کردار کی عظمت اور نفس کی طہارت پر خالق کائنات کے کلام میں نہایت وضاحت کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کی گئی ہو(۱)

(۲) قتل ایسے افراد کو کیا گیا ہو، جو خود پرستی کے مقابلہ میں خدا پرستی کا پرچم بلند کیے ہوئے ہوں اور دین الٰہی کو بچانے کے لیے ہر طرح کی مصیبت برداشت کرنے کو تیار ہوں اور ان کا رہبر وہ ہو، جس کا نظریہ یہ ہو "معبودا اس نے کیا پایا جس نے تجھے کھو دیا اور اس نے کیا کھویا جس نے تجھے پالیا" (۲)

(۳) تہ تیغ اس ذات کو کیا گیا ہو، جو رسولؐ برحق کا نواسہ ہو اور اسے قتل کرنے والے وہ لوگ ہوں جو ہر روز پنج وقتہ نماز میں اسکے نانا کے رسولؐ برحق ہونے کی گواہی دیتے ہوں اور اس رسولؐ کے امتی ہونے کا گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلان کرتے ہوں اس کی سنت پر مرمٹنے کو تیار ہوں اور اس کی سیرت بیان کرنے پر فخر کرتے ہوں۔ اس رسولؐ کے آثار کو نہایت احترام کے ساتھ محفوظ رکھتے ہوں۔

(۴) خون ایسے شخص کا بہایا گیا ہو جس کے پاس کوئی سامان جنگ بھی نہ تھا، نہ کوئی فوج تھی اور نہ ہی وہ جنگ و جدال کے لیے آمادہ تھا۔ جو لوگ اس کے ساتھ کسی توقع کے ساتھ آگئے تھے وہ انہیں بھی قدم قدم پر واپس چلے جانے اور ساتھ چھوڑنے کی اجازت دے رہا ہو(۳)

(۵) پیاسا ایسے افراد کو رکھا گیا جن کے پاس نہ کوئی فوج تھی اور نہ عسکری ساز و سامان تھا؛ ان میں کچھ بچے تھے، کچھ نوجوان اور کچھ سن رسیدہ افراد اور ان میں سے کوئی صحابی رسولؐ تھا، کوئی تابعی۔ کوئی قرآن کا قاری تو کوئی اس کا حافظ۔ ان میں سے ہر طبقہ کا شخص انتہائی معزز اور محترم سمجھا جاتا تھا جبکہ اسلام میں کسی جانور تک کو پیاسا رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

(۶) ایسے بے خطاؤں، بے قصوروں کو قتل کرنے والے لوگ وہ تھے، جو کلمہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کو اپنی پہچان کہتے تھے، لیکن ایک بے دین، فاسق، دین کا مذاق اڑانے والے بد زبان شخص کی اطاعت کرتے ہوئے اس شخص کے گلے پر خنجر چلا رہے تھے، جو حق کا پرچم بلند کر رہا تھا اور انہیں انکے دین کے احکام بتا رہا تھا اور سمجھا رہا تھا(۴)

(۷) جس دین میں ایک بے خطا شخص کا قتل پوری عالم انسانیت کا قتل سمجھا جائے (۵) اور جس میں بزرگوں کا احترام دین کا حصہ اور خواتین کی حرمت کا لحاظ جزو شریعت (۶) ہو۔ یتیموں، مسکینوں اور قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی مدد پر بھرپور انداز میں زور دیا گیا ہو(۷) اسی دین کے نام لیوا اور اسی دین کے پیغامبر کی بے خطا ذریت کو خاک و خون کے دریا میں ڈبو دیں، بزرگوں کو تہ تیغ کر دیں، بچوں کو تھپڑ ماریں اور جس گھر سے پردہ کا چلن رائج ہوا ہو اسی گھر کی مخدرات کے سروں سے چادریں تک چھین لیں اور انہیں رسن بستہ جگہ جگہ، قریہ قریہ، شہر بہ شہر، دیار بہ دیار پھرایا جائے، بازاروں میں انکی تشہیر ہو اور درباروں میں ان کی توہین ہو۔

(۸) جو دین، دین فطرت ہو اور دنیا سے چلے جانے والوں کا رنج کرنا اور ان کا غم منانا سنت رسولؐ ہو اور خود نبیؐ نے اپنے دو عزیزوں کے دنیا سے رخصت ہو جانے پر اس برس کو غم کا سال (عام الحزن) قرار دے دیا ہو اور اپنے چچا کی شہادت پر رونے کی فرمائش کی ہو(۸) اس رسولؐ کی سنت پر چلنے کا دعویٰ کرنے والے اس رسولؐ کے خاندان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے منہ پر تھپڑ ماریں، تاکہ وہ اپنے باپ، بھائی یا کسی رشتہ دار کو یاد کر کے رونے نہ پائیں۔

(۹) اللہ کے پاک دین کی اساس پر قائم ہونے والی اسلامی حکومت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے تخت پر وہ شخص مسند نشین ہو جو انتہائی سفاک، خوں خوار اور بد اطوار ہو اور اس کو اس رسول کا جانشین سمجھا جائے، جسے اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔

(۱۰) قتل ہونے والا وہ ہو جس کا نانا رسولؐ ہو، دادا محسن اسلام ہو اور نانی نے اپنی پوری دولت دین پر لٹا دی ہو، دادی کو خاتم المرسلین نے امی بعد امی کہا تھا بحوالہ تاریخ خمیس جلد ۱ ص۔ ۵۲۶ پر ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ بنت اسدؑ کی وفات ہوئی تو آنحضرتؐ ان کی قبر میں اترے، اسے کناروں سے کھود کر کشادہ کیا، پھر

کچھ دیر کے لیے لحد میں لیٹ گئے اور دائیں بائیں کروٹ لے کر باہر آئے اور روتے ہوئے فرمایا: جزاک اللہ من ام خیراً۔ اے مادر گرامی خدا آپ کو جزائے خیر دے، آپ بہترین ماں تھیں۔ جس کا باپ تحریک اسلام کے ہر موڑ پر دین کا محافظ اور کا مددگار تھا۔ ماں سیدۃ نساء العالمین تھیں۔ بھائی امام تھا اور وہ خود بھی امام تھا اور جس کے حکم پر قتل کیا جارہا تھا اس کا دادا ابوسفیان وہ تھا جو رسولؐ اور دین خدا کا بدترین دشمن تھا۔ ہر مرحلہ پر نبیؐ کی شمع حیات کو گل کرنے کی تحریک میں پیش پیش تھا۔ دادی ھندہ تھی، جس نے رسولؐ کے شہید چچا حمزہؑ (۹) کا کلیجہ چبایا تھا اور جس نے ھندہ جگر خوارہ کے لقب سے تاریخ میں اپنا نام درج کرایا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جزری اور اس کے علاوہ بھی اپنی ذاتی خصوصیات اور مشکوک چال چلن کی وجہ سے کافی شہرت رکھتی تھی۔ اس کا باپ وہ تھا، جس کے مکروفریب پورے سماج میں اس کی شناخت بن گئے تھے (۱۰) تصامح کافیہ ابن عقیل۔ قتل و غارت گری، عہد شکنی اس کا مزاج تھا۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا خاتمہ کر کے اسلام میں ملوکیت کا چلن رائج کرنا اس کی خصوصیت تھی؛ اس کی ماں ایک دیہاتی عیسائی عورت تھی، جو اپنے دیگر کارناموں کے لیے بھی جانی جاتی تھی۔ خود یزید کا کردار اس شعر سے واضح ہو جاتا ہے جو اس نے اس وقت پڑھا جب اہل بیتؑ کا قاصد اس کے دربار میں کھڑا تھا:

کربلا کی سرزمین پر یہ خوں چکاں اور ہوش ربا سانحہ ہوا اور تاریخ عالم نے بصد اشک وآہ اسے اپنے دامن میں محفوظ کرلیا؛ لیکن ایسا واقعہ کیسے ہو گیا؟ حالات نے ایسا پلٹا کیسے لے لیا؟ پاک بازوں کو تہِ تیغ اور بدکاروں کو تخت نشین کیسے بنا دیا گیا، اس کے لیے ہمیں تھوڑا سا پیچھے جانا ہوگا، تاکہ اس عجیب سانحہ کا پس منظر دریافت ہو سکے۔ تبھی ایسا ہو جانے کے اسباب کا ہمیں پتہ چلے گا؛ اس سلسلہ میں تاریخ ہمیں جو کچھ بتاتی ہے وہ کچھ اس طرح ہے:

۱۔ اسلام میں کچھ لوگ ایسے شامل ہو گئے تھے جن کی زبان پر کلمہ اور دل میں نفاق تھا۔ ایسے لوگ موقعہ بہ موقعہ رسولؐ کی باتوں کی مخالفت بھی کرتے رہتے تھے؛ ان کی رسالت میں شک کا اظہار بھی کر دیا کرتے تھے (۱۱) اور فتح مکہ کے بعد تو ایسے منافقوں کی باڑھ ہی سی آ گئی تھی۔

۲۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر غدیر خم کے میدان میں رسولؐ نے علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا، مگر اس اعلان کو جھوٹی حدیثوں کے انبار میں دبا دیا گیا (۱۲)

۳۔ اپنی زندگی کے آخری دور میں آنحضرتؐ نے امت کو گمراہی اور بے راہ روی سے بچانے کے لیے ایک تحریر کے لیے کاغذ اور قلم طلب کیا، مگر منافقین نے رسولؐ کے ارادہ کو بھانپ لیا اور اس مطالبہ کو شور و غوغا بلند کر کے مسترد کر دیا (۱۳) اور پھر رہی سہی کسر کو بعد وفات رسولؐ سقیفہ بنی ساعدہ کی سازش نے پورا کر دیا۔ آل رسولؐ کے حق کو ماننے سے انکار کر دیا گیا اور ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا گیا، جو رسولؐ اور خانوادہ رسولؐ کے جانی دشمن تھے۔ کسی شاعر نے اسے یوں بیان کیا ہے:

اے کشتہ صمصام جفا روز سقیفہ
مقتول ید صاحب شوری میرا مجرا

پہلے تو ابوسفیان کے بیٹے یزید کو شام کا زرخیز علاقہ سپرد کر دیا گیا اور اس کے مر جانے کے فوراً ہی بعد ابوسفیان کے دوسرے بیٹے معاویہ کے ہاتھ میں شام کے علاقہ کی عنان اقتدار حوالہ کر دی گئی اور اسے ہر طرح کی چھوٹ دے دی گئی (۱۴) جبکہ ہر علاقہ کے گورنر کو جلد تبدیل کر دیا جاتا تھا۔ مگر معاویہ کو اس پالیسی سے الگ رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی پوزیشن مضبوط سے مضبوط تر کرتا گیا اور مرکزی حکومت نہ یہ کہ صرف اس کی حرکتوں سے چشم پوشی کرتی رہی بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے عرب کا کسریٰ کہہ کر شاباشی دیتی رہی۔

حکومت اسلام کے بانی رسولؐ کے خانوادہ کو کسی معمولی عہدہ کے بھی لائق نہ سمجھا گیا۔ اگر کسی نے اس ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی، تو کہہ دیا گیا کہ لوگوں کو یہ پسند نہیں کہ رسالت وخلافت ایک خاندان میں جمع ہوں۔ جو لوگ اس خانوادہ سے ذہنی قربت اور عقیدت رکھتے تھے انہیں بہانہ بنا کر تہِ تیغ کر دیا گیا اور ایسی ہی ایک ہستی مالک بن نویرہ کو قتل کر کے ان کے سر کو چولھے کا ایک ستون بنا کر کھانا پکایا گیا (۱۵) اور ان کی بیوی کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ایسے بدکار شخص کو سیف اللہ کا لقب دربار خلافت سے عطا کر دیا گیا (۱۶) یہ ظالم حکومت بنام خلافت زینہ بہ زینہ چڑھ کر اس مقام تک پہنچ گئی کہ جب مسند اقتدار حضرت علیؑ تک پہنچی، تو معاویہ اس قدر مضبوط ہو چکا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ کے خلاف بغاوت کروائی اور انہیں جنگ وجدل میں ایسا الجھایا کہ اس ظالمانہ روش کا خاتمہ ناممکن

ہو گیا جو پچیس برسوں میں اپنی جڑیں بہت گہری کر چکی تھی۔ معاویہ نے تمام حدوں کو پھلانگتے ہوئے اپنے لختِ جگر کی تخت نشینی کی راہ ہموار کر دی، اس دور میں بھی بنی ہاشم سے لوگوں کے ملنے پر ہر طرح کی پابندیاں لگادی گئیں اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔

نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بلاذری تحریر کرتا ہے کہ والی مدینہ ولید بن عتبہ نے لوگوں کو امام حسینؑ سے ملنے پر پابندی لگادی تھی جس پر امامؑ نے ولید سے کہا:

"یا ظالماً لنفسہ عاصیاً لربہ علام تحول بینی وبین قوم عرفوا من حق ما جھلہ انت وعمک"

"او ظالم! اور اپنے رب کے نافرمان! تو نے مجھ سے لوگوں کی ملاقات پر کیوں پابندی لگادی، جبکہ وہ لوگ میری اس منزلت سے واقف ہیں جسے تو نے اور تیرے چچازاد نے بھلا دیا ہے" (۱۷)

معاویہ کے مرجانے پر یزید (ملعون) تخت نشیں ہو گیا جسکا انتظام بہت پہلے سے کیا جا رہا تھا۔ اسنے مدینہ کے والی کو خط لکھا کہ حسینؑ سے میری بیعت لو یا انکا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دو۔ یزید (ملعون) کون تھا؟ یہ بیان کیا جا چکا ہے اور وہ کیسا تھا؟ اس کیلئے عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ نے جو کچھ بتایا ہے، وہ یہ ہے:

"واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء انہ رجل ینکح الامہات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوت" (تاریخ الخلفاء حالات یزید سیوطی)

"بخدا، ہم یزید کے خلاف تب نکلے جب ہمیں ڈر ہو گیا کہ ہم پر آسمان سے پتھر پھینکے جائیں گے، وہ تو ایسا شخص ہے، جو ماؤں سے نکاح کرتا ہے اور بیٹیوں اور بہوؤں کو بھی نہیں چھوڑتا؛ شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے (۱۸)

جب یزید کو امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کے قتل کی خبر ملی تو اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ اس وقت اس نے خوشی کے عالم میں چند اشعار کہے۔ پھر جب امامؑ کا سر اس کے سامنے آیا تو اس نے پھر وہی اشعار پڑھے جو یہ تھے:

یا غراب البین ماشئت فقل
انما تندب امراء فقد حصل

آخری شعر یہ تھا:

لعبت بنو ھاشم بالملک فلا
ملک جاء ولا وحی نزل

اے جنگی خود جو تمہارا جی چاہے بولو مجھے جس مقصد کی طلب تھی وہ حاصل ہو گیا، جو میرے بزرگ بدر میں قتل ہوئے وہ دیکھتے کہ خزرج نے گرنے، لوٹنے اور گرنے کی جگہ جو زخم تھا تو مبارکباد دیتے۔ بنی ہاشم نے ملک گیری کیلئے ڈھونگ کیا تھا ورنہ ان پر نہ کوئی وحی آئی تھی نہ فرشتہ نازل ہوا تھا (مولانا شاہ محمد قائم رضوی چشتی نظامی خانقاہ، دانا پور پٹنہ، مقالہ کفر یزید علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ ...

ابن ابو عزات کا بیان ہے کہ میں ایک روز خلیفہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے یہ سنا تو اس شخص کو بیس دُرّے لگوائے (تاریخ الخلفاء حالات یزید)

اس طرح کی عبارت تاریخ ابن اثیر اور سبط ابن جوزی کی تذکرہ خواص الامۃ میں بھی درج ہے۔ ان حالات میں امامؑ کے سامنے دو ہی راستے تھے یا تو وہ ذلت قبول کرتے ہوئے اسلام کو شام کے بدکار محلوں میں غرق ہوتے ہوئے نہ صرف دیکھتے بلکہ بیعت کر کے اس پر اپنی مہر ثبت کر دیتے اور یا پھر شہادت کا راستہ اختیار کر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حق و باطل، سچ اور جھوٹ، ایمان و نفاق، انسانیت اور حیوانیت کے درمیان ایسی خلیج قائم کر دیتے کہ جاہلیت اور انسانیت کے چہرے بہت نمایاں انداز میں واضح ہو جائیں۔ آپ کا قول تھا:

"الموت اولی من رکوب العار" "ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر۔ امامؑ نے بارگاہ پروردگار میں یوں عرض کی (۱۹):

"الٰہی انک تعلم انھم یقتلون رجلا لیس علی وجہ الارض احق منہ غیرہ"

"پالنے والے تو جانتا ہے کہ یہ لوگ ایسے شخص کو قتل کر رہے ہیں جس سے زیادہ زمین پر کوئی بھی نبیؐ سے زیادہ قریب نہیں ہے"۔

امامؑ کی آخری مناجات یہ تھی:

"صبراً علی قضائک یا رب لا الہ سواک یا غیاث المستغیثین مالی رب سواک ولا معبوداً غیرک صبراً علیٰ حکمک یا غیاث من لا غیاث لہ یا دائماً لا نفادلہ یا یحی الموتی. یا قائما علی کل نفس بما کسبت احکم بینی وبینھم وانت خیر الحاکمین"

(مقتل الحسین صفحات ۲۸۲-۲۸۳)

"میرے پروردگار! تیرے حکم پر صابر ہوں، کوئی معبود نہیں تیرے سوا۔ اے

فریادیوں کے مددگار! میرا کوئی رب تیرے سوا نہیں ہے، کوئی معبود تیرے علاوہ نہیں ہے، تیرے حکم پر صابر ہوں، اے اس کے مددگار جس کا کوئی مددگار نہ ہو! اے ہر نفس کو اس کا حق دینے والے، جو اس نے کمایا ہے؛ میرے اور ان لوگوں کے درمیان انصاف کر، تو ہی بہترین انصاف کرنے والا ہے"(۱۰)

کربلا کے واقعہ پر سرسری نظر ڈالنے پر آسانی کے ساتھ یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ایک طرف وہ لشکر ہے:

۱۔ جس نے اپنی کثرت، طاقت، دولت اور حکومت کے نشہ میں تمام اخلاقیات اور عام جنگی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر چند بے کسوں کے خوددار اور خدا شناس قافلہ پر پانی تک بند کر دیا اور دوسری طرف وہ مثالی کردار ہے، جس نے اپنے دشمن لشکر کے ایک ہزار سپاہیوں کو اور ان کی سواری کے جانوروں تک کو پیاسا دیکھنا گوارا نہیں کیا اور اپنے پاس پانی کے محفوظ ذخیرہ سے انہیں سیراب کر دیا۔

۲۔ ایک طرف وہ سفاک اور خون خوار لوگ تھے جو اپنے ہی رسولؐ کے خانوادہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کیلئے فوج کے رسالوں پر رسالے بھیج رہے تھے اور دوسری طرف وہ عظیم شخصیت تھی، جو اپنے ساتھیوں کو قدم قدم پر بتا رہی تھی کہ میرے مدمقابل فوج میرے خون کی پیاسی ہے، تم میرا ساتھ چھوڑ کر جا سکتے ہو؛ ایسا نہ ہو کہ تم کسی غلط فہمی اور موہوم امید کے زیر سایہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

۳۔ ایک طرف وہ فوج تھی جو اپنے رسولؐ کے نواسہ پر حملہ کرنے کیلئے بے تاب تھی اور دوسری طرف وہ ذات تھی جسکا موقف تھا کہ ہم جنگ میں ابتدا نہیں کریں گے

۴۔ ایک طرف وہ مردہ ضمیر اور لالچی لوگ تھے، جو مال، انعام، عہدہ اور اکرام کی خاطر بے خطاؤں کا خون بہانے پر آمادہ تھے، تو دوسری طرف وہ جماعت تھی، جو دین کی حفاظت کی خاطر ہر مصیبت کو جھیلنے اور اپنی جانوں کو نثار کرنے پر تیار تھی۔

۵۔ ایک طرف وہ گروہ تھا، جو حاکم وقت کی خوشنودی کی خاطر اپنا دین، ایمان اور غیرت سب کچھ مٹانے کیلئے تیار تھا، دوسری طرف استقلال و عزم کی حامل وہ جماعت تھی، جو ایک رات کی مہلت اس لئے طلب کر رہی تھی کہ اپنے رب کی عبادت پوری رات کر سکے؛ ایک طرف ظلم کا لشکر خوں خوار تھا تو دوسری طرف باطل کے سامنے سر نہ جھکانے والے! ایک طرف حق کو مٹا دینے کی ضد تھی، تو دوسری طرف حق کو بچانے کا عزم محکم تھا۔ اس طرح ایک ضد کا مجسمہ تھا تو دوسرا استقلال کا پیکر! ایک طرف نخوت، تکبر اور اقتدار کے نشہ میں بلند ہوتے ہوئے قہقہے تھے، تو دوسری طرف بنی زادیوں کی بے کسی، بے بسی اور روتے، بلکتے، تڑپتے بچوں کی چیخیں۔

اس یکتا اور منفرد، المناک اور دل دوز سانحہ کا حق کیا ہے؟:

کیا صرف اتنا کہ بس اسے یاد کر لیا جائے اور ایک مخصوص شکل میں اکٹھا ہو کر کچھ کھا لیا جائے، کچھ کھلا دیا جائے اور ذکر مظلوم کرنے والوں کو داد اور دہش سے خوش کر دیا جائے۔ سماج میں اپنا مقام سمجھے جانے کیلئے کچھ رسمی انداز اپنا لیے جائیں۔ فرش عزا اور گریہ کو برتری کا ذریعہ بنا لیا جائے، ذکر مظلوم کرنے والوں کا موازنہ کرتے ہوئے یہ معیار قائم کر لیا جائے کہ کس کے بیان اور فنکاری میں زیادہ مزہ آتا ہے اور کس میں نہیں!! اگر یہ بات ہے، تو یہ کربلا کے شہیدوں کے ساتھ ناانصافی اور حسینی مشن کی بے قدری ہے۔ امام مظلوم کا ہدف تو امت کی اصلاح یعنی برائیوں کا خاتمہ تھا! اخلاقی اقدار کا احیاء! اسلامی تعلیمات کا فروغ اور بگڑے ہوئے معاشرہ کو صحیح راستہ پر لانا، دم توڑتی ہوئی انسانیت کو بچانا اور اس میں تازہ روح پھونکنا تھا۔ خود پرستی کے جال سے نکال کر خدا پرستی کا میلان پیدا کرنا۔ محبت و اخوت و مساوات کا رجحان پیدا کرنا تھا۔ حق پر اڑنا، صداقت کے لیے لڑنا اور بلند مقاصد کیلئے جان و مال قربان کر دینے کا جذبہ پیدا کرنا تھا۔

مظلوم کا ساتھ دینا، ظالم کے خلاف صف بستہ ہو جانا، واقعہ کربلا کی روح ہے۔ نفس امارہ کو قابو میں رکھنا، حسد، فتنہ اور ظلم کو مٹانے کے حوصلہ کا نام بھی کربلا ہے۔ کربلا کا پیغام ہے کہ انسان صرف جسم ہی کا نہیں بلکہ جسم کے ساتھ روح کا بھی نام ہے۔ جسمانی خواہشات اور مادی میلانات سے اوپر اٹھ کر روحانی فضا کو سازگار بنانا اور پروان چڑھانا ہی کربلا کا ہدف ہے، اور یہی اس کا مطالبہ بھی ہے۔

حوالے اور تشریحات

۱۔ قرآن مجید کے سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ہے:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

"اے اہل بیتؑ! اللہ کا ارادہ ہے کہ تم سے ہر طرح کی برائی کو دور رکھے"۔

۲۔ دعاء عرفہ کا ایک فقرہ ہے جو امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے

اصل الفاظ یہ ہیں: ماذا وجدمن فقدک وماالذی فقدمن وجدک
۳۔ کلمۃ الحق، حامد بن شبیر، سابق چیف جسٹس ہائی کورٹ حیدرآباد ص ۸۶۸
۴۔ یزید اپنے باپ کی منکوحہ عورتوں اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں تک کو اپنی شہوت کا نشانہ بناتا تھا۔ شراب پیتا تھا اور تارک الصلوٰۃ تھا (صواعق محرقہ ص ۱۲۵۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۲)
۵۔ "من قتل نفساً بغیر نفس اوفسادفی الارض فکانماقتل الناس جمیعا" (سورہ مائدہ ۳۲)
۶۔ قرآن میں کہا گیا ہے "یاایھاالناس اناخلقناکم من ذکروانثی وجعلناکم شعوباًوقبائل لتعارفوا"
"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے تمہیں قبیلوں اور گروہوں میں اس لئے قرار دیا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے لائق عزت وہ ہے جس کا کردار پاکیزہ ہے" (سورہ الحجرات ۱۳)
۷۔ قرآن میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک پر بہت زور دیا گیا ہے مثلاً
"فاما الیتیم فلا تقھر" (سورہ والضحیٰ ۹)
"فذلک الذی یدع الیتیم" (الماعون ۲۔ الانسان ۸)
۸۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۶۲   ۹۔ تاریخ ابن کامل اثیر جزری
۱۰۔ نصائح کافیہ ابن عقیل
۱۱۔ تفسیر در منثور جلد ۶ ص ۷۷، تاریخ خمیس جلد دوم ص ۲۲۴
۱۲۔ نصائح کافیہ علامہ ابن عقیل ص ۷
۱۳۔ کتاب الملل والنحل عبدالکریم شہرستانی شافعی
۱۴۔ الفتن الکبریٰ ص ۲۱۷۔ ڈاکٹر طٰحہ حسین بحوالہ حکمۃ الحق ص ۹۸۸
۱۵۔ طبری جلد دوم ص ۵۰۳   ۱۶۔ ابن الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ ص ۶۰
۱۷۔ انساب الاشراف
۱۸۔ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی، نور العین فی مشہد الحسین ص ۳۸
قاضی صبغۃ اللہ صاحب، تاریخ فخری ص ۸۳
۱۹۔ منتہی الآمال شیخ عباس قمی ص ۴۶۹
۲۰۔ مقتل الحسینؑ خوارزمی صفحات ۸۳۔۲۸۲ ☆

☆ حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ

"قَالَ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ: یَا ابْنَ شَبِیبٍ اِنْ کُنْتَ بَاکِیاً لِشَیْءٍ فَابْکِ لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ ذُبِحَ کَمَا یُذْبَحُ الْکَبْشُ" (بحارالانوار ج ۴۴ ص ۲۸۶)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند شبیبؒ! اگر گریہ کرنا چاہتے ہو تو امام حسینؑ پر گریہ کرو کیونکہ انہیں جانور کی طرح ذبح کیا گیا تھا۔
(آج دنیا کے کونے کونے میں مجالس حسینؑ برپا ہو رہی ہیں یہ ایک آفاقی معجزہ ہے جس طرح قرآن کی حفاظت خود خدا نے کی تا کہ اس میں کوئی تحریف نہ کر سکے اسی طرح ذکر اہل بیتؑ بھی قیامت تک ہوتا رہے گا)
اس حدیث میں امام حسینؑ کی عبرت ناک شہادت کی طرف اشارہ ہے۔ آپؑ کو اتنی بے دردی سے شہید کیا گیا جیسا کہ ایک جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔

☆ آئمہ علیہم السلام کی یاد میں مجلس برپا کرنا

"قَالَ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ: مَنْ جَلَسَ مَجْلِساً یُحْیِیْ فِیْهِ اَمْرُنَا لَمْ یَمُتْ قَلْبُهُ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ" (بحارالانوار ج ۴۴ ص ۲۷۸)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر ہمارے ذکر کو زندہ کرے تو ایسا دل قیامت میں نہیں مرے گا جس دن تمام دل مردہ ہوں گے۔

☆ حضرت امام حسین علیہ السلام پر رونے کا ثواب

"قَالَ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ: فَعَلٰی مِثْلِ الْحُسَیْنِ فَلْیَبْکِ الْبَاکُوْنَ فَاِنَّ الْبُکَاءَ عَلَیْهِ یَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ" (بحارالانوار ج ۴۴ ص ۲۸۴)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: گریہ کرنے والوں کو حسینؑ جیسی شخصیت پر گریہ کرنا چاہیے کیونکہ آپؑ پر رونے سے بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہیں۔
(اس حدیث میں بھی امام حسینؑ پر رونے کی فضیلت بتائی گئی ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں: گریہ کرنا ہو تو صرف حسینؑ بن علیؑ پر گریہ کرو کیونکہ اس سے انسان کے گناہان کبیرہ معاف ہوتے ہیں)

(انتخاب...... صدیق جعفری)

مقتل نگاری

خواہر کلثوم اختر (جامعہ السیدہ خدیجۃ الکبریٰ)

مقتل نگاری سے مراد کسی شخص، گروہ یا جماعت کے قتل ہونے کی تفصیلات اور جزئیات ذکر کرنا ہے۔ جس میں متعلقہ عنوان کے بارے میں منقولہ اخبار و روایات مذکور ہوتی ہیں۔ بزرگ تہرانی نے ۶۰ کے قریب اس عنوان سے لکھی گئی کتابوں کی فہرست بیان کی ہے۔ان میں سے اکثر حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہیں۔

لغوی اعتبار سے مقتل قتل کے مادے سے مفعل کے وزن پر اسم مکان ہے جس کا معنی قتل کی جگہ ہے۔ اصطلاحی لحاظ سے اسم مکان سے لیا گیا ہے اور یہ ایک طرح سے تاریخ نگاری کا ایک مخصوص حصہ ہے جو کسی شخص، جماعت یا گروہ کے قتل کی تفصیلات اور جزئیات کو بیان کرتا ہے۔

اس عنوان سے لکھی جانے والی کتب کی اگر تقسیم بندی کرنا چاہیں تو ایک تقسیم زمانے کے لحاظ سے کی جا سکتی ہے۔ایک تقسیم اس لحاظ سے بھی قابل تصور ہے کہ اس عنوان سے لکھی گئی کتابوں کو مفقود یا موجود ہونے کے لحاظ سے تقسیم کریں جیسا کہ تراجم نگاری میں علماء کتابوں کے اسماء ذکر کرتے ہیں ان میں سے کئی ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کا تذکرہ صرف ذکر کی حد تک ہوتا ہے یا تصنیف ہوئیں لیکن زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ کتابیں ناپید ہو گئیں یا نا مساعد حالات کی وجوہ سے ہم تک نہ پہنچیں۔

اسی طرح اس عنوان کو مستقل اور غیر مستقل عنوان سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ مستقل سے مراد ایسی کتاب جو مخصوص اسی عنوان سے لکھی گئی ہو اور غیر مستقل میں وہ کتابیں شامل ہیں جو کسی اور عنوان کے تحت لکھی گئیں لیکن اس میں ایک حصہ مقتل یا واقعہ کربلا کے حوالے سے ذکر ہوا جیسا کہ عام طور پر تاریخ نگاری میں ہوتا ہے یا مقتل کی اخبار و روایات پراگندہ طور پر ذکر ہوتی ہیں جیسے تراجم و رجال کے عنوان سے لکھی گئی کتاب میں اسماء کے ذیل میں مقتل کی روایات مذکور ہوتی ہیں ۔نیز اسے معتبر اور غیر معتبر مقتل کے لحاظ سے بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ان تقسیمات کے باوجود قدیمی اور اصیل مصادر اور ماخذ زیادہ اہمیت کے حامل ہیں چاہے وہ مستقل طور پر اس عنوان سے متعلق ہوں یا کسی دوسرے عناوین سے لکھے گئے ہوں۔

مفقود مستقل مقتل

اس قسم میں وہ کتابیں شامل ہیں جنہیں مقتل حضرت امام حسین علیہ السلام کے عنوان سے تالیف کیا گیا۔اب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ان کا تذکرہ صرف تراجم یا فہرست نویسی کی کتب تک محدود ہے یا کتابیں خود موجود نہیں لیکن ان کی روایات مختلف کتب تاریخ و حدیث وغیرہ میں موجود ہیں۔جیسے مقتل ابی مخنف یا مقتل ہشام بن سائب کلبی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

مقتل الحسینؑ

اصبغ ابن نباتہ مجاشعی حنظلی کوفی کا ہے۔ یہ حضرت امام علی علیہ السلام کے اصحابؓ میں سے تھے۔ان کا سن وفات ایک قول کی بنا پر ۶۴ ہجری قمری اور دوسرے قول کی بنا پر پہلی صدی کے بعد ہوا (الفہرست ص ۳۷۔۳۸ شمارہ ۱۰۹)

قابل توجہ نقطہ یہ ہے کہ اسکی روایات اس صحابی سے بلا واسطہ منقول نہیں بلکہ قاسم بن اصبغ بن نباتہ کے توسط سے سبط ابن جوزی شیخ صدوق، ابوالفرج اصفہانی اور طبری نے نقل کی ہیں۔

مقتل الحسینؑ

ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی غامدی۔ نجاشی نے اسے کوفے کے نامور مورخین میں سے لکھا ہے اور کہا: یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتا ہے (رجال نجاشی ص ۳۲۰ ش ۸۷۵)

محمد بن عمر واقدی (م ۲۰۷) نے الطبقات الکبریٰ، محمد بن جریر طبری (م ۳۱۰) نے تاریخ طبری، ابن قتیبہ (م ۳۲۲) نے الامامۃ والسیاسۃ، ابن عبد ربہ (م ۳۲۸) نے العقد الفرید، علی بن حسین مسعودی (م ۳۴۵) نے اپنی تاریخ، شیخ مفید (م ۴۱۳) نے الارشاد اس کی روایات نقل کی ہیں۔ خوارزمی (م ۵۶۸) کی مقتل الحسین، ابن عساکر (م ۵۷۱) نے تاریخ دمشق، ابن اثیر (۶۳۰) نے الکامل، سبط ابن جوزی (م ۶۵۴) نے تذکرۃ الخواص و ابوالفدا (م ۷۳۲) نے بھی اس سے نقل کیا ہے (رجال نجاشی ص ۳۲۰ ش ۸۷۵)

مقتل الحسینؑ عمار ابن اسحاق دہنی

متوفائے ۱۳۳ ہجری۔ اگرچہ کسی نے اس شخص کی نسبت کسی ایسی کتاب کا نام ذکر نہیں کیا لیکن طبری نے اپنی تاریخ میں ۶۱ ہجری کے ذیل میں اس سے کچھ حصہ نقل کیا ہے (عبرات المصطفین ج ۱ ص ۶)

مقتل ابی عبداللہ

جابر بن یزید جعفی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحابؓ میں سے ہے اور اسکا سن وفات ۱۲۸ ہجری ہے (رجال نجاشی ص ۱۲۸)

المراثی

جعفر بن عفان طائی۔ مرثیہ گو اور مدحت سرا تھا۔ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے مرثیہ کے اشعار پڑھے تھے (مستدرک علم رجال الحدیث ج ۲ ص ۱۰۷ ش ۲۶۵۲)

کہتے ہیں اسکی کتاب المراثی ۲۰۰ صفحات پر تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق اشعار کا تذکرہ تو شاہرودی نمازی نے کیا ہے لیکن اس میں مقتل کی روایات کا مذکور ہونا معلوم نہیں ہے۔

مقتل الحسینؑ ہشام بن سائب کلبی

سن وفات ۲۰۶ ہجری قمری ہے (رجال نجاشی ص ۴۳۵ ش ۱۱۶۶)

مقتل ابی عبداللہ

ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ تیمی

مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ

ابو عبداللہ محمد بن عمر واقدی مدنی متوفائے ۲۰۷ ہے جو کتاب المغازی کا بھی مصنف ہے۔

مقتل الحسینؑ نصر بن مزاحم منقری

وقعۃ صفین کا مولف سن وفات ۲۱۲ ہجری (رجال نجاشی ص ۴۲۷ ش ۱۱۴۸)

مراثی الحسین ابو عبداللہ محمد بن زیاد معروف ابن اعرابی متوفی ۲۳۰
بزرگ تہرانی نے اسکے خطی نسخے کا نام ذریعہ میں ذکر کیا ہے (عاشورا پژوہی ص ۲۶)

مقتل الحسین بن علی

ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق احمری نہاوندی (۲۶۹ میں زندہ تھا)

مقتل الحسین عبداللہ بن احمد بن ابی دنیا اموی

علمائے اہل سنت میں سے ہے۔ ۲۸۱ میں فوت ہوا (الفہرست ص ۱۰۴ ش ۴۳۸)

مقتل الحسین ابوالفضل سلمہ بن خطاب براوستانی

تیسری صدی کے علماء میں سے ہے۔ ابن شہر آشوب نے اسی نام سے اور نجاشی نے مولد نے "مولد حسین بن علی و مقتلہ" کے نام سے ذکر کیا ہے (عاشورا پژوہی ص ۲۷)

مقتل ابی عبداللہ الحسین

ابن واضح، احمد بن اسحاق یعقوبی تاریخ یعقوبی کا مصنف ہے۔ ۲۹۲ یا ۲۸۴ میں فوت ہوا (عاشورا پژوہی ص ۲۷۔ محسن رنجبر مقالہ سیرۃ در مقتل نویسہ و تاریخ نگارہ عاشورا از آغاز تا عصر حاضر)

موجود مستقل مقتل

تسمیہ من قتل مع الحسین علیہ السلام من ولدہ واخوتہ واہل بیتہ وشیعتہ۔ فضیل بن زبیر بن عمر کوفی اسدی۔

یہ حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے اصحاب میں تھا۔ اخیر اسید محمد رضا جلالی کی تحقیق سے مجلہ تراثنا سال اول شمارہ دوم میں چھاپ ہوا۔

ترجمہ الامام الحسینؑ ومقتلہ من القسم غیر المطبوع من کتاب الطبقات الکبری لابن سعد: تحقیق عبدالعزیز طباطبائی یزدی

الطبقات الکبری کے نام سے محمد بن سعد نے ایک کتاب لکھی۔ یہ کتاب علمائے اہل سنت کے مشہور عالم کی تصنیف ہے اور اس کی یہ کتاب اہل سنت کے قدیمی اور اصلی منابع میں سے بھی جاتی ہے۔ اس کا مولف ۲۳۰ میں فوت ہوا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق اس کتاب کا حصہ پہلے موجود نہیں تھا جو بعد میں محقق مذکور نے چھاپ کیا۔

الحسین والسنہ

سید عبدالعزیز طباطبائی کی ہے جو کتاب الفضائل، ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی، انساب الاشراف بلاذری اور معجم الکبیر طبرانی سے اخذ شدہ ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ پہلی صدی میں واقعہ کربلا کی منقول روایات ذکر ہوئی ہیں۔

استشہاد الحسین

محمد بن جریر طبری (متوفا ۳۱۰ ہجری) کی ہے اور یہ کتاب تاریخ طبری سے اخذ شدہ ہے۔

قیام امام حسینؑ

یہ کتاب تاریخ اعثم کوفی سے لی گئی ہے۔

مقتل الحسین

سلیمان بن احمد طبرانی (۳۶۰)

شرح الاخبار الجزء الثالث عشر فی من قتل مع الحسین من اہل بیتہ قاضی نعمان بن محمد بن منصور (۳۶۵)

کامل الزیارات

ابوالقاسم جعفر بن محمد قمی معروف ابن قولویہ (۳۶۷ق) یہ کتاب کاہی الزیارات اور کبھی جامع الزیارات کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ کتاب 80 ابواب سے زیادہ پر مشتمل ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہیں۔

مقتل الحسینؑ بہ روایت شیخ صدوق (۳۸۱ق)

اس میں ۲۰۰ کے قریب روایات حضرت امام حسین علیہ السلام اور واقعہ کربلا سے متعلق مذکور ہیں۔ اس کی جمع آوری کا کام محمد صحتی سردرودی نے کیا ہے۔

فضل زیارۃ الحسین

محمد بن علی بن حسن علوی شجری (۴۴۵) اس میں ۹۰ سے زیادہ روایات فضیلت زیارت آنحضرت ثواب گریہ کردن وغیرہ آئمہ طاہرین علیہم السلام سے مذکور ہیں

مقتل الحسینؑ

ضیاء الدین ابوالموید حنفی (۵۶۸) اخطب خوارزم یا خطیب خوارزمی کے نام سے مشہور ہے۔

ترجمہ ریحانہ رسولؐ اللہ الامام حسینؑ

تاریخ دمشق کے مصنف ابوالقاسم علی بن حسن شافعی کی تالیف ہے جس کی تحقیق باقر محمودی نے کی ہے۔ اس میں ۴۰۱ کے قریب روایات منقول ہیں تکراری روایات حذف کردی جائیں تو ۲۵۰ روایات باقی بچتی ہیں۔ جن میں سے صرف ۱۰ روایات آپ کی شہادت اور لشکر ابن سعد کی کیفیت کو بیان کرتی ہیں۔ ۱۰ روایتیں لشکر یزید کے حالات کو بیان کرتی ہیں۔ ۲۰ روایات حضرت رسولخداؐ اور حضرت علی علیہ السلام سے آپ کی شہادت کے بارے میں ہیں۔ ۵۰ روایات ان امور عجیبہ کے بارے میں ہیں جو روز عاشورہ یا اسکے بعد رونما ہوئے۔

(عاشوراپژوہی ۴۱) مثیر الاحزان ابن نما حلی (۶۴۵ یا ۶۸۰ق)

درر السمط فی خبر السبط

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ قضاعی (۶۵۸) معرف بنام ابن الابار

ترجمہ الامام الحسینؑ من کتاب بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب

کمال الدین عمر احمد بن ابی جرادہ حلبی (۶۶۰ق) یہ کتاب تاریخ اخذ شدہ ہے جس میں ۲۲۸ روایات واقعہ کربلا کے متعلق موجود ہیں۔

اللهوف علی قتلی الطفوف

رضی الدین ابوالقاسم علی بن موسی بن جعفر معروف بنام سید ابن طاؤس نامور شیعہ عالم دین کی تالیف ہے۔ اکثر اس کتاب کو اللہوف کی بجائے اللہوف سے یاد کیا جاتا ہے۔ مقتل کی کتب میں سے اس کتاب کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے چند ترجمے فارسی میں ہوئے ہیں اور اردو زبان میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

استشہاد الحسینؑ

حافظ ابن کثیر دمشقی (۷۷۴) یہ کتاب حقیقت میں تاریخ البدایہ والنہایہ سے اخذ شدہ ہے۔ اس کے ہمراہ ابن تیمیہ کی کتاب راس الحسینؑ بھی ہے اس کی بیشتر روایات تاریخ طبری سے متعارض ہیں (عاشورا پژوہی ۳۵)

عبرات المصطفین فی مقتل الحسینؑ الماخوذ من اقدم المصادر التاریخیہ الاسلامیہ

باقر محمودی یہ کتاب قدیمی کتب تاریخ طبری، انساب الاشراف بلاذری، الطبقات الکبریٰ ابن سعد اور الاخبار الطوال دینوری کی روایات پر مشتمل ہے (عاشورا پژوہی ص ۲۷۔ مقالہ سیرہ در مقتل نویسہ دتاریخ نگارہ عاشورہ از آغاز تا عصر حاضر)

غیر مستقل مقتل

واقعہ کربلا تاریخ انسانیت کا ایک ایسا دلخراش اور غم انگیز واقعہ ہے کہ تاریخ نگاری اس واقعہ کے بغیر نامکمل نظر آتی ہے۔ لہٰذا تاریخ اسلام کے تمام متون ابتدائی قرون سے متعلق ہوں یا بعد کی صدیوں میں تالیف کئے گئے ہوں ان سب میں مولفین نے اسے ذکر کیا ہے اسی طرح رجال کی کتب میں جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھرانے کا تذکرہ آیا وہاں اس واقعہ کو ذکر کیا گیا اسی طرح احادیث وانساب کی کتب بھی اس واقعے کے تذکرے سے خالی نہیں ہیں۔ پس اس اعتبار سے تاریخ اسلام کی تمام وہ کتب جن میں ۶۱ ہجری قمری کے واقعات مذکور ہیں ان میں اس واقعے کا تذکرہ اجمال یا تفصیل کی صورت میں موجود ہے۔ بعض مولفین نے ان کتابوں کے اسماء کی فہرست ذکر کی ہے جو اے کے لگ بھگ ہیں (مقالہ سیرہ در مقتل نویسہ دتاریخ نگارہ عاشورہ از آغاز تا عصر حاضر)

ذیل میں آٹھویں صدی تک کی ان مشہور کتابوں کے اسماء درج کئے جارہے ہیں جن میں واقعہ کربلا کی تفصیلات مذکور ہیں:

طبقات الکبریٰ ابن سعد (متوفی ۲۳۰)

انساب الاشراف بلاذری (متوفی ۲۷۹)

اخبار الطوال دینوری (متوفی ۲۸۳)

تاریخ طبری (متوفی ۳۱۰) یہ کتاب قیام حسینی کے متعلق اہم ترین منبع مانی جاتی ہے۔

☆الفتوح ابن اعثم کوفی (متوفی حدود ۳۱۴) ☆مقاتل الطالبین ابوالفرج اصفہانی (متوفی ۳۵۶) ☆معجم الکبیر طبرانی (متوفی ۳۶۰) ☆شرح الاخبار قاضی نعمان (متوفی ۳۶۳) ☆کامل الزیارات ابن قولویہ (متوفی ۳۶۸) ☆امالی شیخ صدوقؒ (متوفی ۳۸۱) ☆ارشاد شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳) ☆روضۃ الواعظین ابن فتال نیشاپوری (متوفی ۵۰۸) ☆اعلام الوری طبرسی (متوفی ۵۴۸) ☆مقتل الحسین خوارزمی (متوفی ۵۶۸) ☆تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر (متوفی ۵۷۱) ☆مناقب ابن شہر آشوب (متوفی ۵۸۸) الکامل فی التاریخ ابن اثیر (متوفی 630) مثیر الاحزان، ابن نما (متوفی 645) ☆تذکرۃ الخواص، سبط ابن جوزی (متوفی ۶۵۴) ☆اللہوف علی قتلی الطفوف (لہوف) سید ابن طاؤس (متوفی ۶۶۴) ☆کشف الغمہ، اربلی (متوفی ۶۹۲) ☆سیر اعلام النبلاء، ذہبی (متوفی ۷۴۸)

روش مقتل نگاری

واقعہ کربلا سے متعلق تحریر ہونے والی کتب کی طرز تالیف کا جائزہ لیا جائے تو انہیں حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

تاریخی

یہ ایسی کتابیں ہیں جن میں مولف واقعات تاریخی کو کسی تجزیہ و تحلیل کے بغیر صرف ایک تاریخی واقعے کی حیثیت سے نقل کرتا ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ تاریخ بیان کرتے ہوئے وہ اپنی اس خبر کی سند یا مستند وغیرہ کو ذکر کرے یا ممکن ہے کہ اسے وہ حذف کردے۔ اس طرز پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

مقتل ابی مخنف کہ جس کی روایات کا اکثر حصہ تاریخ طبری میں موجود ہے۔

☆اخبار الطوال تالیف ابو حنیفہ دینوری (متوفی ۲۸۲) ☆تاریخ احمد بن ابی یعقوب معروف بنام تاریخ یعقوبی (متوفی ۲۸۴) ☆محمد بن جریر طبری کی تاریخ طبری ☆مقاتل الطالبین تصنیف ابوالفرج اصفہانی (متوفی ۳۵۷) ☆الارشاد شیخ مفیدؒ (متوفی ۳۶۸)

اعلام الوری تصنیف امین الاسلام طبرسی (متوفی ۵۴۸) وغیرہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔

قصہ گوئی

یہ ایسی کتابیں ہیں جن میں واقعہ کربلا کے واقعات کسی افسانے یا قصے کی صورت میں بیان ہوئے ہیں۔ تاریخ نگاری کے اس انداز میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے چند ایک یہ ہیں:

الفتوح تالیف ابن اعثم کوفی (متوفی ۳۱۴) ایک مفصل ترین کتاب ہے، جس میں واقعہ کربلا اسی انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

مقتل الحسین خوارزمی (متوفی ۵۶۸) ہے۔ اس کی پہلی جلد میں حضرت رسولخداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہم السلام کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور دوسری جلد میں واقعہ کربلا کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

☆روضۃ الواعظین تالیف فتال نیشاپوری

☆روضۃ الشہدا تالیف ملا حسین کاشفی جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات معروف بنام "اسرار الشہادۃ" کہ آقا بن عابد دربندی شیروانی مشہور بہ فاضل دربندی (م ۱۲۸۵ یا ۱۲۸۶) کی تصنیف ہے۔

غیر معتبر مقتل

اس عنوان سے مراد ہے کہ مصنف واقعہ کربلا کی جزئیات اور تفصیلات بیان کرتے ہوئے قدیمی اور معتبر مستندات کا لحاظ کئے بغیر کسی واقعے کو نقل کرتا ہے۔ اگر اس عنوان کے تحت واقعہ کربلا سے متعلق کتب کا جائزہ لیا جائے تو بہت سی ایسی کتب کی فہرست ذکر کی جا سکتی ہے کہ جس میں اسی روش کے مطابق واقعہ کربلا کو محفوظ کیا گیا ہے۔ عام طور پر محققین کی نگاہ میں چند ایک ایسی کتابیں ہیں جنہیں ابتدائی طور پر غیر معتبر مقتل کے عنوان سے جانا جاتا ہے۔

جعلی مقتل ابی مخنف

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ ابو مخنف کا تحریر شدہ مقتل موجود نہیں ہے لیکن اسکی روایات مختلف کتابوں میں پراگندہ طور پر موجود ہیں۔ آخری دہائیوں میں مقتل ابی مخنف کے نام سے چھپا جس میں بہت سی ایسی روایات موجود ہیں جو قدیمی کتابوں میں ابی مخنف سے منقول روایات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ لہٰذا اس بنا پر محققین اس چھاپ شدہ مقتل کو جعلی مقتل ابی مخنف سے تعبیر کرتے ہیں۔

ظاہراً ہندوپاک میں اس جعلی چھاپ شدہ مقتل کا اردو ترجمہ بھی ہوا۔

اخیراً معاصرین میں سے حسن غفاری (مقتل الحسینؑ، ابو مخنف ازدی، تحقیق حسن غفاری، نشر: مطبعہ العلمیہ قم) اور محمد ہادی یوسفی غروی نے ابی مخنف کی روایات کی تحقیق کا کام کیا ان محققین کی کاوشیں کتابی صورت میں چھاپ ہوئی ہیں۔ آقا غروی نے اپنی اس تحقیقی کتاب "وقعۃ الطف" کے مقدمہ میں اس جعلی چھاپ شدہ مقتل ابی مخنف کے بعض غیر معتبر مقامات کی نشاندہی کی ہے۔ اب مجمع جہانی اہل البیت کی جانب سے وقعۃ الطف عربی میں چھاپ ہوئی نیز اس کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے جن میں سے اردو زبان میں ترجمہ ہو کر یہ کتاب طباعت کے مراحل میں ہے۔

محدث نوری، میرزا محمد ارباب، حاج شیخ عباس قمی، سید عبدالحسین شرف الدین، سید حسن امین اور شہید قاضی طباطبائی ایسے محققین ہیں جنہوں نے اس کتاب کے غیر معتبر ہونے کی تصریح کی ہے (مقالہ ری شہری)

نور العین فی مشہد الحسین

ابو اسحاق اسفرائینی سے منسوب ۱۲۷۳ق میں مصر سے چھاپ ہوا۔ احتمال دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد ابراہیم بن محمد بن ابراہیم متوفی ۴۱۷ یا ۴۱۸ ہے۔ لیکن قدیمی ماخذوں میں کسی نے اس نام سے اس عالم دین کی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ متاخرین میں سے اسماعیل پاشا اور بزرگ تہرانی نے اسے ایک منسوب مقتل کے نام سے تعبیر کیا ہے جبکہ خود اسماعیل پاشا نے ایضاح المکنون میں اسے مولف کے نام کے بغیر ذکر کیا ہے۔ نیز عبدالعزیز طباطبائی کے بقول یہ کتاب چوتھی صدی میں لکھی جانے والی کتابوں کے طرز تالیف سے مطابقت نہیں رکھتی ہے یعنی اسفرائینی کے تدریس و تالیف کے سالوں کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی

ہے (عاشورا پژوہی مقالہ ری شہری)

روضۃ الشہداء

کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی (۹۱۰) نے قصہ گوئی کے انداز میں اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ مولف کے سنی یا شیعہ ہونے کا معلوم نہیں ہے۔ اس کتاب میں واقعات کو داستان کے پیرائے میں نثر کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ واقعات مستند اور معتبر اور غیر معتبر کی تعیین کے بغیر مذکور ہونے کی وجہ سے اسے بھی غیر معتبر مقتل میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ شعرانی اور بحار الانوار کی جمع آوری میں علامہ مجلسی کے مددگار عالم دین میرزا عبداللہ افندی نے اس کی اکثر بلکہ تمام روایات کو غیر معتبر کہا ہے نیز سید محسن امین عاملی نے بھی اس بات کی تائید کی ہے، محدث نوری نے اسکے بعض واقعات کو بدون مستند کہا ہے، شہید مطہری اور شہید قاضی طباطبائی نے بھی اسے غیر معتبر شمار کیا ہے (مقالہ ری شہری)

المنتخب فی جمع المراثی والخطب

فخر الدین بن محمد علی بن احمد طریحی (م ۱۰۸۵) لغت کی کتاب ''مجمع البحرین'' کے مولف کی تالیف ہے۔ کتاب کے اکثر مطالب کسی مستند اور ماخذ کے بغیر مذکور ہیں۔ المجالس الطریحیہ یا المجالس الفخریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ محدث نوری منتخب طریحی کے اس مقتل کو معتبر اور غیر معتبر روایات کا مجموعہ کہتے ہیں۔ میرزا محمد ارباب قمی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

محرق القلوب

ملا مہدی نراقی (م ۱۲۰۹ ق) کی تالیف ہے اور اکثر روایات روضۃ الشہداء سے لی گئی ہیں اس وجہ سے اس کا بھی معتبر ہونا محل کلام ہے زیادہ تر عواطفی اور احساساتی طرز بیان سے کام لیا گیا ہے۔ چونکہ نراقی کا ماخذ ''روضۃ الشہداء'' ہے اور وہ ضعیف اور معتبر اخبار پر مشتمل ہے اس لئے اسے بھی روضۃ الشہداء کی فہرست میں شمار کیا جائے گا۔ میرزا محمد تنکابنی نے اس میں موجود بعض روایات کے بارے میں یقینی جھوٹے ہونے کا حکم لگایا ہے۔ شہید مطہری آقای نراقی کو ایک بزرگ فقیہ ماننے کے باوجود ان کی تالیف میں موجود روایات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

''اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات

معروف بنام ''اسرار الشہادۃ''

آقا بن عابد دربندی شیروانی مشہور بنام فاضل دربندی (م ۱۲۸۵ یا ۱۲۸۶) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں ضعیف اور قوی روایات کی موجودگی کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں سمجھا جاتا ہے لہٰذا اسے معتبر مقتل میں شمار کرنا مشکل ہے۔

اس کتاب کے مصنف کے بارے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس مصنف کا خبر نقل کرنے کے متعلق یہ نکتہ نظر تھا کہ جب تک کسی خبر کے یقینی کذب اور جھوٹے ہونے کا یقین نہ ہو تو تاریخ و سیرت کے متعلق ایسی خبر اور روایت نقل کی جا سکتی ہے لیکن محققین اس نکتہ نظر کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

محدث نوری اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں کہ حلہ سے ایک سید عرب روضہ خوان (ذاکر) تحریری صورت میں اپنے باپ کی میراث کہنہ کربلا میں میرے استاد (شیخ عبدالحسین تہرانی) کے پاس لایا تاکہ اس کے معتبر اور غیر معتبر سے آگاہ ہو سکے۔ اس تحریری مسودے کا اول و آخر نہیں تھا لیکن اس کے حاشیے پر لکھا تھا کہ یہ فلان کی تالیفات میں سے ہے اور جبل عامل کے علماء میں سے ایک عالم کا نام لکھا تھا جو محقق صاحب معالم کا شاگرد تھا۔ چونکہ تراجم کی کتب میں اس کے احوال موجود تھے، مراجعہ کیا۔ علماء نے اس عالم کی تالیفات میں مقتل کے نام سے کسی کتاب کا ذکر ہی نہیں کیا اور جب خود انہوں نے ان اجزا کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ کثرت سے اکاذیب واضحہ اور اخبار واہیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ احتمال نہیں دیا جا سکتا کہ یہ اس عالم کی تالیفات میں سے ہو۔

پس آپ نے جس سید کے ہاتھ میں یہ اجزا موجود تھے اسے ان اجزا سے نقل کرنے اور انہیں نشر کرنے سے منع فرمایا۔ چند روز بعد کسی مناسبت سے مرحوم فاضل دربندی آقا اخوند اس سے مطلع ہو گئے۔ انہوں نے وہ اجزا اس سید سے لے لئے۔ وہ ان دنوں میں اسرار الشہادۃ کی تالیف میں مشغول تھے۔ انہوں نے ان اجزا کی روایات کو اسرار الشہادۃ میں مختلف جگہوں پر ذکر کیا اور بے شمار اخبار واہیہ اور مجعولہ (جعلی) کی تعداد کا اضافہ کیا یوں مخالفین شیعہ کیلئے طعن، استہزاء کے ابواب کھول دئے۔ انکی ہمت یہاں تک پہنچ گئی کہ کوفیوں کے لشکر میں سواروں کی تعداد چھ لاکھ اور پیادوں کی تعداد دو کروڑ تک پہنچا دی۔ روضہ خوانوں

اور ذاکرین کیلئے ایک وسیع میدان مہیا کردیا کہ جو تعداد چاہیں وہ مضبوط دل کے ساتھ منبر پر کہیں، مستزد کر کریں کہ فاضل دربندی نے اس طرح فرمایا ہے۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کی سیرت کی روایات اور احادیث کی چھان بین کرنے والے علماء کے نزدیک یہ کتاب کسی ارزش کی حامل نہیں اور قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس پر اعتماد کرنا نقل کرنے والے کے کام کی خرابی اور امور میں بصیرت کی کمی کا بیان گر ہے۔ ایسے ہی خیالات میرزا محمد تنکابنی (شاگرد فاضل دربندی)، شیخ ذبیح اللہ محلاتی، سید محسن امین، میرزا محمد علی مدرس تبریزی، شیخ آقا بزرگ تہرانی اس کتاب کے بارے میں مذکورہ علماء ایسی رائے رکھتے ہیں (لولو و مرجان ص ۱۵۱، ۲۵۱ قصص العلماء ص ۱۰۸۔ ریاحین الشریعہ ج ۳ ص ۲۷۱۔ اعیان الشیعہ ج ۲ ص ۸۸۔ ریحان الادب ج ۳ ص ۲۱۷۔ والذریعہ ج ۲ ص ۲۷۹)

کتابیات عاشورا بلحاظ موضوع

☆روایت مقتل جامع امام حسین علیہ السلام
☆مقتل ابی مخنف ☆نفس المہموم ☆قصہ کربلا
☆شہادت نامہ امام حسین علیہ السلام ☆آئینہ در کربلا است
☆روضۃ الشہداء ☆فیض الدموع ☆طوفان البکاء
☆موسوعۃ کلمات الامام الحسینؑ ☆تجربہ
☆انقلاب عاشورا ☆پیام آور عاشورا ☆پس از پنجاہ سال
☆درسی کہ حسینؑ بہ انسانہا آموخت ☆حسین نفس مطمئنہ
☆نگاہی نو بہ جریان عاشورا
☆عاشورا شناسی، ایک تحقیق امام حسینؑ کے اہداف کے بارے میں
☆شہید جاوید۔ مع الرکب الحسینی ☆تحقیق ☆حماسہ حسینی
☆تاملی در نہضت عاشورا ☆از عاشورائے حسینؑ تا عاشورائے شیعہ
☆اخلاق و عرفان ☆الخصائص الحسینیہ
☆امام حسینؑ شہید فرہنگ پیشرو انسانیت
☆شکوفائی عقل در پرتو نہضت حسینی ☆حماسہ و عرفان
☆دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) ☆فرہنگ عاشورہ۔ دانشنامہ امام حسینؑ
☆سفر امام حسینؑ از مدینہ تا کربلا ☆عاشورا شناسی
☆یاران شیدائے امام حسینؑ ☆ابصار العین ☆فرسان الہیجاء

کربلا پر لکھی جانے والی کتابیں

☆مقتل ابن اشعث ☆مقتل ابن شہر آشوب ☆مقتل ابن عیش
☆مقتل ابن نما ☆مقتل ابی الخطاب
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (موجود مکتبہ جزیرہ)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (موجود مکتبہ شیخ محمد تقی الصحاف الکاظمیہ)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (موجود کتب خانہ الحاج شیخ عبدالحسین الطہرانی، کربلا) ☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشہیر ابن واضح)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (ابراہیم بن اسحاق النہاوندی الاحمری)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (ابراہیم النخعی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (میرزا محمد ابراہیم الملقب بہ ناصر الدین شاہ)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (شیخ احمد بن نعم اللہ بن خواتون)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (ابی القاسم الاصبغ بن نباتہ المجاشعی التیمی الحنظلی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد باقر الیزدی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (جابر الجعفی ۱۲۸ھ)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (ابن نما حلی معروف بہ مثیر الاحزان)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (میرزا حسن بن السید علی القزوینی الموسوی النجفی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (جمال الدین)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (السید حسین کاشانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ حسین العصفوری)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (حسین البافقی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (حیدر علی الشیروانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ رفیع الکوازی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (زیاد المنقری)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الازدورقانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ شریف الجواہری بن الشیخ عبدالحسین بن صاحب الجواہر)

☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (السید صفی الدین الموسوی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (المقرم)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (عبد الصاحب الخشتی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (عبد العزیز الجلودی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ علی بن علم بن رمضان)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (علی القارپوزآبادی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد علی الکاظمی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ علی الکرادی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (میرزا محمد علی المدرس الچھاروہی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (عمارۃ الحیوانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ فتح علی الزنجانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (فخر الدین طریحی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (فضل علی القزوینی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (ابی مخنف)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد الخوسفی القائنی المعروف بہ فرشتہ)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (السید محمد الحائری)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (ابی جعفر محمد الاشعری المعروف بہ شعیب)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (السید نجم الدین محمد بن امیر کا بن الجعفری القوسینی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (شیخ طوسی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (خمیس الاحسائی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد العلائی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد بن علی الجزار)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الشیخ صدوق)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد بن علی بن الفضل بن تمام ابن سکین)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (الواقدی المدنی البغدادی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد بن یوسف البحرانی الضبیری العیمی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (السید مصطفیٰ الملکصوی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (عمر بن الکشی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (نصر بن مزاحم المنقری العطار)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد نصیر النائنی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (محمد ہادی الطہرانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (السید ہاشم بن سلیمان الحسینی التوبلی البحرانی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (یوسف بن الحسن بن علی البلادی)
☆مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ (میرزا یوسف بن زین العابدین ابن محمد علی القرہ داغی التبریزی)
☆مقتل الحسینؑ (حاج اشرف)
☆مقتل الحسینؑ (السید عبد الرزاق المقرم)
☆مقتل الشہداء (الفاخر الرازی)
☆مقتل الشہداء (مصطفیٰ بیگم) (الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ج ۲۲ ص ۲۳ تا ۲۹)

☆

(بقیہ...... حضرت سید عبد العظیم حسنی)

انکی اطاعت خدا کی اطاعت ہے انکی معصیت خدا کی معصیت ہے۔
میرا عقیدہ ہے کہ معراج حق ہے قبر میں سوال حق ہے۔ بہشت حق ہے دوزخ حق ہے صراط حق ہے۔ اور میزان حق ہے قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ اس میں شک نہیں جو لوگ قبر میں جا گزیں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرے گا اور اٹھائے گا اور میرا عقیدہ ہے کہ ولایت کے بعد یعنی خدا، رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام کی محبت کے بعد فرائض واجبہ میں نماز ہے۔ زکوۃ ہے، روزہ ہے، حج ہے، جہاد ہے، نیک کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا ہے۔
اسکے بعد حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابو القاسم! یہی اللہ کا دین ہے جو اسے اپنے بندوں کیلئے پسند ہے۔ پس انہیں عقائد پر ثابت قدم رہ۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی زندگی میں قول ثابت کے ساتھ تجھے ثابت قدم رکھے (نقوش عصمت ص ۵۸۹۔ حیات امام علی نقیؑ ص ۱۳۹)

☆

کربلا کا محل وقوع

خواہر روبینہ مہدی نقوی (جامعۃ السیدہ خدیجۃ الکبریٰ)

کربلا موجودہ عراق کا ایک اہم شہر ہے۔ یہ بغداد کے جنوب مغرب میں ۱۰۵ کلو میٹر دور ۴۴۔۱۰ ڈگری طول بلد شرقاً اور ۳۲۔۳۷ ڈگری عرض بلد پر شمالاً واقع ہے۔ طبیعی اعتبار سے یہ عراق کی ریتلی (S a n d y) رسوبی (Sedimentary) اور چٹانی سرزمین کا سنگم ہے۔

کربلا کی قدیمی (عمرانی) تاریخ

کربلا کی تاریخ عہد بابلی تک پہنچتی ہے۔ بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ کربلا "لابالا کوباس" یعنی فرات قدیم کے شہروں میں سے ہے۔ "ماریا" "حمورا" "صفورا" "نوالیس" اسکے قدیم نام ہیں اور یہ نام اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ شہر عبادت و ریاضت کا مرکز رہا۔ کربلا کے اردگرد پائے جانے والے مقابر اور ان سے ملنے والی ٹھیکریاں عہد مسیحی سے بھی پہلے کی ہیں۔ کربلا سے چند میل کے فاصلے پر "حر بن یزید ریاحی" کے مزار سے کچھ دور "قرط" اور کمالیہ میں متعدد ٹیلے اور کھنڈرات ہیں۔ کلیدار نے "مدینۃ الحسینؑ" میں چالیس ٹیلوں کے نام دیے ہیں۔ ان ٹیلوں کے نیچے آشوری، بابلی، ساسانی، اموی اور غزنوی عہد کی تہذیبیں دفن ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اصل کربلا یہاں واقع تھا۔

آجکل انہیں "ظہیرہ" اور "عرقوب" کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ ان ٹیلوں اور کھنڈرات سے کربلا کی قدامت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کربلا نے آہستہ آہستہ ترقی کی ہے۔ کلدانی، عرب، تنوخ، لخم اور مناذرہ کے عہد میں کربلا ایک متمدن اور ترقی یافتہ شہر تھا۔ اس عہد میں دار الحکومت "حیرہ" تھا اور کربلا "حیرہ" اور "عین التمر" کے درمیان مشہور تجارتی مرکز تھا۔ شہر کی مرکزیت کی وجہ سے بہت سے عرب قبائل یہاں آباد ہوئے۔ اس میں قبیلہ بنو تمیم کی شاخیں، بنو دارم اور ایاد اور قبیلہ بنی اسد کی شاخیں "بنو عامر" اور بنو غاضرہ زیادہ مشہور ہیں۔

کربلا میں بسنے والوں کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر تھا۔ اس لیے کہ یہاں کی زمین زرخیز اور سرسبز و شاداب تھی، پانی وافر تھا کیونکہ اس کے اطراف میں جا بجا قدرتی چشمے جاری تھے۔ علاوہ ازیں قدیم دریائے فرات سے نکالی ہوئی "نہر علقمہ" اس میں سے ہو کر گزرتی تھی۔ اس نہر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ شاہ بابل بخت نصر نے اسے فرات کے غربی علاقے "ہیت" سے نکالا تھا اور کویت تک پہنچایا تھا۔ لیکن کہتے ہیں: کمال کے بعد زوال ہوتا ہے۔ کربلا کے کمال پر بھی زوال آیا اور مرور زمانہ کے ساتھ یہ شہر غیر آباد ہوتا چلا گیا۔ عین ممکن ہے کہ تجارتی مراکز اور تجارتی راستہ بدلنے سے یہاں کے باسی بھی نقل مکانی کر گئے ہوں اور رفتہ رفتہ بھرا شہر ویرانے میں بدل گیا ہو۔ چنانچہ پہلی صدی ہجری کے پہلے ساٹھ سالوں میں کربلا ایک غیر آباد اور غیر اہم علاقہ دکھائی دیتا ہے۔

کربلا کی جدید تاریخ

کربلا کی جدید تاریخ ۲ محرم ۶۱ھ کو امام حسین علیہ السلام کے یہاں خیمہ زن ہونے سے شروع ہوتی ہے۔ کربلا کی جغرافیائی اور عسکری (Strategy) اہمیت کو

سامنے رکھئے تو پڑاؤ کے لیے اس سرزمین کا انتخاب امام حسین علیہ السلام کی فہم و فراست کی شہادت دیتا ہے لیکن قضا وقدر کے معاملے عجیب ہوتے ہیں ۱۰ محرم ۶۱ھ کو اسی سرزمین پر امام حسین علیہ السلام جام شہادت نوش کرتے ہیں اور یوں کربلا کو اپنی دائمی منزل ٹھہرا کر اسے شہرت دوام عطا فرماتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مرقد مطہر کی وجہ سے کربلا کو پھر اہمیت حاصل ہو گئی۔ زائرین کی آمد ورفت کا آغاز ہوا اور اور لوگ ازسرنو آباد ہونے لگے۔

ابن الکارزونی کے اندازے کے مطابق ساتویں صدی ہجری میں یہاں گھروں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ آٹھویں صدی ہجری طلوع ہونے کے ساتھ کربلا میں ایک نہایت اہم ترقی رونما ہوئی جس نے اس شہر کو حیات نو بخشی۔ ترقی یہ ہوئی کہ ۷۰۲ھ میں غازان خان ایلخانی نے یہاں ایک نہر پہنچانے کا حکم دیا جو فرات سے کھود کر یہاں تک پہنچائی گئی یہی نہر بعد میں نہر حسینی کے نام سے معروف ہوئی۔ زندگی پانی سے ہے۔ پانی آسانی سے فراہم ہونے لگا تو آبادی بھی تیزی سے بڑھنے لگی اور زندگی کی رونقیں نظر آنے لگیں۔ چنانچہ آئندہ دو تین صدیوں میں کربلا ایک شاد و آباد شہر میں تبدیل ہو گیا۔

آبادی بڑھی، رونق ہوئی تو حکمرانوں کی رال ٹپکنے لگی، دسویں، گیارھویں صدی ہجری میں عثمانیوں اور ایرانیوں کے درمیان عراق پر قبضے کے لیے شدید کشمکش جاری رہی۔ یہاں تک کہ سلطان قانونی کے عہد میں عراق سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا گیا۔ پھر نادر شاہ نے بغداد کا تین مرتبہ محاصرہ کی اور شاہ عباس صفوی نے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ ۱۰۳۲ھ میں بغداد پر قبضہ مکمل ہوتے ہی شاہ عباس نے کربلا اور نجف پر تسلط حاصل کرنے کیلئے چڑھائی کر دی اور ان دونوں شہروں کو ایرانی حکومت میں شامل کر لیا۔

کربلا عہد موجودہ میں

اس وقت کربلا جمہوریہ عراق میں اسی نام کے صوبے کا صدر مقام ہے اور اہم تاریخی شہر ہے۔ پورا شہر سرسبز و شاداب اور صاف شفاف ہے، عمارتیں حسین، سڑکیں بہترین، بازار کھلے کھلے اور دکانیں بھری بھری ہیں۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ سے تجاوز ہے، مضافات میں گھنے باغات ہیں جو انواع واقسام کے پھلوں سے لدے رہتے ہیں۔ کربلا سے بغداد تک بہت اچھی سڑک بنی ہوئی ہے اور سفر کے لیے اعلیٰ درجے کی بسیں اور ٹیکسیاں موجود ہیں کرائے نہایت مناسب ہیں دو طلائی گنبد اور چار سنہری مینار کئی میل دور سے زائرین کا استقبال کرتے دکھائی دیتے ہیں آکربلا کی مقامی عوامی مصنوعات نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ یہاں پلاسٹک اور چینی کے رنگین اور منقش برتن تیار ہوتے ہیں، پیتل کی نفیس اور دیدہ زیب الواح پر خطاطی کا فن بہت ترقی پر ہے۔ اسی طرح بہترین عبائیں، عمدہ قالین، خوبصورت تسبیحیں اور کڑھائی شدہ لباس بھی بلند معیار پر تیار ہوتے ہیں اور عالمی منڈیوں میں جگہ پاتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے روضے شب و روز ذکر و تلاوت اور نماز و دعا سے معمور رہتے ہیں اور زائرین اپنے دامن دل میں یہاں سے روحانی سکون اور ذہنی آسودگی کی دولت سمیٹ کر رخصت ہوتے ہیں۔ اس طرح آج کا کربلا روحانی اور مادی دونوں اعتبار سے عالم اسلام میں اہم مقام رکھتا ہے۔

روضہ حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے ساتھیوں کی شہادت کے بعد بنی اسد کے ایک گروہ نے آپؑ کے اور آپؑ کے اصحاب کے جنازوں کو ان کی شہادت کے مقام پر دفن کیا۔ اور اس وقت آپ کی قبر کو عوام کی زیارت کیلئے محض لحد کی شکل میں بنادی گئی تھی (مرقد ھا و مکان ھای زیارتی کربلا ص ۲۴)

اولین تعمیر

جس وقت حضرت مختار ثقفیؒ نے شعبان ۶۵ھ ق میں اپنے قیام میں جو انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کیلئے کیا تھا۔ کامیابی حاصل کر لی تو انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ایک بناء تعمیر کرائی اور اس پر اینٹوں سے گنبد بنوایا۔ اپنی حکومت کے دور میں مختارؒ پہلے انسان تھے جنہوں نے آپ کی قبر پر ضریح اور بناء تعمیر کرائی۔ جس میں انہوں نے ایک مسقف عمارت اور ایک مسجد بنوائی اور مسجد میں دو دروازہ قرار دیئے جس میں ایک مشرق کی جانب اور دوسرا مغرب کی سمت کھلتا تھا (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۸۹)

چونکہ شیعہ کثرت سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کیلئے جاتے تھے۔ ہارون عباسی نے بعض لوگوں کو بھیجا کہ وہ آپ کے روضہ کو خراب کردیں۔ ہارون

کے کارندوں نے اس مسجد کو جس میں امام حسین علیہ السلام کا روضہ بنایا گیا تھا اور اسی طرح سے اس مسجد کو جس میں ابو الفضل العباس کا روضہ بنایا گیا تھا تباہ کر ڈالا۔ اور اسی طرح سے ہارون نے ان سے کہا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس جو سدر کا درخت لگایا گیا ہے اسے کاٹ دیں اور قبر کے مقام کو زمین کے برابر کر دیں اور ان لوگوں ایسا ہی کیا (کربلا و حرم حای مطہر ص ۹۳)

دوسری بناء

جس وقت مامون عباسی نے زمام خلافت کو اپنے اختیار میں لیا، تمام عباسی اس کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے اور اس نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے اور خود کو عباسیوں کی مخالفت سے بچانے کیلئے، علی علیہ السلام کی اولاد اور شیعوں کا سہارا لیا اور ان سے نزدیکی بڑھانا شروع کر دی اور اسی وجہ سے اس نے امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد معین کیا۔ مامون نے سن ۱۹۳ق میں حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی بازسازی کی جائے اور شیعوں کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنے اماموں کی زیارت کیلئے جا سکتے ہیں۔

مامون کے دور میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ایک بناء تعمیر کرائی گئی اور یہ عمارت سن ۲۳۲ق تک یعنی متوکل کے زمانہ تک باقی رہی۔ جب متوکل نے قدرت حاصل کی تو اس نے شیعوں پر سختی شروع کر دی اور ان پر زمین کو تنگ کر دیا، اس نے علویوں کا پیچھا کرنے کا حکم صادر کر دیا اور انہیں امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی زیارت سے روک دیا۔ اس نے شیعوں کو زیارت سے روکنے کیلئے جگہ جگہ چوکیاں بنا دیں۔ اس نے اپنی حکومت کے تمام پندرہ برسوں میں اس چیز پر سختی کی اور اس نے اس پابندی کو جاری رکھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے حکم دیا کہ اس روضہ کو مسمار کر دیا جائے اور اس مقام پر پانی چھوڑ دیا جائے۔

(کربلا و حرم حای مطہر ص ۹۴۔۹۵)

تیسری بناء

منتصر عباسی سن ۲۴۷ کے اواخر میں کرسی خلافت پر بیٹھا اور اس نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ پر گنبد بنایا جائے۔ اس طرح سے اس خلیفہ نے بعض اموال علویوں کو حوالہ کئے اور انہیں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی طرف دعوت دی۔ اس کی اس نرمی کی وجہ سے ایک گروہ نے کربلا کی طرف ہجرت کر لی۔

جس عمارت کو منتصر نے تعمیر کرایا وہ سن ۲۷۳ق تک یعنی معتضد عباسی کے دور خلافت تک باقی رہی (کربلا و حرم حای مطہر ص ۹۹)

چوتھی بناء

۹ ذی الحجہ ۲۷۳ھ ق میں اس وقت جب زائرین روز عرفہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ میں جمع تھے۔ اس عمارت کو جو منتصر نے بنوائی تھی، انکے سروں پر خراب کر دی گئی جس کے نتیجہ میں بعض افراد جاں بحق ہو گئے۔ اسکے بعد ۱۰ سال تک امامؑ کا روضہ اسی طرح سے بغیر تعمیر کے رہا، یہاں تک کہ داعی صغیر نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے امام علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی قبروں پر مناسب عمارت تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس بناء کی تاریخ سن ۲۷۹ سے ۲۸۹ق تک بنتی ہے۔ داعی صغیر نے جو روضہ کربلا میں تعمیر کرایا تھا اس میں ایک بلند گنبد اور دو دروازے شامل تھے اور ان دونوں دروازوں کے درمیان ایک چھت قرار دی گئی تھی۔ اس نے اسی طرح سے امام حسین علیہ السلام کے روضہ اور اس کے اطراف میں شامل گھروں کے درمیان موجود احاطہ کی بازسازی کرائی۔

(کربلا و حرم حای مطہر ص ۹۹۔۱۰۰)

پانچویں بناء

مطیع عباسی کے بیٹے طائع کی خلافت کے دوران، عضد الدولہ بویہی نے بغداد کی حکمرانی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس نے اپنے پنج سالہ دور حکومت میں ایک بار جمادی الاول ۳۷۱ھ ق میں کربلا کی زیارت کی اور اس نے امام حسین علیہ السلام کے روضہ کیلئے اوقاف معین کئے اور حرم کی تجدید نو کا حکم دیا۔ اسی طرح سے اس نے اپنی زیارت کے دوران عوام اور زائرین کو تحفے عطا کئے اور حرم کے صندوق میں کچھ رقم عطا کی۔ عضد الدولہ نے عمارت کی تجدید نو علاوہ اس کی تزئین میں بھی حصہ لیا، اور اس نے ضریح کے اطراف میں رواق بھی تعمیر کرائے۔ ضریح ساج و دیبا کے ذریعہ ضریح کی آرائش کی اور اس پر لکڑی کی جالی بنوائی اور حرم میں روشنی و نور کی غرض سے چراغ دانوں اور شمع دانوں کو ہدیہ کیا۔ عضد الدولہ کی یہ توجہ کربلا کی دینی، سماجی اور تجارتی ترقی اور پیشرفت کا سبب بنی۔ نجف اشرف میں امام علی علیہ السلام کے روضہ میں موجود عمران بن شاہین کے نام سے مشہور رواق اور اسی طرح سے وہ مسجد جو امام حسین علیہ السلام کے حرم میں مغرب

وہ شخص کتنا بدبخت ہے؟ جو توبہ کا خیال آتا ہے تو اسے آسمہ پر ٹال دیتا ہے اگر اسے آرام ہے تو سمجھتا ہے توبہ کر لی ہے اور اگر مصیبت آئے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے شک میں پڑ جاتا ہے۔

کی سمت بنی ہوئی ہے وہ اسی زمانہ میں تعمیر کی گئی ہے۔

معز الدولہ بویھی نے سن ۳۶۹ ھ ق میں واسط کے قریب بطیح نامی جگہ کی گورنری عمران بن شاہین کے سپرد کی اور عمران بن شاہین نے نجف میں مسجد اور رواق کی تعمیر کا کام شروع کر دیا اور اسی طرح سے اس نے کربلا و کاظمین میں بھی مسجد اور رواق کی تعمیر کا کام شروع کرا دیا۔ جس رواق کو عمران بن شاہین نے تعمیر کرایا تھا وہ سید ابراہیم بن مجاب کے نام سے مشہور ہوا اور مسجد جو اس رواق کے بغل میں بنائی گئی تھی وہ سلاطین صفوی کی حکومت کے دور تک باقی تھی اور اس زمانہ میں ایک فتوی کے مطابق اس مسجد کو امام حسین علیہ السلام کے حرم کے صحن سے ملحق کرنے کا جواز پیدا کیا گیا اور حرم کی توسیع و بازسازی میں اسے صحن کا حصہ قرار دے دیا گیا۔

البتہ اس مسجد کا ایک حصہ آج بھی امام حسین علیہ السلام کے حرم کے جز کے عنوان سے باقی ہے اور آج وہ حرم کے قالینوں کے اسٹور کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو ایوان ناصری کے نام سے معروف ایوان کی پشت پر واقع ہے۔

سن ۴۰۷ ھ ق میں ایک شب حرم میں روشن ہونے والی دو بڑی شمعیں جن سے حرم میں روشنی ہوتی تھی، فرش کے اوپر گر گئیں جس سے پہلے پردوں اور غلافوں میں آگ لگنا شروع ہوئی اور پھر وہ رواق اور گنبد تک پہنچ گئی اس آگ سے فقط حرم کی دیواریں، اسکے کچھ دوسرے حصہ اور مسجد عمران بن شاہین ہی محفوظ رہ سکیں۔

(کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۰۰-۱۰۲)

چھٹی بناء

حسن بن مفضل بن سہلان نے قدرت اپنے اختیار میں لینے کے بعد امام حسین علیہ السلام کے روضہ کی بازسازی کی جس میں اس نے حرم، گنبد اور رواق کے ان حصوں کو پھر سے بنایا جو آتش کی نذر ہو چکے تھے۔ اس نے سن ۴۱۲ ھ ق میں حرم کے گنبد کی تجدید نو کے ساتھ آگ سے متاثر جگہوں کو ٹھیک کرایا اور حکم دیا کہ حرم کے گرد ایک چار دیواری بنائی جائے (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۰۳)

ساتویں بناء

سن ۶۲۰ ھ ق میں محمد بن عبد الکریم جندی نے ناصر الدین اللہ کی حکومت میں وزارت کا عہدہ حاصل کیا۔ اس نے اپنی وزارت کے دوران حرم کے ان حصوں کی ترمیم، تجدید نو اور بازسازی میں حصہ لیا جو ویران ہو چکے تھے اور اس نے حرم کی دیواروں اور چاروں رواق میں ساج کی لکڑی سے غلاف چڑھایا، اور ایک لکڑی کی ضریح جس پر دیبا اور حریر کے کپڑوں سے تزئین کی گئی تھی، قبر کے اوپر رکھوائی (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۰۳)

آٹھویں بناء

اویس بن حسن جلائری نے سن ۷۶۷ ق میں مسجد اور حرم کی بناء کی بازسازی کرائی اور ضریح کے اوپر ایک نیم دائرہ گنبد تعمیر کرایا۔ یہ گنبد امامؑ کی قبر کے چاروں اطراف میں چار طاقوں پر استوار تھا اور ان طاقوں میں سے ہر ایک کا باہری حصہ حرم کے ایک رواق پر مشتمل تھا۔ ایک بلند گنبد ان چار طاقوں کے اوپر بنایا گیا تھا اور اس نے جدید معماری نمونہ تشکیل دیا تھا۔ یہ تعمیر جو اویس کے بیٹوں میں سے ایک احمد نے سن ۷۸۶ ق میں مکمل کرائی۔ اس طرح سے تھی کہ اگر کوئی باہر باب القبلہ کی طرف کھڑا ہو جائے تو وہ سارا حرم، گنبد اور ضریح کو مکمل طور پر دیکھ سکتا تھا اور اس کے علاوہ زائرین کیلئے قبر کی طواف کا موقع بھی میسر تھا۔

احمد بن جلائری نے صحن کے سامنے کے ایوان کو جو ایوان طلا کے نام سے مشہور ہے اور اسی طرح سے صحن کی مسجد کو جسے مربع شکل میں حرم کے اطراف میں قرار دیا گیا ہے تعمیر اکرایا۔ اور رواقوں اور حرم کے اندرونی حصوں کی تزئین، آئینہ کاری، نقش و نگار اور کاشانی کاشی کاری کے ذریعہ کرا کر طبیعی مناظر تخلیق کرنے کا اہتمام کیا۔ احمد جلائری کے حکم کے مطابق حرم کے دونوں گل دستوں کو بھی کاشان کے زرد پتھروں سے آراستہ کیا گیا (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۰۳)

صفوی دور میں

سن ۹۱۴ ق میں شاہ اسماعیل صفوی نے بغداد کو فتح کیا اور اس کے دو دن وہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کیلئے گیا اور حکم دیا کہ ضریح کے کناروں کی طلا کاری کی جائے۔ اسی طرح سے اس نے روضہ کیلئے بارہ طلائی چراغ دان ہدیہ کئے۔

سن ۹۲۰ ق میں شاہ اسماعیل دوسری بار زیارت کیلئے کربلا آیا اور اس نے حکم دیا کہ ضریح کیلئے ساگوان کی لکڑی کا ایک صندوق بنایا جائے۔ سن ۹۳۲ میں شاہ اسماعیل دوم نے چاندی سے بنی ہوئی ایک خوب صورت جالی دار ضریح امام حسین علیہ السلام کے حرم میں ہدیہ کی۔ سن ۹۸۳ ق میں علی پاشا جس کا لقب وندزادہ تھا، نے گنبد کی تجدید بناء کی۔ سن ۱۰۳۲ ق میں شاہ عباس صفوی نے ضریح کیلئے ایک

چینل کا صندوق بنوایا اور گنبد کو بھی کاشانی پتھروں سے مزین کرایا۔ سن ۱۰۴۲ق میں سلطان مراد چہارم نے جو عثمانی سلاطین میں سے تھا، کربلا کی زیارت کی اور اس نے حکم دیا کہ گنبد کو باہر سے گچ سفید کیا جائے (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۱۰)

نادر شاہ کے دور میں

سن ۱۱۳۵ق میں نادر شاہ کی بیوی نے امام حسین علیہ السلام کے حرم کے متولیوں کے اختیار میں بہت سارا مال دیا اور حکم دیا کہ اس سے حرم میں بڑے پیمانے پر نو سازی کا کام کیا جائے۔ سن ۱۱۵۵ق میں نادر شاہ نے کربلا کی زیارت کی اور حکم دیا کہ موجودہ عمارت کی تزئین کی جائے اور اسی طرح سے اس نے حرم کے گنجینہ کیلئے بیحد قیمتی تحفے عطا کیے (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۱۰۔۱۱۱)

قاجار کے دور میں

سن ۱۲۱۱ق میں آقا محمد خان قاجار نے گنبد کو سونے سے آراستہ کرنے کا حکم دیا۔ سن ۱۲۱۶ق میں وہابیوں نے کربلا پر حملہ کر دیا اور ضریح اور رواق کو ویران کر ڈالا اور حرم کے خزانے میں موجود تمام نفیس اشیاء اٹھا لے گئے۔ سن ۱۲۲۷ق میں حرم کی عمارت فرسودگی کا شکار ہو چکی تھی لہٰذا کربلا کے عوام نے فتح علی شاہ قاجار کو خط لکھا اور گنبد کی فرسودگی کی اطلاع دی۔ اس نے ایک نمائندہ کو بھیجنے کے ساتھ تا کہ وہ اخراجات اور تعمیرات کی نگرانی کر سکے، عمارت کی تعمیر نو کا حکم دیا اور گنبد کے طلاق اوراق کو تبدیل کروایا۔

سن ۱۲۳۲ق میں فتح شاہ علی قاجار نے چاندی کی ایک نئی ضریح تعمیر کرائی اور ایوان گنبد کو سونے سے آراستہ کرایا اور ان تمام مقامات کی باز سازی کرائی جو وہابیوں کے حملے میں نابود ہو گئے تھے۔ سن ۱۲۵۰ق میں فتح شاہ علی قاجار نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباسؑ کے روضوں کے گنبدوں کی نو سازی کی جائے اور حضرت عباسؑ کے گنبد پر طلائی ملمع کیا جائے (کربلا و حرم ہای مطہر ص ۱۱۱)

بعد کے ادوار میں

سن ۱۳۵۸ق میں سیف الدین طاہر اسماعیلی داعی نے چاندی کی ضریح کو نئی ضریح میں تبدیل کیا۔ سن ۱۳۶۰ق میں اس نے حرم کے ایک گلدستہ کو خراب ہو چکا تھا پھر سے تعمیر کرایا۔ سن ۱۳۶۷ق میں بہت سے گھر اور اسی طرح سے وہ دینی مدارس جو حرم کے صحن سے متصل تھے حرم کی توسیع میں خراب ہو گئے۔ سن ۱۳۷۰ق میں حرم کا مشرقی حصہ تعمیر کیا گیا اور حرم کے ایوانوں اور طاقوں کو نفیس کاشی کاری سے تزئین کیا گیا۔ سن ۱۳۷۱ق میں گنبد کی تجدید نو کے ساتھ اس سے سونے کی اینٹوں سے مزین کیا گیا۔

سن ۱۳۷۳ق میں حرم کی چھت اور رواق مکمل طور پر باز سازی کیے گئے اور امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے روضوں کو سجانے کیلئے اصفہان سے خاص قسم کی ٹائلیں منگوائی گئیں۔ اسی سال ایوان قبلہ (ایوان طلا) کے بالائی حصہ پر طلا کاری کی گئی۔ سن ۱۳۸۳ق میں حرم میں نو سازی کے امور کو انجام دینے والی کمیٹی نے حرم کی باہری دیواروں کیلئے اٹلی سے پتھروں کی خریداری کی۔

سن ۱۳۸۳ق میں حرم کی باز سازی کرنے والی کمیٹی نے ایوانوں کو مزید بلند کرنے اور اس کی دیواروں کو تزئین کیلئے کاشی کاری کرائی۔ سن ۱۳۸۸ق میں ایران سے سنگی ستونوں کو لایا گیا اور اس کے ذریعہ سے ایوان کی قدیم چھت کو تبدیل کیا گیا۔

سن ۱۳۹۲ق میں ایوان طلا کی جدید تعمیرات کیلئے کام شروع کیا گیا۔ اور ۱۳۹۴ق میں صحن کی نو سازی اور تعمیرات میں ہم آہنگی کا کام شروع ہوا۔ اس کام میں ایوان کی تعمیر نو کے علاوہ صحن کے مغربی حصہ کو خراب کرنا اور اسی طرح سے اس کی دیواروں پر کاشی کاری کا کام شامل تھا۔

سن ۱۳۹۵ق میں امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے روضوں میں تعمیری کام صحن کے سامنے کی دیواروں کی کاشی کاری کے ساتھ حرم کے مغربی حصہ میں کتب خانہ اور میوزیم کی تعمیر ساتھ ساتھ جاری رہا۔ سن ۱۳۹۶ق میں وزارت اوقاف نے ایوان طلا کی نو سازی اور تزئین کا کام کاشی کاری اور خاتم کاری کے ذریعہ انجام دیا (کربلا و حرم ھای مطہر ص ۱۱۱۔۱۱۲)

گزشتہ چند برسوں میں حرم کے صحن مسقف (چھت دار) ہو چکے ہیں۔ صحن کے اوپر چھت کا بن جانا سبب بن چکا ہے کہ حرم کا گنبد اور اسکی مینار یں دور سے دکھائی نہ دیں۔ اس مشکل کو حل کرنے کیلئے ایران کے ادارہ باز سازی عتبات عالیات نے عراقی عہدہ داروں کے ساتھ مل کر روضہ کے گنبد کو مزید بلند کرنے کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ اس پلان کے تحت گنبد کی بلندی میں مزید ۵ میٹر ۷۰ سینٹی میٹر کا اضافہ ہو جائے گا تا کہ دور سے بھی گنبد کا نظارہ کیا جا سکے۔☆

روحانی علاج

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ اَلْمُصْطَفٰے وَالْمُرْتَضٰے وَاَبْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ(عَلَیْھِمُ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ)

قیصر علی استوری (ایم فل علوم قرآنی)

وبائی امراض کیلئے روحانی علاج

صحت اللہ کی عطاء کردہ نعمت ہے انسان غذا کے استعمال میں بے احتیاطی اور ماحولیات میں آلودگی انسان کو بیماریوں میں مبتلا کردیتی ہے۔ بیمار کا علاج بھی اللہ تعالیٰ نے اسی زمین پر موجود نباتات وجمادات وحیوانات میں ہی رکھ دیا ہے۔ کوئی بیماری نہیں مگر اسکا علاج موجود ہے۔ آج انسان سائنسی دنیا میں بہت زیادہ ترقی کر چکا ہے۔ علاج معالجہ کیلئے کئی قسم کے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں۔ رب تعالیٰ نے جڑی بوٹیوں سے معدنیات اور دیگر اشیاء میں علاج رکھا ہے تو اسی رب تعالیٰ نے اپنے کلام میں بھی تاثیر رکھ دی ہے جس سے بیماری کا علاج ہو سکتا ہے اسکے موثر ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ذکر و دعا پڑھنے والوں کو اس کا طریقہ آتا ہو اور اسے معلوم ہو کہ کونسا ذکر کس بیماری کیلئے پڑھنا ہے اور کونسی آیت کس بیماری کیلئے شفاء ہے۔ بعض عاملین کا تجربہ ہے کہ وبائی امراض بالخصوص (آجکل ڈینگی بخار کی وباء) بخار کے واسطے درج ذیل ذکر کو کثرت سے پڑھا جائے اور اسے لکھ کر اپنے گھر کے دروازہ کی اندر کی طرف لکھ کر لٹکایا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس دعا میں موجود اسماء مبارکہ کے صدقہ میں وبائی بیماریوں سے شفاء عطا کرے گا۔ حیوانات کی بیماری کیلئے اس ذکر کو لکھ کر جانور کے گلے میں لٹکانے سے جانور کی بیماری دور ہو جائے گی۔ وہ ذکر حسب ذیل ہے

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃ اَلْمُصْطَفٰے وَالْمُرْتَضٰے وَاَبْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃ(عَلَیْھِمُ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ)

ترجمہ "میرے لئے تو پنجتن ہیں میں انکے وسیلہ سے رگڑنے والی (تکلیف دینے والی) وباء کی گرمی (آگ) کو بجھاتا (ختم کرتا) ہوں (وہ پانچ ہیں) مصطفےٰ، مرتضےٰ، حسنؑ وحسینؑ اور فاطمہؑ، اللہ کا ان سب پر سلام ہو۔ اللہ کی ان پر صلوات ہو

سر درد کا تعویذ

ایک برتن میں پانی لے اور اس پر یہ آیت پڑھے

"اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ"

"آیا کافروں نے نہیں دیکھا ہے کہ زمین وآسمان باہم جڑے ہوئے تھے تو ہم نے ایک دوسرے سے الگ کیا اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے"۔

اور پھر وہ پانی پی لے روایت ہوئی ہے کہ جب بھی رسول اکرمؐ کو کوئی درد یا تکلیف ہوتی تو آپؐ اپنے ہاتھ پھیلا کر سورہ فاتحہ معوذتین پڑھتے اور پھر ہاتھوں کو اپنے چہرۂ اقدس پر پھیر لیتے جس سے ساری تکلیفیں دور ہو جاتیں تھیں نیز سر درد دور کرنے کیلئے انسان سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

"اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا"

یقیناً اللہ نے آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جگہ سے ہٹنے نہ پائیں اگر وہ

ہٹ جائیں تو اسکے علاوہ کوئی انہیں روک نہیں سکتا یقیناً وہ بردبار اور بخشنے والا ہے۔

ربیع الابرار سے نقل کیا گیا ہے کہ مقام طرطوس میں مامون الرشید کو سر درد شروع ہوگیا جس کا اس نے بہت علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا تب قیصر روم نے اس کیلئے ایک ٹوپی بھجوائی اور لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو سر درد کا عارضہ ہے میں یہ ٹوپی بھیج رہا ہوں اسے سر پر پہنئے درد جاتا رہے گا۔ مامون کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس ٹوپی میں زہر نہ رکھ دی گئی ہو لہٰذا حکم دیا کہ اس لانے والے کے سر پر رکھا جائے اور جب دیکھا اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچی تو پھر وہ ٹوپی ایک ایسے شخص کے سر پر رکھی گئی جسکے سر میں درد تھا چنانچہ اسکا درد، دور ہو گیا اسکے بعد مامون نے وہ ٹوپی اپنے سر پر رکھی تو درد ٹھیک ہو گیا اس پر اسے تعجب ہوا اور اس نے وہ ٹوپی ادھیڑ کر دیکھی تو اس میں یہ لکھا ہوا پایا

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ کَمْ مِنْ نِعْمَةٍ لِلّٰهِ فِی عِرْقٍ ساکِنٍ حٰمٓ عٓسٓقٓ لَا یُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُونَ مِنْ کَلَامِ الرَّحْمٰنِ خَمَدَتِ النِّیْرَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَجَالَ نَفْعُ الدَّوَاءِ فِیکَ کَمَا یَجُولُ مَاءُ الرَّبِیعِ فِی الْغُصْنِ"

"خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا مہربان ہے اللہ کی کتنی ہی نعمتیں رگ میں رکی ہوئی ہیں حٰم عسق اس سے انہیں نہ سر درد ہوتا ہے نہ ان کا خون بہتا ہے خدا کے کلام سے جلتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے نہیں کوئی حرکت و قوت مگر خدا سے اور دوا کا نفع تمہارے اندر یوں جاری ہے جیسے موسم بہار کی بارش کا پانی شاخوں میں"۔

درد شقیقہ کا تعویذ

درد شقیقہ یا آدھے سر کے درد کیلئے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھے اور تین مرتبہ یہ پڑھے

یَا ظَاهِراً مَوْجُوداً وَیَا بَاطِناً غَیْرَ مَفْقُودٍ ارْدُدْ عَلٰی عَبْدِکَ الضَّعِیفِ اَیَادِیَکَ الْجَمِیلَةَ عِنْدَهُ وَاَذْهِبْ عَنْهُ مَا بِهِ مِنْ اَذًی اِنَّکَ رَحِیمٌ قَدِیرٌ

اے ظاہر میں موجود جو باطن میں بھی ناپدید ہے اپنے ناتواں بندے کی طرف اپنی اچھی اچھی نعمتیں پلٹا دے اور اس سے ہر قسم کی تکلیف اور اذیت دور کر دے یقیناً تو مہربان ہے قدرت والا"۔

بہرے پن کا تعویذ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہرے پن کو دور کرنے کیلئے ہاتھ کو کان پر رکھے اور "لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل ......تا آخر پڑھے جو سورہ حشر کی آیت ہے۔

دانتوں کے درد کا تعویذ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ درد والے دانت پر ہاتھ رکھ کر سورہ حمد، سورہ توحید اور سورہ قدر پڑھے اور کہے

"وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ اِنَّهُ خَبِیرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ"

اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو تو گمان کرے گا ٹھہرے ہیں جبکہ یہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں یہ خدا کا کام ہے جس نے ہر چیز کو محکم بنایا ہے یقیناً وہ باخبر ہے اس سے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

درد سینہ کا تعویذ

وارد ہوا ہے کہ اس کیلئے سورہ بقرہ کی یہ آیت "وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْساً فَادّٰرَءْتُمْ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُونَ" تک پڑھے (اور جب تم نے ایک انسان کو قتل کیا تو خون گردن میں چھوڑ دیا شاید کہ تم عقل سے کام لو) روایت ہوئی ہے کہ قرآن مجید سے شفا طلب کرو کہ خدا فرماتا ہے "فِیهِ شِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُورِ" (اس میں شفا ہے اس کیلئے جو کچھ سینوں میں ہے) نیز کھانسی کیلئے ایک جامع دعا یہ ہے "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَجَائِیْ وَاَنْتَ ثِقَتِیْ وَعِمَادِیْ" (اے معبود تو ہی میری امید ہے اور تو ہی میرا بھروسا اور سہارا ہے)

پیٹ درد کا تعویذ

حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ پیٹ درد کیلئے گرم پانی میں چھید ڈال کر اسکا شربت بنا کر پیے اور سات مرتبہ سورہ حمد پڑھے نیز حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہم السلام سے مروی ہے کہ پیٹ درد میں گرم پانی پیے اور کہے

"یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیمُ یَا رَبَّ الْاَرْبَابِ یَا اِلٰهَ الْاٰلِهَةِ یَا مَلِکَ الْمُلُوکِ یَا سَیِّدَ السَّادَةِ، اشْفِنِی بِشِفَائِکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ فَاِنِّی عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدَیْکَ اَتَقَلَّبُ فِی قَبْضَتِکَ"

یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ، اے بہت رحم کرنے والے اے مہربان، اے پالنے والوں کے پالنے والے، اے معبودوں کے معبود، اے بادشاہوں کے بادشاہ اے سرداروں کے سردار مجھے شفا دے اپنی شفا اور ہر بیماری و تکلیف سے کیونکہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے دو بندوں کا بیٹا ہوں اور تیرے قبضے میں منقلب ہوتا ہوں۔

نیز پیٹ درد میں اس پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ کہے

"أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ"

پناہ لیتا ہوں خدا کی عزت و جلال کی اس درد سے جو مجھے لاحق ہوا ہے۔

آنکھ کا درد

بہت سی روایات میں ہے کہ آنکھ کا درد ختم کرنے کیلئے فجر اور مغرب کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے

"اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ عَلَیْکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ النُّوْرَ فِیْ بَصَرِیْ وَالْبَصِیْرَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَالْیَقِیْنَ فِیْ قَلْبِیْ وَالْاِخْلَاصَ فِیْ عَمَلِیْ وَالسَّلَامَةَ فِیْ نَفْسِیْ وَالسَّعَةَ فِیْ رِزْقِیْ وَالشُّکْرَ لَکَ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ"

اے معبود میں سوال کرتا ہوں محمدؐ و آل محمدؐ کے اس حق کے واسطے سے جو تجھ پر ہے کہ تو رحمت فرمائے محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور یہ کہ میری آنکھوں میں روشنی قرار دے میرے دین میں سمجھ عطا کر میرے دل میں یقین پیدا فرما عمل میں خلوص دے میرے دل کو مطمئن رکھ میرے رزق میں کشادگی دے اور جب تک زندہ ہوں مجھے اپنا شکر گزار بنائے رکھ۔

نیز برقی نے یونس بن ظبیان سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ کی آنکھوں میں شدید درد تھا یہ حالت دیکھ کر ہم بہت افسردہ ہوئے مگر دوسرے روز جب ہم آپؑ کے پاس آئے تو دیکھا آنکھیں بالکل ٹھیک ہو چکی ہیں ہم نے عرض کی ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں آپؑ نے کس چیز سے آنکھوں کا علاج کیا ہے فرمایا ہم نے معالجے کی چیزوں میں سے ایک چیز سے علاج کیا ہے ہم نے پوچھا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ ایک تعویذ تھا جسے ہم نے لکھا اور وہ یہ ہے

"أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِقُوَّةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ، وَأَعُوذُ بِنُورِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِعَظَمَةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِجَلَالِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِجَمَالِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِبَهَاءِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِجَمْعِ اللّٰهِ"

"پناہ لیتا ہوں خدا کی عزت کی پناہ لیتا ہوں خدا کی قوت کی پناہ لیتا ہوں خدا کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں خدا کے نور کی پناہ لیتا ہوں خدا کی بزرگی کی خدا کے دبدبے کی پناہ لیتا ہوں خدا کی زیبائی کی پناہ لیتا ہوں خدا کی تابانی کی اور پناہ لیتا ہوں خدا کے سب کچھ کی" ہم نے پوچھا کہ خدا کا سب کچھ کیا ہے آپؑ نے فرمایا

"بِکُلِّ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِعَفْوِ اللّٰهِ، وَأَعُوذُ بِغُفْرَانِ اللّٰهِ، وَأَعُوذُ بِرَسُولِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِالْأَئِمَّةِ"

اللہ کی ہر چیز کے ساتھ پناہ لیتا ہوں خدا کے درگزر کی پناہ لیتا ہوں خدا کی بخشش کی پناہ لیتا ہوں خدا رسول کی پناہ لیتا ہوں اور آئمہؑ کی پناہ لیتا ہوں

یہاں پر ہر امام کا نام لیا اور پھر فرمایا

"عَلٰی مَا تَشَاءُ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمُطِیْعِیْنَ"

اس پر کہ جو تکلیف محسوس کرتا ہوں پناہ لیتا ہوں اے معبود اطاعت گزاروں کے رب کی۔

علاوہ ازیں آنکھ کے درد کیلئے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنکھ پر آیت الکرسی پڑھے اور دل میں اس بات کا یقین رکھے کہ درد ہو جائے گا اگر آیت الکرسی پڑھنے سے پہلے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے تو بھی صحیح ہے

"أُعِیْذُ نُوْرَ بَصَرِیْ بِنُوْرِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُطْفَأُ"

میں اپنی آنکھوں کے نور کو خدا کے نور کی پناہ میں دیتا ہوں جو بجھتا نہیں۔

اور یہ نظر کی کمزوری کیلئے بھی فائدہ مند ہے نیز نظر کی کمزور اور تو ندھے کو دور کرنے کیلئے آیت نور متعدد بار کسی برتن پر لکھ کر دھوئے اور اس پانی کو کسی شیشی میں ڈال کر پھر اسکو سلائی سے آنکھوں میں لگاتا رہے۔ نیز روایت میں ہے کہ جو شخص قرآن دیکھ کر (ناظرہ) پڑھے تو اس کی آنکھوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا اور نظر ٹھیک رہے گی اور جو شخص روزانہ "فَجَعَلْنَاهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا" (پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنایا) کہے تو اسکی آنکھیں ہر آفت سے محفوظ رہیں گی۔ شیخ کفعمیؒ فرماتے ہیں کہ اس بات کا تجربہ اور آزمائش کی جا چکی ہے کہ آنکھ کے درد اور جسم کے تمام اعضاء کے دردوں کیلئے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے توسل کیا جائے☆

عرب کے اقتصادیات
اور اسلام کی خدمات

رئیس العلماء آیت اللہ سید کاظم نقوی طاب ثراہ (برادر علامہ سید علی نقی نقن مرحوم)

اسلام کے آنے سے پہلے عربوں کی اکثریت پر انتشار و پراگندگی کا سایہ تھا۔ انکے پاس کوئی مستقل جائے سکونت نہ تھی۔ چشموں اور سبزہ زاروں کی تلاش میں انکی قیام گاہیں بدلتی رہتی تھیں۔ بالکل آخر میں انہوں نے کعبہ کے گرد مکہ میں قیام کرلیا تھا۔ کعبہ کو شروع سے روحانی مرکزیت حاصل تھی۔ قبائل عرب اطراف وجوانب سے اس کے حج کے واسطے آتے، وہاں قربانیاں کرتے اور خیر خیرات دیتے تھے۔

کثرت سفر کی وجہ سے ان قبائل کے درمیان باہم معاملت ہونے لگی۔ آہستہ آہستہ اس میں ترقی ہوئی۔ مناسک حج سے فراغت کے بعد حدود شہر کے باہر خیمہ نصب کرکے انہوں نے بازار لگائے اور خرید وفروخت شروع کردی۔

اس وقت جزیرۂ عرب کے شمال میں فارس اور جنوب میں حبش کا اقتدار تھا۔ انکے ذہن میں تجارتی تبادلہ کا خیال پیدا ہوا۔ سمندری راستہ قابل اطمینان نہ تھا۔ وہ تجارتی سامان بلاد عرب میں کسی ایک مقام پر لاکر ذخیرہ کردیتے اور اسکی تھوڑی مقدار اپنے ہمراہ لے کر عرب کے بڑے شہروں کا دورہ کرتے تھے۔ وہاں اپنا سامان نکال کر واپسی میں ان اطراف کا مال اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ادھر یعنی عربوں کا کاروبار مشرقی افریقہ اور حبشہ کے غلاموں کی خرید وفروخت تھا۔ انکے خریدار بیشتر بڑے سوداگر اور زراعت پیشہ افراد تھے۔

یہ غلام بار برداری اور کھیتی باڑی میں کام آتے تھے۔ انکے مالکوں نے اپنا سارا کام ان پر چھوڑ دیا تھا۔ اس بنا پر عرب کی اقتصادی حالت میں غلام سازی کو بڑی اہمیت حاصل ہوگئی تھی۔ غلاموں پر اعتماد کلی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انکے خوشحال اور فارغ البال مالکوں کا پورا وقت عیش وعشرت، لہو ولعب اور شعر وشاعری کیلئے خالی ہوگیا۔ تجارت وزراعت کے علاوہ نہ انہیں کوئی دست کاری آئی اور نہ وہ علوم وفنون کی طرف توجہ کرسکے۔ انکے یہاں طبابت کا دارومدار بوڑھے کاہنوں اور منجموں پر تھا۔ انساب عرب کے واقف کار اور آثار قدیم کے قیافہ شناس انکے یہاں طبقہ علماء میں محبوب تھے۔ انکی تجارت غیر منظم اور کاروبار بے ترتیب تھا وہ طبعاً لاأبالی اور البڑ واقع ہوئے تھے۔

انکے پڑوس میں روم وفارس کی متمدن قومیں موجود تھیں لیکن وہ انکے نظم وضبط کی نقل تک نہ اتار سکے۔ بڑی مدت کے بعد عربوں کو خیال آیا کہ ہمیں بھی اپنے گھر سے نکل کر باہر تجارت کیلئے جانا چاہیے۔ انہوں نے سال میں دو سفر شروع کیے۔ ایک جاڑے میں یمن کی طرف اور دوسرا گرمی میں شام کی طرف، ان سفروں میں حجازی قافلے اپنے ملک کی خاص چیزیں شام ویمن لے جاتے اور واپسی میں وہاں کا سامان لاکر حجاز میں فروخت کرتے تھے۔

یہ قافلے شام ویمن سے دوسرے سامان کے ساتھ سبزیوں اور پھلوں کے بیج بھی لائے۔ انکی کاشت کیلئے انکے پاس طائف سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لئے طائف کو زراعت کے لحاظ سے تمام ملک میں نمایاں درجہ مل گیا۔ معاشی اطمینان کے سبب وہاں کی آبادی بھی نسبتاً بڑھ گئی۔ جزیرۂ عرب کی خوشحالی اور فارغ البالی میں بیشتر حصہ اسی طائف کی زراعت کا ہے۔ دولت کی فراوانی ہمیشہ عیاشی وفضول خرچی کا سبب بنا۔ وہ حجازی عرب جو چھوٹے چھوٹے کچے مکانوں میں رہنے کے عادی تھے اب انکے عالی شان بلند وبالا محل بن گئے۔ وہ جن کے گھر کا کام کاج

انکی عورتیں کیا کرتی تھیں اب انکے یہاں کثرت سے غلام و کنیز نظر آنے لگے۔ غلط فہمی نہ ہو اس ثروت مندی میں ملک کے تمام باشندے شریک نہ تھے۔ زراعت پیشہ عربوں کا ایک محدود طبقہ تھا۔ دوسرے قبائل ان ہی کے پہلو میں ہوا کے رحم و کرم پر کھلے بیابانوں میں خیمے لگائے زندگی بسر کر رہے تھے۔ کبھی تیز ہواؤں کے جھکڑ انکے خیموں کو اکھاڑ کر انہیں صحرا میں منتشر کر دیتے تھے۔ انکا کام اونٹ چرانا تھا۔ انکی گزر بسر اونٹنیوں کے دودھ پر تھی۔ انکا پیشہ آس پاس کے دیہاتوں پر ڈاکہ ڈالنا اور آتے جاتے قافلوں کا لوٹنا تھا۔ حجاز میں کوئی حکومت نہ تھی جو ان رہزنوں اور غارت گروں کی سرکوبی کرتی۔

عربوں کی شہری آبادی چار طبقوں پر مشتمل تھی کچھ لوگ شہر میں بڑی بڑی جائیدادوں کے مالک تھے۔ کچھ لوگوں کی شہر سے باہر زمینیں تھی جہاں وہ کاشت کرتے تھے۔ کچھ لوگوں کا سوداگری مشغلہ تھا۔ انکے علاوہ ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک بڑی تعداد غلاموں کی تھی۔ یہ متمدن ممالک سے اسیر کر کے لائے گئے تھے۔ وہاں کی بود و باش نے انکو پورے طور پر مہذب بنا دیا تھا۔ یہ تجارت و زراعت کا کامل سلیقہ رکھتے تھے۔

عربوں کے مختلف اقتصادی شعبوں میں انہوں نے عظیم خدمات انجام دیئے۔ غلاموں کے ذریعہ انکی تجارت و زراعت میں فی الجملہ نظم و ضبط پیدا ہوا۔ انہوں نے بعض معمولی کاموں میں بڑی مہارت پیدا کر لی تھی۔ غلہ پیسنے کی چکی بہت عمدہ بناتے تھے یہ تمام کام ان ہی کے غلاموں کے ذمے تھے۔ عرب کی فطرت میں بے فکری اور آزادی تھی۔ صحرا نوردی نے انکی عادتیں بگاڑ دی تھیں۔ وہ پابندی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ بہت دشوار تھا کہ وہ کسی جگہ بیٹھ کر کوئی کام کریں انکے ملک کا بیشتر حصہ خشک چٹیل بیابانوں پر مشتمل تھا۔ انکے پاس نہ سونے چاندی کے معدن تھے نہ تانبے، لوہے، پیتل اور کوئلے کی کانیں تھی۔ ایسی صورت میں وہ زراعت اور باہر کا مال لا کر بیچنے کے علاوہ کیا کر سکتے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حجاز، یمن اور طائف کے لوگوں نے انفرادی طور پر بھی اقتصادی مسائل کی طرف ضرور توجہ کی۔ انہوں نے شخصی مصالح کے پیش نظر اپنی ثروت میں اضافہ کیا۔ ظاہر ہے کہ کسی ایک طبقہ کی کشادہ حالی سے پوری قوم کو اطمینان نہیں نصیب ہو سکتا۔ عربوں کے پاس کوئی ایسا اجتماعی نظام نہ تھا جس کی پابندی ساری قوم کو متمول اور مطمئن بنا سکے۔ ان کے یہاں مختلف قبائل وسائل معاش تھے۔ قریش کی گزر بسر کا دارومدار چار چیزوں پر تھا۔ خانہ کعبہ کی نگہبانی، حاجیوں کی خدمت گزاری مویشیوں کی چرائی اور باہر سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت۔ کھلی ہوئی ہے کہ ان ذرائع سے کوئی منضبط آمدنی نہیں ہو سکتی۔ حالات کے لحاظ سے ان میں برابر کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ اسکے باوجود انہیں مستقبل کی کوئی فکر نہ تھی۔ وہ آنکھیں بند کر کے فضول خرچی کرتے تھے۔ اسراف و تبذیر کا نام انہوں نے حوصلہ مندی اور دریا دلی رکھ لیا تھا۔ نتیجتاً انہیں کبھی شدید تنگدستی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت انکو غذا میں جو کھجور اور بھیڑ بکری کے دودھ کے سوا اور کچھ میسر نہ ہوتا۔ انکی سکونت شہر میں چھوٹے چھوٹے گھروں میں اور بیابانوں میں خیموں کے اندر تھی۔ علمی و صنعتی شعبوں سے اجنبیت کی بنا پر انہیں اپنی سطح زندگی کو بلند کرنے کا تصور تک نہ ہوا تھا۔

اس کا ایک ناخوشگوار تجربہ اس وقت ہوا جب قریش نے خانہ کعبہ کی مرمت و درستی کرنا چاہی۔ حیرت کی بات ہے کہ اس موقع پر پورے ملک میں ایک معمولی بڑھئی دستیاب نہ ہو سکا بلکہ مصر سے بلانا پڑا۔ تاہم خانہ کعبہ کی وجہ سے حجاز کی طرف ہر شخص کا دل کھنچتا تھا۔ انکی خدمت گاری اور مجاوری کے سبب قریش پر عزت و احترام کی نگاہیں پڑتی تھیں۔ انکا آوازۂ شہرت دور دور تک پہنچ گیا تھا۔ موسم حج میں انکو خاصی آمدنی ہو جایا کرتی تھی۔ بادشاہ یمن کے دل میں قریش کی یہ مرکزیت خار بن کر کھٹکنے لگی۔ اس نے عربوں کی روحانی توجہ کو موڑنے کیلئے خود یمن میں ایک عمارت بنوائی۔ بہترین قیمتی سامان سے اسکی آرائش کی اور خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کیلئے ایک لشکر جرار روانہ کیا۔

فتح و ظفر بظاہر یقینی تھی لیکن انسانی ارادہ خدائی ارادہ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ خانہ کعبہ اپنی جگہ باقی رہا بلکہ اس واقعہ نے اسکی بابت عربوں کی عقیدت کو اور بڑھا دیا۔ قریش کی آمدنی بڑھنے کے ساتھ انکا درجہ اونچا ہو گیا۔ اجتماعی مصالح کو نظر میں رکھتے ہوئے قریش نے بھی عربوں کیلئے کسی نظام اقتصادی کی تشکیل نہیں کی۔ جہالت و بربریت سے ہر قوم کے اخلاقیات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ عیاشی، سیہ کاری اور شراب نوشی عربوں کا عام مشغلہ تھا۔ انکی علت رومی کنیزوں اور شامی شراب کہنہ کی در آمد تھی۔ عرب پرانی شراب کے قدیم شیفتہ و دلدادہ تھے۔ روز کا

مشاہدہ ہے کہ پڑی ہوئی عادتیں مشکل سے چھوٹتی ہیں۔ عادت انسان کو ایسے اقدامات پر مجبور کر دیتی ہے جو خودداری کیلئے ناقابل برداشت ہیں۔ وہ مغرور عرب جسے سرکٹنا گوارہ لیکن کسی کے سامنے گردن جھکانا ناگوار تھا اسکا دست سوال حادت کی پیاس بجھانے کیلئے غیر کے سامنے پھیلا ہوا تھا۔ قرض کی عمومی لین دین سود خواری تک منتہی ہوا کرتی ہے۔ اسکے نتائج غیر مبہم ہیں ہر شخص انہیں محسوس کر سکتا ہے۔ عرب فقیر ہوگئے۔ انکا معیار زندگی پست تر ہوگیا۔ انکی دولتیں ایک خاص طبقہ کے ہاتھ میں پہنچ گئیں۔ لطف یہ کہ وہ عرب نہ تھے، اجنبی تھے جو، ان کے ملک میں رہنے لگے تھے۔ جب کسی قوم پر ادبار آتا ہے تو اسکے احساس کی قوتیں سو جاتی ہیں۔

عرب خواب غفلت میں تھے انہیں واقعہ فیل اور لشکر ابرہہ کی گھما گھمی بھی بیدار نہ کر سکی۔ ان میں بات بات پر تلواریں کھینچی تھیں اسکے دلوں میں بغض وحسد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ اوس وخزرج کی لڑائیاں اور حرب فجار کی مشہور خون ریزیاں ابرہہ کے مکہ پر حملہ کے بعد ہوئی ہیں۔ اس انتشار وخلفشار کے ہوتے کس کو توقع تھی کہ عرب قوم کسی سیاسی واقتصادی نظام عام کے سایہ میں ایک حاکم کے زیر اقتدار جمع ہو جائے گی۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت عربوں کی حالت بہت نازک تھی۔ طائف، مدینہ اور یمن کے بعض خطوں کے سوا ملک اکثر قحط سالی کا شکار رہتا تھا۔ ساری قوم پر اجتماعی واقتصادی بدنظمی چھائی ہوئی تھی۔ پورے ملک کی پونجی سمٹ کر چند آدمیوں کے ہاتھ میں پہنچ گئی تھی۔ عربوں کی حالت اور انکی ذہنیت کا اندازہ ان مطالبات سے بخوبی ہو جاتا ہے جو رسولؐ اکرم کے سامنے پیش کیے گئے۔ خواہش کی گئی کہ مکہ اور اسکے گرد سے پہاڑ ہٹ جائیں، وہاں باغ لگیں اور نہریں جاری ہوں۔ کوہ صفا اور کوہ مروہ سونے چاندی کے ہو جائیں، زمین سے زر وجواہر کے خزانے نکل آئیں۔

ان فرمائشوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں شدید فقر وتنگدستی کا مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا۔ سستی اور کاہلی اور بے عملی اسکے خمیر میں مل گئی تھی۔ مال دنیا کا لالچ انکی طبیعتوں میں راسخ ہو گیا تھا۔ وہ محنت مشقت نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ ماحول تھا کہ ۶۱۰ء میں رسولؐ اسلام کی بعثت ہوئی۔ آپ نے عظیم اجتماعی معجزہ پیش کیا۔ ناقابل ترمیم قوانین شریعت بنائے۔ فطری اور مضبوط نظام اقتصادی کی داغ بیل ڈالی۔ آپ نے حکیمانہ تعلیمات وہدایات کے ذریعہ بیمار فطرتوں کی مسیحائی کی۔ وحشی وغیر مہذب دماغوں کی تربیت کر کے انہیں تازہ اجتماعی واقتصادی انقلاب کو قبول کرنے کے لائق بنایا۔

مکہ کے دوران قیام میں تیرہ برس تک رسولؐ اور آپ کے ہمراہیوں کی زندگی غیر مطمئن تھی۔ مشرکین کی طرف سے مزاحمتیں پورے شباب پر تھیں۔ وہاں اس تازہ انقلابی نظام کو بروئے کار لانے کا موقع نہیں ملا۔ اس کا مکمل نفاذ مدینہ آنے کے بعد ہوا۔ ہجرت کے بعد آنحضرتؐ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مہاجرین و انصار کے درمیان برادری قائم کی۔ آپ نے فرمایا کہ کمال ایمان یہ ہے کہ ایک برادر مؤمن کیلئے وہی چاہے جو اپنے واسطے چاہتا ہے۔

اسلام میں اقتصادیات کی بنیاد اخوت، محبت اور تعاون باہمی پر ہے۔ وہ خودغرضی، بدمعاملگی اور حسد سے نفرت کرتا ہے۔ اسلام نے اپنے مقاصد میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ انصار نے اپنے املاک واموال کا نصف حصہ مہاجرین کو دے دیا۔ ایثار واخوت کا یہ مظاہر تربیت اسلامی کا معجزہ تھا۔ رسولؐ نے عربوں کو تجارت کی طرف خاص طور سے متوجہ کیا۔ عرب ایک خشک صحراوی ملک ہے۔ تجارت کے سوا وہاں خوشحالی بڑھانے کا کوئی دوسرا وسیلہ نہ تھا۔

حضرتؐ نے اسکی اہمیت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا "تسعة اعشار الرزق فی التجارة" "رزق کے دس حصوں میں سے نو تجارت میں ہیں۔ اسلامی شریعت نے معاملات میں حلال وحرام کی تفریق کی۔ مسلمانوں کے درمیان سود کی لین دین کو ناجائز قرار دے دیا۔ سود خوری اور ذخیرہ اندوزی کی حرمت نے اقتصادی توازن قائم کیا۔ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک طبقہ کے ہاتھ میں سمٹ کر پہنچ جائے۔ اس نے رہزنوں اور غارت گروں کیلئے سخت سزائیں مقرر کیں۔ اس سے جزیرہ عرب میں تجارتی قافلوں کی آمد ورفت کیلئے کوئی خطرہ نہ رہا۔

ہم نے پہلے بتایا کہ اسلام سے قبل عربوں کے پاس چوروں اور ڈاکوؤں کی سرکوبی کے واسطے کوئی منظم طاقت نہ تھی۔ اسکے تجارتی قافلے اکثر وبیشتر راہ میں لٹ جاتے تھے۔ اسکی وجہ سے عربوں کی اقتصادی حالت بن بن کر بگڑ جاتی تھی۔ نرخ اور کیل و وزن کا انکے یہاں کوئی معیار نہ تھا۔ اسکا دارومدار انکی مرضی پر تھا۔ اسکا

نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کے درمیان خرید و فروخت کم ہوگئی اور ان میں کساد بازاری پھیل گئی۔ قرآن مجید نے صاف اعلان کیا
"فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیائھم" (اعراف ۸۵)
"ناپ تول میں دیانت داری سے کام لو اور لوگوں کی حق تلفی نہ کرو"۔
"واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان" (رحمٰن ۹)
"ہمیشہ ایمانداری سے وزن کرو، کم نہ تولو"۔

ان ہدایات نے عربوں کے بازاروں کو منظم اور لوگوں کو معاملت پر آمادہ کیا۔ قرآن مجید نے فضول خرچی کو ممنوع قرار دے کر انکے اخراجات کو محدود بنادیا۔ اس نے بخل اور اسراف کی مذمت کی اور میانہ روی کی تعریف فرمائی۔
"والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما" (فرقان ۶۷)
وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی اور کنجوسی نہیں کرتے بلکہ میانہ روی برتتے ہیں۔ قرآن فضول خرچ لوگوں کو شیطان کا بھائی سمجھتا ہے "ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین" اسکے قبل عرب ہمیشہ خالی ہاتھ رہتا تھا اب اسکی جیب میں پیسے رہنے لگے۔ اسلام کا رسول امی اقتصادیات کے اصول سے باخبر تھا۔ پیغمبر محبوب جانتے تھے کہ منجمد دولت گھٹتی رہے گی اسکے بڑھنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ انہوں نے سونے چاندی کے سکوں میں وجوب زکوٰۃ کی شرط قرار دی کہ وہ سال بھر ایک حالت میں نندر کھے رہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام چاہتا ہے کہ دولت کا تبادلہ تجارت، زراعت اور دوسرے کاموں میں برابر ہوتا رہے۔

خمس و زکوٰۃ کی نوعیت اس ٹیکس کی ہے جو حکومتوں کی طرف سے اس وقت عائد کیا جاتا ہے۔ اسکی وجہ سے لوگوں کو اپنے کاروبار کی نگرانی کرنا پڑی۔ انکے معاملات و حسابات منضبط ہوگئے۔ وہ عظیم مالی نقصانات سے بچ گئے۔ جزیرۂ عرب کی وحدت اور اسلام کے واحد نظام اقتصادی کی پابندی نے عربوں کے درمیان معاملات کی تعداد بڑھادی۔ اس کے پہلے بہت سے بلند صلاحیتوں کے افراد پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تھے۔ سود کی زیادتی قرض لینے سے مانع تھی۔

اسلام نے سود کو حرام قرار دے کر انہیں کام کرنے کا موقع دے دیا۔ دوسری طرف مسلمانوں کو قرض دینے کی جانب رغبت دلائی "من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون" (بقرہ ۲۴۵) کون ہے جو خدا کو بے سود دار قرض دے تاکہ وہ اسکا عوض بہت بڑھا چڑھا کر عطا کرے تنگی و کشادگی دینا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہے۔

معاملت کا ہمیشہ نقد ہونا بہت مشکل ہے۔ اکثر انسان کے پاس پیسہ نہیں ہوتا لیکن ضرورت معاملت پر مجبور کرتی ہے۔ اس صورت میں آدمی باہم سمجھوتہ کر کے ایک مدت مقرر کرتا ہے کہ قیمت یا مال اس وقت دیا جائے گا۔ اسلام کے پہلے عرب کی قرض کی ادائیگی کیلئے صرف زبانی عہد و پیمان کر لیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ مالی معاملات میں فقط زبانی قرارداد سے تحفظ نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے کہ قرض دار بعد کو انکار کردے یا وہ مرجائے اسکے ورثا مکر جائیں۔ ان برے نتائج کا لحاظ کر کے اسلام نے ایک مضبوط و قابل اطمینان قانون نافذ کیا، تاریخ اسلام سے پہلے اسکا وجود نہیں بتلاتی ہے۔

قرآن مجید نے ہدایت کی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْیَكْتُبْ بَّیْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ یَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَكْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْـًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ یَكُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا" (بقرہ ۲۸۲)

"اے ایمان والو! اگر تم ایک مدت معین تک قرض لو تو تمہیں ایک دستاویز لکھ دینا چاہئے اسکی تکمیل کوئی شخص انصاف اور دیانتداری سے کردے۔ کاتب اسکے لکھنے سے انکار نہ کرے۔ قرضدار کو قرضہ کا اقرار کرنا اور خدا سے ڈرنا چاہئے اسکے

واسطے یہ درست نہیں ہے کہ وہ اقرار میں قرضہ کی مقدار کم کردے۔ اب اگر قرض دار احمق یا کمسن ہو یا کسی وجہ سے اقرار پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکی طرف سے اسکا ولی اقرار کرلے گا اسکے علاوہ دو مردوں کو گواہ بھی بنا دو۔ دیکھو قرض کی رقم کم ہو یا زیادہ تمہیں دستاویز لکھنے میں کبیدگی نہ محسوس کرنا چاہئے گواہی کی بنا پر یہ معاملت درست اور مستحکم تر ہو جائے گی۔ اسکے بعد کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں باقی رہ جائے گی۔ ہاں اگر خرید وفروخت دست بدست نقد ہو تو پھر لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن مجید کے اس حکم سے اقتصادیات کو بڑا فائدہ پہنچا۔ یہ دستاویز قرضدار کے ذمہ قرضہ کا بہترین ثبوت بن گئی۔ اسکے ذریعہ میعاد کے اندر قرض خواہ اپنے مطالبہ کو وصول کرسکتا ہے۔ قرضدار اگر فوت ہو جائے تو دستاویز دکھا کر اسکے ورثا سے قرض کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔ اس دستاویز کے ذریعہ قرج خواہ کیلئے بہت سے منافع حاصل کرنے کا امکان ہے وہ اسکو پیش کرکے دوسروں سے قرض معاملت کرسکتا ہے۔ تمام معاملات اور مالی مبادلات کی بنیاد اس وقت ان ہی دستاویزوں پر ہے۔

اسلام نے عربی ماحول کے بالکل خلاف غلاموں کیلئے مختلف سہولتیں پیدا کیں انکی آزادی کیلئے راہیں نکالیں۔ متعدد گناہوں کا کفارہ غلام آزاد کرنا قرار دیا۔ اس وجہ سے غلاموں کی ایک جماعت آزاد ہوگئی جس کی تعداد برابر بڑھتی گئی یہ تجارت وزراعت میں ماہر تھے لہذا آزادی کے بعد اسی میں مشغول ہوگئے۔ غلاموں کے بارے میں رسولؐ نے وہی طریقہ کار اختیار کیا جو یہود خیبر کے بارے میں اطراف خیبر میں یہودی کھیتی کرتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد پیغمبرؐ نے انکو بے دخل نہیں کیا۔ ان سے معاہدہ کرلیا کہ یہاں کی پیداوار کا نصف حصہ تمہارا اور نصف مسلمانوں کا ہوا کرے گا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ علاقہ خیبر کھیتوں اور باغوں سے لہلہا رہا تھا۔ اس کو فنون زراعت کے ماہرین کی ضرورت تھی۔ مسلمانوں میں ان فنون کے واقف کار کم تھے۔ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہ تھی کہ ایک معاہدہ کرکے اس خطہ کو یہودیوں کے ہاتھ میں رہنے دیا جائے۔ ہم نے پہلے بتایا کہ غلاموں کو تجارت وزراعت کی بابت خاص مہارت حاصل تھی۔ اسلئے سارے ملک کی تجارت وزراعت ان ہی کے ہاتھوں میں تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اسلام سرے سے غلامی کو قانوناً ممنوع قرار دے دے۔ اس سے ملک کی اقتصادی حالت بہت خراب ہو جاتی۔ آزادی کے بعد یہ غلام انتقاماً یا کام کرنے سے انکار کردیتے اور یا اپنے اپنے وطنوں کو واپس چلے جاتے۔ اسلام نے ملک کو اقتصادی تباہی سے بچانے کی خاطر غلامی کو تدریجاً ختم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اگر اسلام اس بارے میں کوئی انتہائی اقدام اٹھا دیتا تو بعید نہ تھا کہ مسلمان رسولؐ کی زندگی ہی میں خانہ جنگی اور باہمی کشمکش کا شکار ہو جاتے۔

تاریخ سے باخبر افراد جانتے ہیں کہ انیسویں صدی میں جب شمالی امریکہ میں غلامی کو یکسر ختم کرنے کا اقدام کیا گیا تو کیسی خطرناک رسہ کشی اور تباہ کن خوں ریزی ہوئی۔ ملک کے جنوبی باشندوں نے شدید مخالفت کی اور بالآخر دونوں فریقوں میں سخت مقابلہ ہوا۔ اس کشمکش کا سبب صرف یہ تھا کہ سارے ملک کی زراعت کا دارومدار غلاموں کے اوپر تھا بے شک اس جنگ میں شمال والے کامیاب ہوئے اور انہوں نے غلاموں کو آزاد کرلیا لیکن اس آزادی کی قیمت میں انہیں لاکھوں آدمیوں کا خون دینا پڑا۔ رسولؐ اگر اس طرح کا اقدام کرتے تو غلام خواہ مخواہ آزاد ہوتے یا نہ ہوتے اقتصادی بربادی کے ساتھ اسلام کا نام ونشان صفحہ عالم سے بالکل مٹ جاتا۔ امریکہ میں غلامی ختم کرنے کے سوال پر خوں ریزیاں ہوئیں مگر اسکے ختم ہونے کے بعد ملک کو تباہ کن اقتصادی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ انیسویں صدی میں دنیا صنعت وحرفت میں کافی آگے بڑھ چکی تھی۔

تجارت وزراعت کے کاموں سے غلاموں کے علاوہ ملک کے دوسرے طبقے واقف ہو چکے تھے۔ اسلام کا سابقہ ساتویں صدی کے جاہل کاہل اور ناواقف عربوں سے تھا۔ اس وقت غلامی کو دفعتاً ممنوع قرار دینے کے معنی ملک کی اقتصادی موت اور اسلام کی تباہی ہوتے۔ بے عملی اور کاہلی عربوں کی طبیعت میں راسخ ہوگئی تھی۔ انہیں محنت ومشقت کرکے پیٹ بھرنا بہت کھلتا تھا۔ وہ دوسروں سے کام لینے کے عادی تھے۔ انکے نزدیک خود کام کرنا ذلت کا باعث تھا۔ پیغمبرؐ اسلام نے اس ذہنیت کو اپنے ذاتی عمل سے بدلنا چاہا۔ ایک مرتبہ حضرتؐ معہ اپنے چند اصحاب کے کسی سفر میں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؐ نے ایک بکری کا سالن پکانے کا حکم دیا۔ اصحابؓ نے یہ سن کر فوراً باہم تقسیم عمل کرلی۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اسکو ذبح کروں گا، دوسرے نے کہا میں اسکے صاف کرنے کا ذمہ دار

ہوں، تیسرے نے کہا اس کا پکانا میرے ذمہ ہے۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اور پکنے کیلئے لکڑیاں میں جمع کروں گا۔ اصحابؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ اس خدمت کو آپ کی طرف سے ہم انجام دے لیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ تم لوگ کام کرو اور میں الگ بیٹھا رہوں "ان اللہ یکرہ من عبدہ ان یراہ متمیزا بین اصحابہ"

اسلام نے محنت مزدوری کو اتنی اہمیت دی کہ عبادت الٰہی پر اس کو مقدم کر دیا۔ وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ انسان امور معاش کو چھوڑ کر محراب عبادت میں نظر آئے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزم میں کسی شخص کا ذکر خیر ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ ایک سفر میں وہ ہمارے ساتھ تھا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ سوار ہو کر برابر ذکر الٰہی کرتا رہتا تھا اور اتر کر نمازوں میں مشغول ہو جاتا۔ اس کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہ تھا۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ پھر اسکے اونٹ کو چارہ کون دیتا تھا؟ اسکا کھانا پینا کس کے ذمہ تھا؟ لوگوں نے کہا کہ اسکی دیکھ بھال ہم سب کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم سب اس سے بہتر ہو۔ کسب معاش کی طرف اس سے بڑھ کر توجہ دہانی کیا ہوگی کہ پیغمبرؐ نے سب کو خدا کا دوست اور بے عمل کو اسکا دشمن بتلایا۔ آپ نے فرمایا کہ

"لان یاخذ احدکم جلسہ ثم یعدوا الی الجبل فیحطب فیبیع خیر لہ من ان یسئل الناس " دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے یہ بہتر ہے کہ انسان پہاڑ پر سے لکڑی ڈھوئے اور اسکو فروخت کرے۔

ان ہدایات سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام سخت مزدوری کا حامی ہے۔ اس نے عربوں کی ذہنیت میں عظیم انقلاب پیدا کیا۔ اسکی بیکاری بے عملی، راحت طلبی اور تعیش پسندی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ ان کی اقتصادی حالت کو سدھارنے کی کوشش کی۔ انہوں نے عزت و دولت کے جو تخیلات قائم کر لئے تھے انہیں غلط بتایا۔ انکے واسطے آزادانہ تجارت کے راستوں کو کھول دیا۔ انکے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت کو محفوظ بنا دیا۔ انکے درمیان قرض کی لین دین کیلئے سہولتیں بہم پہنچائیں۔ سود خوری کو ناجائز قرار دے کر ان میں اقتصادی توازن قائم کیا۔ انکے اموال میں فریضہ زکوٰۃ عائد کر کے انکی کاروباری زندگی کو منضبط کرایا۔ خمس و زکوٰۃ کے توسط سے ان میں خوشحالی پھیلائی اور فقر و فاقہ سے انہیں نجات دلائی۔ کیا عرب کے اقتصادیات میں اسلام کے ان زریں خدمات کو تاریخ فراموش کر سکتی ہے؟ ☆

☆ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہیدوں پر گریہ

"قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اِنَّ النَّبِیَّ لَمَّا جَاءَتْهُ وَفَاةُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِی طَالِبٍ وَزَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ کَانَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَهُ کَثُرَ بُکَاؤُهُ عَلَیْهِمَا جِدًّا وَیَقُوْلُ: کَانَا یُحَدِّثَانِیْ وَیُؤْنِسَانِیْ فَذَهَبَا جَمِیْعًا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب جعفر بن ابی طالبؑ و زید بن حارثؓ کی شہادت کی خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو اسکے بعد جب آپؐ گھر میں داخل ہوئے، گریہ کیا اور فرمایا: یہ دونوں شہید مجھ سے باتیں کرتے تھے اور میرے مونس تھے لیکن دونوں دنیا سے چلے گئے۔

(رونا فطری عمل ہے خود رسولؐ خدا جناب زید بن حارثؓ اور جعفر بن ابی طالبؑ پر روئے اور انہیں بہترین کلمات سے یاد کیا) (من لایحضرہ الفقیہ ج۱ ص ۱۷۷)

☆ غمگین سانس پر تسبیح کا ثواب

"قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ: نَفَسُ الْمَهْمُوْمِ لِظُلْمِنَا تَسْبِیْحٌ وَهَمُّهُ لَنَا عِبَادَةٌ وَکِتْمَانُ سِرِّنَا جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. ثُمَّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ: یَجِبُ اَنْ یُکْتَبَ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِالذَّهَبِ" (امالی شیخ مفید ص ۳۳۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ہماری مظلومیت پر غمگین سانس لینا تسبیح شمار ہوتا ہے اور یہ غم عبادت ہے۔ ہمارا راز چھپانا جہاد ہے، اسکے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام مزید فرماتے ہیں، یہ حدیث سونے سے لکھنے کے قابل ہے (یعنی اہل بیتؑ کے غم میں آہ بھرنا تسبیح اور ذکر شمار ہوتا ہے)

☆ سوگوار فرشتے

"قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَکٍ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ شُعْثٌ غُبْرٌ یَبْکُوْنَهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: چار ہزار غبار آلود فرشتے امام حسینؑ کی قبر کے قریب قیامت تک آپؑ پر روئیں گے۔

(امام حسینؑ کے غم میں مومنین قیامت تک روئیں گے بلکہ ہر حق و باطل میں تمیز رکھنے والا ہمیشہ حق کی پیروی کرے گا) (کامل الزیارات ص ۱۱۹)

☆

تربتِ کربلا (خاکِ شفاء)

سید اسد حسین نقوی البخاری (لتو والی سیداں، نارووال)

تربت (عربی میں التربۃ) شیعہ اصطلاح میں وہ خاک اور غبار ہے جو امام حسینؑ کی قبر شریف کے اطراف سے اٹھائی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ حرم امام حسینؑ سے لے کر تقریباً 30 کلومیٹر تک کی زمین تربت کہی جاتی ہے لیکن جس قدر کہ حرم کے قریب تر ہو اس کے اثرات اتنے ہی زیادہ ہونگے۔ شیعہ اعتقادات کے مطابق بیماریوں سے صحت یابی، خوف سے چھٹکارا، رزق میں برکت، علم نافع کا حصول، عزت پانا، غربت اور ناداری سے نجات اور ہر قسم کا نیک اور پسندیدہ اثر، تربت کے اثرات میں سے ہیں اور روایات میں تربت پر سجدہ کرنے پر زور دیا گیا ہے اور تربت کا رائج ترین استعمال بھی سجدے کیلئے ہے۔

تربت لغت میں

لغت میں تربت کے معنی "خاک" (مٹی) کے ہیں (لسان العرب ذیل مادہ "ت رب" الفیر وزآبادی، القاموس المحیط، ذیل مادہ "ت رب")

بعض افراد نے احتمال ظاہر کیا ہے کہ ہر مقدس قبر جیسے رسولخداؐ اور آئمہ معصومینؑ، شہداء اور صالحین کی قبروں سے اٹھائی گئی خاک "تربت" کے زمرے میں آتی ہے تاہم اس کا رائج و مشہور مصداق قبر حسینؑ کی خاک ہے اور یہ اصطلاح اسی خاک پر منحصر ہے اور آئمہ شیعہ سے مروی احادیث میں لفظ "الطین" اور "طین القبر" سے مراد بھی "تربت امام حسینؑ" ہے (الفوائد الملیۃ لشرح الرسالۃ النفلیۃ ص ۲۱۱۔ البحرانی، یوسف، الحدائق الناضرۃ فی احکام العترۃ الطاہرۃ ج ۷ ص ۲۶۱)

ابو ریحان البیرونی نے امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کو "تربت مسعودہ" کے عنوان سے یاد کیا ہے (آثار الباقیۃ ص ۳۲۹)

تربت ہمیشہ سے شیعیان اہل بیتؑ کے ہاں محترم اور مقدس اور ان کا پہچان رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی (الارض والتربۃ الحسینیۃ ص ۳۲)

تربت احادیث کی روشنی میں

ایک حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے حواریوں کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور آپؑ کی تربت کی عظمت وفضیلت کی طرف اشارہ کیا۔

(کمال الدین وتمام النعمۃ ج ۲ ص ۵۳۲۔۵۳۱، صدری، خاک بہشت ص ۱۸۔۲۳)

شیعہ اور اہل سنت کے منابع میں منقولہ متعدد احادیث کے مطابق رسولخداؐ شہادت امام حسینؑ سے باخبر تھے اور بعض احادیث میں ہے کہ جبرئیلؑ (یا دوسرا فرشتہ) کربلا کی سرخ مٹی آپؐ کے پاس لایا جو آپؐ کے حزن وغم کا سبب بنی۔ ان احادیث میں بالخصوص مٹی لانے والے فرشتے کے سلسلے میں موجودہ اختلاف کے بموجب کچھ راویوں کی رائے ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار رونما ہوا ہے (عوالم العلوم و المعارف ج ۱۷ ص ۱۲۴۔۱۳۱۔ امینی، سیرتنا وسنتنا ص ۵۳۔۱۲۹)

یہ احادیث صحابی خواتین اور مردوں منجملہ بعض ازواج رسولؐ نے رسول اللہؐ سے نقل کی ہیں (المسند احمد بن حنبل ج ۱۱ ص ۲۰۷۔۲۰۸۔ مفید، الارشاد، ج ۲ ص ۱۲۹، فضل زیارۃ الحسینؑ ص ۹۰۔۹۲)

بعض مآخذ میں اس موضوع سے متعلق احادیث کا مضمون رسول اللہؐ کے معجزات کے ضمن میں بیان ہوا ہے (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۶۸۔۴۷۰)

ان احادیث کے مطابق جن میں سے بیشتر حضرت ام سلمیٰؓ سے نقل ہوئی ہیں رسولؐ خدا نے جبرئیلؑ کی لائی ہوئی خاک ام سلمیٰؓ کے سپرد کر دی اور انہوں نے اس کو ایک شیشی (یا اپنے پیراہن یا رومال) میں محفوظ کیا اور رسولؐ خدا نے فرمایا کہ یہ خاک عاشورا کے دن خون میں رنگ جائے گی اور یہ واقعہ امام حسینؑ کی شہادت کی علامت ہوگا۔ تربت کا خون میں رنگ جانے کے واقعات بعض دیگر روایات میں بھی نقل ہوئی ہیں (الامام الحسین علیہ السلام فی احادیث الفریقین ج۳ ص۲۱۸ تا ۲۳۲۔ مسند ابی یعلیٰ ج۶ ص۱۲۹۔۱۳۰۔ البدایۃ الکبریٰ ص۲۰۲۔۲۰۳۔ کامل الزیارات ص۵۹۔۶۱۔ المعجم الکبیر ج۳ ص۱۰۸۔ ابن شجری، الامالی الخمیسیۃ ج۲ ص۸۲ مجلس ۲۹ ص۱۳۹۔۱۴۰۔ المستدرک علی الصحیحین ج۴ ص۳۹۸۔ دار السلام (معجزہ ۵) ص۵۴۲۔ دمغیب، داستان ای شگفت ص۱۲۳۔۱۲۴)

شیعہ مآخذ میں یہ احادیث تقریباً ۱۰، راویوں سے رسول اللہؐ، امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے نقل ہوئی ہیں (الامالی شیخ طوسی ص۳۱۴۔۳۱۸۔۳۳۰۔ اعلام الوریٰ ج۱ ص۴۲۸ کامل الزیارات ص۶۰)

جن میں سے کچھ نے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے ام سلمیٰؓ کو تھوڑی سی مٹی دی تھی اور بعض دیگر نے لکھا ہے کہ یہ مٹی ام سلمیٰؓ کی وفات تک ان کے پاس تھی نیز ایک روایت کے مطابق یہ مٹی امام محمد باقرؑ کے پاس تھی (الامالی شیخ طوسی ص۳۱۶) بعض دعاؤں میں اشارے یا واضح بیان کے ساتھ کہا گیا ہے کہ جبرئیلؑ رسولؐ خدا کیلئے تربت لائے تھے (کامل الزیارات ص۱۴۰ تا ۱۸۵۔ بحار الانوار، ج۹۸ ص۱۱۸۔۱۲۹)

تربت کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام سے منقولہ احادیث

تربت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں امام علی علیہ السلام سے بھی بعض احادیث نقل ہوئی ہیں۔ منجملہ یہ کہ صفین کی طرف عزیمت کے دوران آپؑ کربلا سے گزرے تو اپنے اصحابؓ کیلئے کربلا کی تربت کی شان میں رسول اللہ کی حدیث نقل کر دی (وقعۃ صفین ص۱۴۰، الطبقات ابن سعد (ترجمۃ الامام الحسینؑ ومقتلہ) ص۴۸۔ المسند ابن حنبل ج۱ ص۴۴۶۔ المسند ابو یعلیٰ ج۱ ص۲۹۸۔ ابن عساکر ترجمۃ ریحانۃ رسول اللہ الامام المفدی فی سبیل اللہ ص۲۲۳)

ظاہراً یہ حدیث صفین کی طرف عزیمت اور وہاں سے واپسی کے دوران کربلا کے مقام پر امیر المومنینؑ سے سنی گئی ہے (الامام الحسین علیہ السلام فی احادیث الفریقین ج۳ ص۳۶۵)

ایک حدیث میں تصریح ہوئی ہے کہ امیر المومنینؑ امام حسینؑ کے مقام شہادت کی تربت کو جانتے تھے (الطبقات ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ومقتلہ) ص۴۸۔ ابن قولویہ کامل الزیارات ص۲۷)

حدیث میں ہے کہ امیر المومنینؑ کربلا سے گذرتے ہوئے روئے اور واقعہ عاشورا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہاں کی تربت کی حرمت کی یاد آوری کرائی۔
(قرب الاسناد ص۲۶۔ کامل الزیارات ص۲۶۹۔۲۷۰)

تربت کے بارے میں دوسرے آئمہؑ کی احادیث

حضرت امام حسین علیہ السلام بھی کربلا پہنچے تو تربت کے بارے میں بی بی ام سلمیٰؓ کی حدیث بیان فرمائی (تذکرۃ الخواص ص۲۲۵)

حضرت بی بی ام سلمیٰؓ نے یہ حدیث امام حسینؑ کی مدینہ سے ہجرت کرتے وقت آپؑ کو سنائی (البدایۃ الکبریٰ ص۲۰۳۔ مسعودی، اثبات الوصیۃ ص۱۶۵۔ ابن حمزہ، الثاقب فی المناقب ص۳۳۱۔۳۳۰۔ موحد ابطحی اصفہانی، الامام الحسین علیہ السلام فی احادیث الفریقین ج۳ ص۲۲۱۔۲۱۸)

تربت کے بارے میں دوسرے آئمہ معصومینؑ کے ارشادات بھی مآخذ میں نقل ہوئے ہیں اور آئمہؑ نے تربت کو "مبارکہ" اور "مسکۃ مبارکہ" جیسے اوصاف سے متصف فرمایا ہے اور اسکی فضیلت پر تاکید کی ہے (کامل الزیارات ص۲۶۷۔۲۶۸۔۲۷۰۔۲۷۱۔۲۷۲۔ الصفری، الاصول الستۃ عشر ص۱۶۔۱۷۔ المجلسی بحار الانوار، ج۹۸ ص۱۲۸۔۱۳۲)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے تربت اٹھاتے وقت اس کو سونگھا اور گریہ کیا (بحار الانوار، ج۹۸ ص۱۳۱)

بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ فرشتے تربت امام حسینؑ کو خاص توجہ دیتے ہیں (کامل الزیارات ص۶۸۔ مفید، کتاب المزار ص۱۵۱۔ صدری، خاک بہشت ص۴۹)

خاک شفاء کے فوائد۔ خاکِ کربلا سے شفاء

حدیث اور فقہ کے مآخذ میں تربت کیلئے متعدد آثار بیان ہوئے ہیں۔ احادیث

میں منقول ہے کہ تربت بیماریوں کیلئے شفا ہے اور اسکے شفا بخش اثرات امام حسین علیہ السلام کی امامت پر اعتقاد راسخ سے مشروط ہیں (الکافی ج۴ ص۵۸۸۔ فضل زیارۃ الحسین ص۹۱۔ مصباح المتہجد ص۷۳۴۔۷۳۲۔ المزار الکبیر ص ۳۶۱۔ ۳۶۳۔ بحار الانوار، ج۹۸ ص۱۱۸، اور بعد کے صفحات)

بعض علماء نے تربت کے اٹھانے اور تناول کرنے کے انداز اور روش کو بھی موثر جانا ہے (المحاسن ص۵۰۰۔ الکافی ج۴ ص۲۲۳۔ علل الشرائع ص۴۱۰۔ الامالی ص۳۱۷)

تربت سے شفایابی کے بارے میں فقہائے امامیہ کے درمیان اجماع پایا جاتا ہے (البیان ج۲ ص۲۵) اور اس کے آثار ان مآخذ میں مرقوم ہیں۔

تربت کے اثرات و برکات کے بارے میں موثق راویوں سے منقولہ احادیث دستیاب ہیں۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزۃ سید الشہداء اور دوسرے صالحین اور شہداء کی تربت سے شفا خواہی قدیم الایام سے مسلمانوں کے درمیان رائج اور مرسوم تھی (وفاء الوفاء ج۱ ص۷۹ و۱۱۶ ج۲ ص۵۴۴۔ احسن الجزاء ج۲ ص۱۷۹۔۱۸۲)

خوف سے حفاظت

تربت حسینیؑ کا ایک اثر، خوف سے محفوظ رہنا ہے اور احادیث میں اسے ساتھ رکھنے پر تاکید ہوئی ہے (کامل الزیارات ص۲۷۸ تا ۲۸۰۔ تہذیب الاحکام ج۶ ص۷۵۔ الامالی ص۳۱۸)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کپڑوں جیسے سامان میں تھوڑی سی تربت رکھا کرتے تھے اور امام علی رضا علیہ السلام کا یہ عمل اکی حفاظت کیلئے تھا (کامل الزیارات ص۲۷۸۔ الاستشفاء ص۱۳۰) نیز مآخذ حدیث کی رو سے تربت کا اپنے پاس رکھنا باعث برکت ہے (کامل الزیارات ص۲۷۸)

احادیث میں نومولود بچوں کا تالو تربت امام حسینؑ سے اٹھانے کا عمل مستحب قرار دیا گیا ہے (الکافی ج۶ ص۲۴۔ المقنعۃ ص۵۲۱۔ المراسم العلویۃ فی الاحکام النبویۃ ص۱۵۶۔ المہذب ج۲ ص۲۵۹۔ الوسیلۃ الی نیل الفضیلۃ ص۳۷۲۔ یوسف الحدائق الناضرۃ ج۷ ص۱۳۱) اور تربت کا بطور پیشکش اور ہدیہ دینے کی سفارش کی گئی ہے (الدروس الشرعیۃ فی فقہ الامامیۃ ج۲ ص۲۶)

میت کے ساتھ تربت رکھنا

فقہائے امامیہ کا اتفاق ہے کہ عذاب قبر سے نجات کیلئے میت کے ساتھ تربت امام حسینؑ رکھنا مستحب ہے لیکن اس عمل کی کیفیت کے سلسلے میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض فقہاء نے اس استحباب کو محض تربت کا متبرک ہونے پر مبنی قرار دیا ہے، جبکہ دوسرے فقہاء کا کہنا ہے کہ یہ عمل حدیث کے مطابق ہے۔ (الخلاف ج۱ ص۷۰۶۔ المعتبر فی شرح المختصر ج۱ ص۲۹۹۔۳۳۰۔ الفقہ المنسوب للامام الرضا ص۱۸۴۔ مصباح المجتہد ص۲۰۔ الاقتصاد الہادی الی طریق الرشاد ص۲۵۰۔ کتاب السرائر، ج۱ ص۱۶۵۔ المعتبر فی شرح المختصر، ج۱ ص۳۰۱۔ تذکرۃ الفقہاء ج۲ ص۹۵۹۴۔ ذکری الشیعۃ فی احکام الشریعۃ ج۲ ص۲۱۔ ذکری الشیعۃ فی احکام الشریعۃ ج۲ ص۲۱۔ مدارک الاحکام فی شرح شرائع الاسلام ج۲ ص۱۳۹۔ تہذیب الاحکام ج۶ ص، مصباح المتہجد ص، الاحتجاج الطبرسی ج۲ ص۵۸۲۔ یوسف، الحدائق الناضرۃ ج۴ ص، وسائل الشیعۃ ج۳ ص۷۰۷۔۷۰۸۔ تذکرۃ الفقہاء ج۲ ص۹۵۔ ذکری الشیعۃ فی احکام الشریعۃ ج۲ ص۲۱)

تربت کے دیگر اثرات

تربت کیلئے دوسرے اثرات بھی ذکر ہوئے جیسے روزی کا فراوان ہو جانا، علم نافع کا مالک بننا، عزت و عظمت پانا، غربت کا ختم ہو جانا، اور ہر قسم کے نیک اور پسندیدہ اثرات کا ظاہر ہونا (کامل الزیارات ص۲۷۷۔۲۸۲۔۲۸۵۔ ابن بسطام، طب الائمۃ ص۵۲۔ نوری، مستدرک الوسائل ج۸ ص۲۱۸۔ کلباسی، الاستشفاء ص۱۰۹۔ فرہاد میرزا قاجار قمقام زخار ص۶)

خاک شفاء کے بعض اثرات سے متعلق یہ سوال زیر بحث لایا گیا ہے کہ کیا یہ اثرات اسکے تناول کرنے سے مرتب ہوتے ہیں یا اسے ساتھ رکھنے سے؟ (مستند الشیعۃ ج۱۵ ص۱۶۳۔ کلباسی، الاستشفاء ص۶۷۔۷۷)

تربت پر سجدے کی فضیلت

احادیث اور فقہی کتب کے مطابق تربت حسینیؑ بہترین چیز ہے جس پر سجدے کے دوران پیشانی رکھی جا سکتی ہے (من لا یحضرہ الفقیہ ج۱ ص۲۶۸۔ شہید اول، الدروس الشرعیۃ فی فقہ الامامی ج۲ ص۲۶۔ البحرانی، یوسف، الحدائق الناضرۃ ج۷ ص۲۶۰۔ النراقی، مستند الشیعۃ ج۵ ص۲۶۶)

بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک پیلے رنگ کے تھیلے میں تربت امام حسینؑ اپنے پاس رکھتے تھے اور بوقت نماز اپنے مصلے پر ڈال دیتے تھے اور اس پر سجدہ کرتے تھے (مصباح المتہجد ص ۷۳۴۔ الدیلمی، ارشاد القلوب ج ۱ص ۱۱۵۔ المجلسی محمد باقر بحار الانوار، ج ۸۲ص ۱۵۳۔ آل کاشف الغطاء، الارض والتربۃ الحسینیۃ ص ۳۹)

فقہ اور حدیث کے بعض متون سے معلوم ہوتا ہے کہ تربت پر سجدہ اور تسبیح کرنا رقت قلب کا سبب بنتا ہے (روضۃ المتقین ج ۲ص ۱۷۷)

تربت کے بارے میں سب سے پہلا متن جو "لوح مِن طينِ القبر" کے عنوان سے آیا ہے سنہ 308 ہجری میں امام زمانہ (عج) کی ایک توقیع شریف میں مندرج ہے جو عبداللہ بن جعفر حمیری کے نام لکھی گئی تھی۔ اس حدیث سمیت متعدد دوسری حدیثوں میں تربت پر تسبیح کے استحباب پر تاکید ہوئی ہے۔ شہید اول کا کہنا ہے کہ یہ احادیث متواتر ہیں (کتاب المزار ص ۱۵۰۔۱۵۱۔ حسن الطبرسی، مکارم الاخلاق ص ۲۸۱۔ ابن المشہدی، المزار الکبیر ص ۳۶۶۔۳۶۸۔ الحر العاملی، وسائل الشیعہ ج ۳ص ۶۰۸۔ المجلسی محمد باقر بحار الانوار، ج ۸۲ص ۳۳۳۔۳۴۰۔ الدروس الشرعیۃ فی فقہ الامامیۃ ج ۲ص ۲۶)

تربت کی تسبیح

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سیدہ فاطمہ زہراؑ کی تسبیح ابتداء میں اون کے دھاگے سے بنی ہوئی تھی جس پر تکبیرات کی تعداد کے مطابق گرہیں لگی ہوئی تھیں اور جب حمزہؑ بن عبدالمطلبؑ جنگ احد میں شہید ہوئے تو آپؑ نے ان کی قبر کی تربت کی تسبیح بنائی۔

اسکے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ کی تربت سے تسبیح بنانا معمول بن گئی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقولہ دوسری حدیث میں تربت حضرت حمزہؑ اور امام حسینؑ کی تربت کی تسبیح کا موازنہ کیا گیا ہے اور تربت حسینیؑ کو برتر جانا گیا ہے (الارشاد ص ۱۵۱۔۱۵۰)

بعض روایات میں تربت حسینیؑ کی تسبیح ہاتھ میں لینے حتیٰ ذکر کے بغیر پر تاکید ہوئی ہے (مصباح المتہجد ص ۷۳۵۔ الطوسی، تہذیب الاحکام ج ۶ص ۷۵۔۷۶۔ احمد الطبرسی، الاحتجاج ج ۲ص ۵۸۳۔ المفید، کتاب المزار ص ۱۵۲)

تربت کے فقہی احکام

تربت کے تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہی کتب میں بھی اس کیلئے خاص قسم کے احکام بیان ہوئے ہیں؛ منجملہ یہ کہ "تربت کو نجس کرنا حرام اور اس سے نجاست ہٹانا اور اسکی تطہیر کرنا واجب ہے؛ حتیٰ کہ تربت کو نجس کرنا ممکن ہے کہ کفر کی علامت ہو۔ نیز میت کے ساتھ رکھی جانے والی تربت کو اس طرح سے رکھنا چاہیے کہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ تربت کی توہین ناخوشگوار دنیاوی اثرات کا سبب ہے (مختلف الشیعۃ فی احکام الشریعۃ ج ۱ص ۲۶۷۔ علامہ حلی تذکرۃ الفقہاء ج ۱ص ۱۱۷۔ النجفی، جواہر الکلام ج ۸ص ۳۳۵۔ آل کاشف الغطاء الارض والتربۃ الحسینیۃ ص ۱۷۵۔ سبزواری ص ۱۸۔ العروۃ الوثقیٰ ج ۱ص ۳۱۵۔ مسئلہ ۹۔ الطباطبائی الحکیم، مستمسک العروۃ الوثقیٰ ج ۴ص ۱۹۹۔ الامالی شیخ طوسی ص ۳۲۰۔ النوری، دار السلام ج ۲ص ۲۸۳)

مٹی کھانا حرام اور تربت کھانا صرف شفاء کی نیت سے جائز ہے (الکافی ج ۶ص ۲۶۵۔۲۶۶۔۳۷۸۔ ابن براج، المہذب ج ۲ص ۴۳۳۔ ابن حمزہ، الوسیلۃ الی نیل الفضیلۃ ص ۳۳۳۔ الحلی المحقق، شرائع الاسلام ج ۳ص ۱۷۶۔ النراقی، مستند الشیعہ ج ۱۵ص ۱۶۲۔ کلباسی، الاستشفاء ص ۲۸۳۰)

بعض احادیث اور فقہی فتاوی میں روزے کا افطار کرنا جائز ہے گو کہ بعض دوسرے فقہاء اس عمل کو جائز نہیں سمجھتے (الفقہ المنسوب للامام الرضاؑ ص ۲۱۰۔ ابن شعبۃ الحرانی، تحف العقول ص ۴۲۸۔ ابن بابویہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ص ۱۷۴۔ المفید، مسار الشیعہ فی مختصر تواریخ الشریعہ ص ۳۱۔ ابن طاؤوس، اقبال الاعمال ص ۲۸۱۔ شہید اول، البیان ص ۲۰۳۔ وہی مولف، ذکری الشیعہ فی احکام الشریعہ ج ۴ص ۱۷۶۔۱۷۵۔ المجلسی محمد باقر بحار الانوار، ج ۵۷ص ۱۵۸۔۱۶۱)

شفایابی کیلئے استعمال کی جانی والی تربت کی مقدار بہت کم اور زیادہ سے زیادہ ایک چنے کے برابر تک بتائی گئی ہے (الکافی ج ۶ص ۳۷۸۔ ابن براج، المہذب ج ۲ص ۴۲۹۔۴۳۰۔ الحلی، ابن ادریس، السرائر، ج ۱ص ۳۱۸۔ المحقق الحلی، شرائع ج ۳ص ۱۷۶۔ المجلسی بحار، ج ۵۷ص ۱۶۱۔۱۶۲۔ الکلباسی، الاستشفاء ص ۴۵۔۴۷)

بعض روایات کی رو سے دوسرے آئمہؑ نے بھی تربت حسینیؑ تناول کرنے کو جائز قرار دیا ہے لیکن ان احادیث کو فقہاء نے قبول نہیں کیا ہے کیونکہ ان کی رائے کے

مطابق یہ دوسری احادیث کے ساتھ سازگار نہیں ہیں (کامل الزیارات ص ۲۸۰۔۲۸۱۔ ابن بابویہ عیون اخبار الرضاؑ ج ۱ ص ۱۰۴۔ المجلسی محمد باقر بحار الانوار، ج ۵۷ ص ۱۵۶)

فقہاء کی رائے کے مطابق تربت کی خرید و فروخت جائز ہے (الدروس ج ۲ ص ۲۶۔ آل کاشف الغطاء الارض و التربۃ الحسینیۃ ص ۳۷۶) لیکن بعض دوسری روایات میں اس سے باز رہنے کا کہا گیا ہے (کامل الزیارات ص ۲۸۶)

تربت کی حدود اور آداب

قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کے اطراف میں تربت اٹھانے کی حدود مختلف روایات میں ۲۰ ذراع، ۲۵ ذراع، ۷۰ ذراع، ایک میل (۱۸۳۰ میٹر) یا ۴ میل (۷۳۲۰ میٹر) ۱۰ میل (۳۰۔۱۸ کلومیٹر) ۱ فرسخ (۵/۵ کلومیٹر) اور ۵ فرسخ (۲۷/۵ کلومیٹر) بیان ہوئی ہیں جو فقہاء کی آراء کے مطابق، ساری حدود صحیح ہوسکتی ہیں اس تفصیل کے ساتھ کہ جو تربت قبر کے قریب تر ہو اس کا احترام اور اثر اتنا ہی زیادہ ہوگا (تہذیب الاحکام ج ۶ ص ۷۱۔۷۲۔ الطوسی، مصباح المتہجد ص ۷۳۱۔۷۳۲۔ الحلی، ابن فہد، المہذب البارع فی شرح المختصر النافع ج ۴ ص ۲۲۰۔ شہید ثانی، الروضۃ البہیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ ج ۷ ص ۳۲۷۔ مقدس اردبیلی، مجمع الفائدۃ والبرہان ج ۲ ص ۳۱۳۔ المجلسی الاول، روضۃ المتقین ج ۵ ص ۳۷۰۔۳۷۱۔ النراقی، مستند الشیعۃ ج ۱۵ ص ۱۶۷۔۱۶۵)

تربت اٹھانے، تناول کرنے یا ساتھ رکھنے کیلئے خاص دعائیں اور اعمال منقول ہیں؛ جیسے غسل کرنا، قرآن کریم کی بعض آیات کریمہ کی تلاوت کرنا، بوسہ لینا اور آنکھوں پر رکھنا (کامل الزیارات باب ۹۴۔۹۳۔ الطوسی الامالی ص ۳۱۸۔ ابن طاؤس الامان ص ۴۷۔ وہی مولف، فلاح السائل ص ۶۲۔۲۲۴۔۲۲۵۔ ابن المشہدی المزار الکبیر ص ۳۶۳۔۳۶۶)

فقہاء کے نزدیک یہ آداب و اعمال تربت کے اثرات میں اضافے اور سرعت کا سبب بنتے ہیں؛ گوکہ اصولی طور پر تربت کی تاثیر ان اعمال پر منحصر نہیں ہے۔
(مجمع الفائدۃ والبرہان ج ۱۱ ص ۲۳۶)

تربت کے بارے میں تالیف شدہ کتب

مطبوعہ کتب: حدیث کے بہت سے مآخذ میں تربت کے بارے میں متعدد احادیث نقل ہوئی ہیں (کامل الزیارات ابواب ۷۱۔۹۱۔۹۵) اور تربت کے بارے میں مستقل کتب بھی تحریر و تالیف ہوئی ہیں جیسے:

محقق کرکی کی تالیف رسالۃ السجود علی التربۃ المشویۃ

محمد حسین آل کاشف الغطاء کی تالیف الارض والتربۃ الحسینیہ

ابو المعالی کلباسی کی تالیف الاستشفاء بالتربۃ الشریفۃ الحسینیہ

مہدی صدری کی کتاب خاک بہشت، سید محمد امروہوی ہندی کی کتاب سجدہ گاہ در فضیلت سجدہ بر تربت (الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۲ ص ۱۴۷)

احمد سلطان مصطفوی چشتی کی کتاب سجدہ گاہ رسول در سجدہ بر تربت (الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۲ ص ۱۴۷)

غیر مطبوعہ کتب: محمد بن بکران رازی کی تالیف شرف التربۃ (الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۸۰ رجال النجاشی ص ۳۹۴)

ابو المفضل شیبانی کی تالیف شرف التربۃ (الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۸۰ رجال النجاشی ص ۳۹۶)

فارسی میں سید علی رضوی لاہوری کی کتاب لمعہ معانی (الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۸ ص ۳۹۶)

تائب تبریزی کی منظوم تالیف مثنوی شفا نامہ تربت سید الشہداءؑ کی اثر کے بارے میں (الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ج ۱۹ ص ۸۴) ☆

(بقیہ...... عورت کون ہے؟)

وہ عورت جو خداداد صلاحیتوں کی مالک ہے وہ عورت کہ جو محمدؐ کی امتی ہے اور محمدؐ کے گھر سے تربیت کا درس نہیں لیتی۔ ایک ماں کا کردار اور تربیت کا انداز ہمیں بی بی سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی ذات سے ملتا ہے کہ جنکی درسگاہ سے حسنؑ و حسینؑ اور بی بی سیدہ زینب سلام اللہ علیہا جیسی ہستیاں نکلیں۔ آخر آج کی عورت اپنی ہی صلاحیتوں اور ذمہ داریوں سے کیوں ناواقف ہے؟ عورت تو وہ ہستی ہے کہ جو بیٹی ہے تو رحمت ہے، بیوی ہے تو نصف ایمان کا باعث اور اگر ماں ہے تو اسکے قدموں تلے جنت، لہٰذا میں تمام خواتین سے بالخصوص نوجوان لڑکیوں سے کہوں گی کہ اپنی اصلیت جانیں اپنی خلقت کا مقصد سمجھیں اور اسکی روشنی میں اپنا مستقبل بنائیں۔ ☆

سید ہادی علی نقوی البخاری (فتووالی سیداں)

نماز آیات واجب نمازوں میں سے ہے جو بعض قدرتی حوادث کے رونما ہونے کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے۔ آیات عربی میں "آیہ" یا "آیت" کا جمع ہے جس کے معنی "نشانی" اور "علامت" کے ہیں۔ اس نماز کو "نماز آیات" کہا جاتا ہے کیونکہ یہ نماز اس وقت واجب ہوتی ہے جب قدرتی حوادث کی شکل میں کوئی نشانی ظاہر ہوتی ہے۔

نماز آیات تاریخ کے آئینے میں

پرانے زمانے میں بعض قدرتی حوادث کے رونما ہونے کے حوالے سے لوگ مختلف قسم کے خرافات کا شکار ہوتے تھے مثلاً جب رسول اللہؐ کے فرزند حضرت ابراہیمؑ فوت ہوئے اور عین اسی وقت سورج گرہن ہوا تو لوگوں نے خیال کیا کہ سورج گرہن پیغمبر اکرمؐ کے فرزند ابراہیمؑ کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے جب پیغمبر اکرمؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ کی رحلت ہوئی تو امت اسلامی کیلئے تین سنتیں مرسوم ہوئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آپؐ کی رحلت ہوئی تو لوگوں نے خیال کیا کہ ہر پیغمبر زادے کی موت سے سورج گرہن ہوتا ہے۔ رسول خداؐ جب اس بات سے باخبر ہوئے تو منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا

اے لوگو! تحقیق سورج گرہن اور چاند گرہن خدا کی نشانیوں میں سے ہے جو خدا کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہیں کسی کی رحلت سے ایسا نہیں ہوتا پس جب بھی ان میں سے کوئی ایک واقعہ رونما ہو جائے تو نماز آیات پڑھا کرو۔ اسکے بعد آپؐ منبر سے نیچے تشریف لائے اور لوگوں کے ساتھ نماز آیات ادا کی۔ اس وقت سے مسلمانوں پر نماز آیات واجب ہوئی (وسائل الشیعہ ج۷ ص۴۸۵)

شرائط وجوب نماز آیات

درج ذیل واقعات میں سے جو بھی جہاں کہیں پر رونما ہو نماز آیات واجب ہو جاتی ہے

☆سورج گرہن (جزئی یا کلی) ☆چاند گرہن (جزئی یا کلی)

☆زلزلہ ☆رعد و برق

☆طوفان اور کالی آندھی وغیرہ (صرف اس صورت میں کہ جب ان پر آیت اور نشانی صدق آئے یعنی معمول سے ہٹ کر ہو) اگر چہ کوئی خوفزدہ نہ بھی ہو نماز آیات ہو جاتی ہے (آیت اللہ گلپایگانی مسئلہ ۱۵۰۰)

اور دوسری قدرتی حوادث جس سے غالباً لوگ خوفزدہ ہوں (احکام دین ج۱ ص۱۴۸) سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر صرف اس وقت نماز آیات واجب ہوتی ہے جب گرہن کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ آنکھ سے نظر آ جائے لہٰذا اگر ان کی مقدار اتنی کم ہو کہ صرف علمی آلات (ٹلسکوپ وغیرہ) سے نظر آئے یا بہت جلدی ختم ہو جائے تو نماز آیات واجب نہیں ہے (رسالہ نجاۃ العباد، ج۱ ص۱۰۹)

موجبات نماز آیات کے ثابت ہونے کے راستے

جن چیزوں کی وجہ سے نماز آیات واجب ہوتی ہے ان کو درج ذیل راستوں سے

ثابت کر سکتے ہیں

☆ خود انسان کو ان کے واقع ہونے کا یقین حاصل ہو جائے

☆ دو عادل اشخاص گواہی دیں (تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۳۴۷)

☆ ایسا گمان جس سے اطمینان حاصل ہو (توضیح المسائل محقق بہجتؒ ج ۱ ص ۲۸۰)

☆ بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر فقط ایک عادل شخص کی گواہی یا ماہرین علم نجوم کے کہنے پر بھی ثابت ہوگی بشرطیکہ انکی صداقت پر اطمینان ہونے سے بھی ثابت ہوتی ہے (تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۳۴۷)

نماز آیات کا وقت

سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز آیات کا وقت گرہن کے شروع ہونے سے لے کر پورا سورج یا چاند نظر آنے تک ہے لیکن احتیاط کے طور پر سورج یا چاند ظاہر ہونا شروع ہونے کے بعد سے نماز کو موخر نہ کی جائے (رسالہ شریفہ مجمع الرسائل المحشی ج ۱ ص ۴۱۱۔ مسئلہ ۱۳۰۸)

زلزلہ اور دوسرے واقعات کی بنا پر نماز آیات پڑھنے کا وقت انسان کی عمر کی آخر تک ہے اور جب بھی پڑھی جائے ادا کی نیت سے پڑھی جائے گی لیکن ظاہر یہ ہے کہ اسکا وجوب فوری ہے اور احتیاط کی بنا پر اسکے ادا کر سکنے کے وقت سے زیادہ موخر نہ کی جائے (رسالہ شریفہ مجمع الرسائل المحشی ج ۱ ص ۴۱۱۔ مسئلہ ۱۳۰۸)

نماز آیات کی کیفیت

نماز آیات دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ نماز آیات دو طرح سے پڑھی جاسکتی ہے۔ پہلی صورت یہ کہ ہر رکعت میں ایک سورۃ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے کے بعد ایک رکوع انجام دیا جائے البتہ ہر حصے میں ایک آیت مکمل ہونا ضروری ہے ایک سے زیادہ ہونے پر کوئی اشکال نہیں لیکن ایک آیت سے کمتر نہ ہو۔

دوسری صورت یہ کہ ہر رکعت میں ایک سورۃ کو کامل طور پر پانچ مرتبہ پڑھا جائے اور ہر مرتبہ ایک رکوع انجام دیا جائے البتہ دوسری صورت میں ہر رکعت میں سورہ حمد کو بھی پانچ دفعہ تکرار کرنا ضروری ہے۔

یہاں پر نماز آیات کا مختصر طریقہ جس میں سورہ قدر کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے پڑھنے کے طریقے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

پہلی رکعت

نیت کے بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز کو شروع کریں گے۔ سورہ حمد کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پھر اسکے بعد سورہ قدر کی پہلی آیت کو پڑھیں گے (سورہ قدر)

اسکے بعد رکوع میں جا کر ذکر رکوع پھر رکوع سے سر بلند کر کے دوسری آیت "وما ادرک ما لیلۃ القدر" "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ضرورت نہیں۔ پھر دوبارہ رکوع پھر سر بلند کر کے تیسری آیت "لیلۃ القدر خیرٌ من الف شھر" پھر دوبارہ رکوع، پھر رکوع سے سر بلند کر کے چوتھی آیت "تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر" پھر دوبارہ رکوع، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر پانچویں آیت "سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر" اسکے بعد دوبارہ رکوع پھر اسکے بعد سجدے میں جا کر ذکر سجدہ اور پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جائیں گے۔

دوسری رکعت

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھی جائے گی صرف یہ کہ اس رکعت میں آخر رکوع سے پہلے قنوت بھی پڑھ سکتے ہیں اسکے بعد آخری رکوع انجام دے کر سجدے میں پھر عام نمازوں کی طرح نماز کو ختم کریں گے (احکام دین ج ۱ ص ۱۴۸)

نماز آیات کے واجبات

☆ نیت ☆ تکبیرۃ الاحرام ☆ قرأت ☆ دو سجدے ☆ ہر رکعت میں پانچ رکوع ☆ ہر رکعت میں پانچ واجب قیام ☆ ہر رکعت میں پانچ واجب قرأت ☆ تشہد ☆ سلام (شرح تبصرہ علامہ حلیؒ ج ۱ ص ۱۴۶)

احکام نماز آیات

☆ نماز آیات کو جماعت کے ساتھ بھی پڑھا جاسکتا ہے اس صورت میں حمد اور سورہ کو فقط امام جماعت پڑھے گا لیکن باقی اذکار ماموین پر بھی پڑھنا واجب ہے (العروۃ الوثقیٰ ج ۱ ص ۳۰۷ م ۱۳)

☆ اگر نماز آیات کے اسباب میں سے کوئی ایک بھی کسی شہر میں رونما ہو جائے تو صرف اسی شہر کے لوگوں پر نماز آیات واجب ہے دوسرے شہروں کے باسیوں پر کوئی چیز واجب نہیں ہے (توضیح المسائل م ۱۴۹۴)

☆ نماز آیات کی ایک رکعت میں مذکورہ دو طریقوں میں سے ایک جبکہ دوسری

رکعت میں دوسرے طریقے پر عمل کرے تب بھی نماز صحیح ہے مثلاً پہلی رکعت میں پانچ مرتبہ سورہ حمد اور کوئی اور سورہ کو تکرار کرے جبکہ دوسری رکعت میں ایک سورہ حمد اور کسی اور سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کرے تو نماز صحیح ہے (توضیح المسائل م ۱۵۰۹)

☆ ہر دوسرے رکوع سے پہلے یعنی دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اگر صرف دسویں رکوع سے پہلے ایک قنوت پڑھ لیں تو بھی کافی ہے (توضیح المسائل م ۱۵۱۲)

☆ نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے پس اگر عمداً یا سہواً کم یا زیادہ ہوا تو نماز باطل ہے (توضیح المسائل م ۱۵۱۵)

☆ جو چیزیں یومیہ نمازوں میں واجب یا مستحب ہیں، نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہے لیکن نماز آیات میں مستحب ہے اذان و اقامت کی بجائے تین مرتبہ ثواب کے قصد سے "الصلاۃ" کہا جائے (توضیح المسائل م ۱۵۱۰)

☆ نماز آیات میں چاہے اسے دن کے وقت پڑھی جا رہی ہو یا رات کے وقت حمد اور سورہ کو بلند آواز میں پڑھنا مستحب ہے (ترجمہ تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۳۵۱)

☆ نماز آیات کا کوئی بھی رکوع سہواً یا عمداً زیادہ ہو جائے تو نماز باطل ہے لیکن اگر ابھی اسکا محل باقی ہو تو واپس آ کر انجام دے دیں تو نماز صحیح ہوگی (رسالہ شریفہ مجمع الرسائل المحشی ج ۱ ص ۳۱۳۔ مسئلہ ۱۳۱۸)

☆ نماز آیات میں شک اور سہو کا حکم یومیہ نمازوں میں شک اور سہو کی طرح ہے سوائے نماز آیات کے رکوع میں کہ یہاں پر ہمیشہ کم پر بنا رکھنا واجب ہے (رسالہ شریفہ مجمع الرسائل المحشی ج ۱ ص ۳۱۳۔ مسئلہ ۱۳۱۹)

☆ نماز آیات ہر مکلف پر واجب ہے مگر حائض اور نفساء پر کہ ان سے یہ نماز ساقط ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ حیض اور نفاس سے پاک ہو اور غسل کے بعد نماز آیات کو بطور قضا انجام دیا جائے (غایۃ القصوی فی ترجمہ العروۃ الوثقیٰ ج ۲ ص ۲۷)

☆ اگر نماز آیات کے اسباب میں سے ایک سے زیادہ ایک ہی وقت میں رونما ہو جائے تو ہر ایک کیلئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے مثلاً اگر سورج گرہن اور زلزلہ ایک ساتھ رونما ہو تو دو نماز آیات پڑھنا واجب ہے (رسالہ توضیح المسائل مراجع ج ۱ ص ۸۱۳) اس صورت میں احوط یہ ہے کہ نیت میں سبب کو معین کرے اگرچہ اجمالی طور پر ہی کیوں نہ ہو (غایۃ القصوی فی ترجمہ العروۃ الوثقیٰ ج ۲ ص ۲۷)

☆ جس شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں اگر یہ سب ایک ہی سبب کی وجہ سے واجب ہوں مثلاً کئی مرتبہ سورج گرہن یا چاند گرہن یا زلزلہ واقع ہوئے ہوں اور انکی نماز وقت پر ادا نہ کی ہو تو جب انکی قضا کرنا چاہے تو سبب کو معین کرنا ضروری نہیں ہے اسی طرح رعد و برق اور کالی اور سرخ آندھی میں سے ہر ایک کی خاطر نماز آیات قضا کرنا ہو تو انکے اسباب کو بھی معین کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر سورج گرہن، چاند گرہن اور زلزلہ یا پہلے والے دو کی خاطر نماز آیات قضا کرنا ہو تو نیت میں سبب معین کرنا واجب ہے (رسالہ توضیح المسائل مراجع ج ۱ ص ۸۱۳)

☆ زلزلے کے بعد جو پس لرزے (After Shocks) آتے ہیں اگر محسوس ہو تو نماز آیات واجب ہونے کا سبب ہے۔

یومیہ اور نماز آیات میں تداخل

اگر یومیہ نمازوں میں سے کسی نماز کے وقت کے اندر نماز آیات کے اسباب میں سے کوئی سبب رونما ہو جائے تو ان میں سے جس کا بھی وقت تنگ ہو اسے مقدم کیا جائے گا اگر دونوں کے وقت میں وسعت ہو تو جس کو بھی چاہے مقدم کر سکتے ہیں اگرچہ احوط یہ ہے کہ نماز یومیہ کو مقدم کیا جائے لیکن اگر دونوں کا وقت تنگ ہو تو یومیہ نماز کو مقدم کرنا واجب ہے (رسالہ شریفہ مجمع الرسائل المحشی ج ۱ ص ۳۱۲ مسئلہ ۱۳۱۲)

نماز آیات میں شک

اگر نماز آیات کی رکعتوں کی تعداد میں شک کرے اور کسی نتیجہ تک نہ پہنچے تو نماز باطل ہے (رسالہ توضیح المسائل مراجع ج ۱ ص ۸۲۲ مسئلہ ۱۵۱۳)

رکعات کی تعداد اور افعال کی انجام دہی کے حوالے سے کوئی گمان حاصل ہو تو اسی پر عمل کیا جائے گا (رسالہ توضیح المسائل مراجع ج ۱ ص ۸۲۲)

اگر شک کرے کہ رکعت اول کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور غور و فکر کے بعد بھی کسی نتیجہ تک نہ پہنچے تو نماز باطل ہے لیکن اگر شک کرے کہ چار رکوع انجام دیا ہے یا پانچ اور ابھی تک سجدے میں نہ گیا ہو تو ایک اور رکوع انجام دے لیکن اگر سجدے میں گیا ہو تو اپنی شک پر اعتنا نہ کرے (رسالہ توضیح المسائل مراجع ج ۱ ص ۸۲۲ مسئلہ ۱۵۱۴)

اگر رکوع کی تعداد میں شک کرے تو کم پر بنا رکھے لیکن اگر محل سے تجاوز کیا ہو تو شک پر اعتنا نہ کرے (رسالہ توضیح المسائل مراجع ج ۱ ص ۸۲۲) ☆

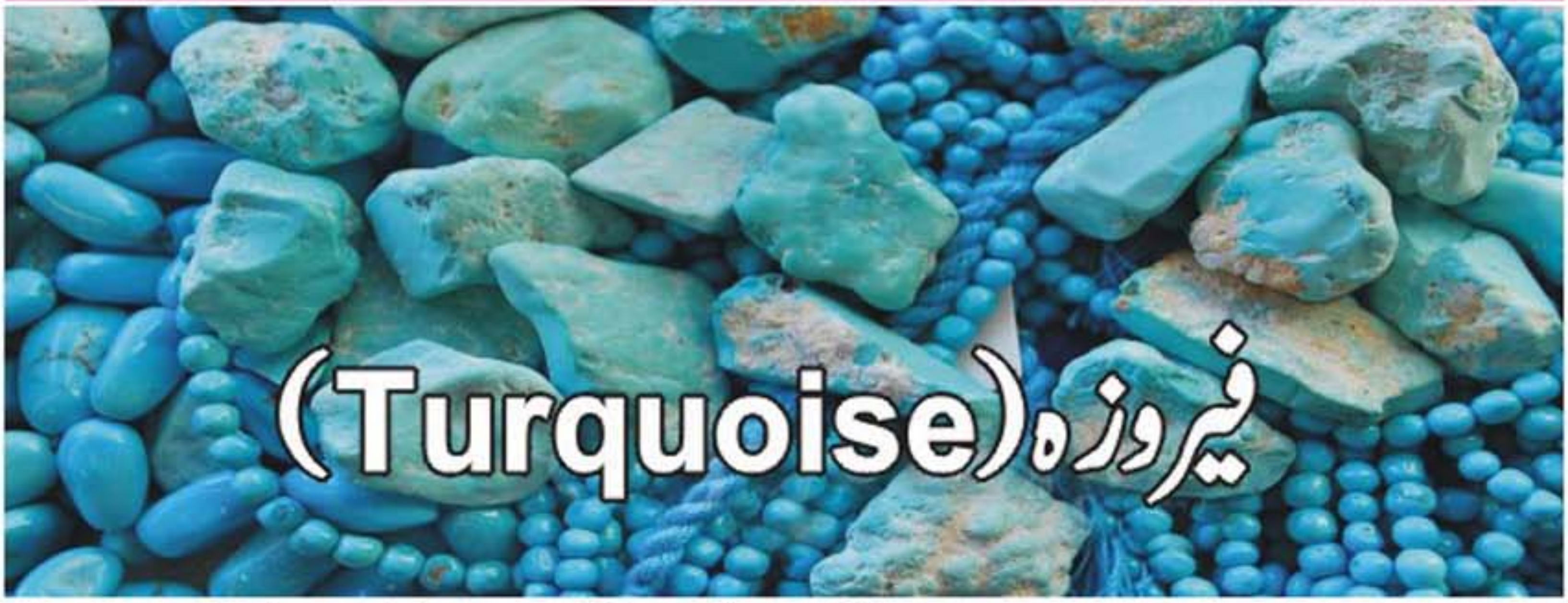

فیروزہ (Turquoise)

انتخاب...... سید حیدر علی نقوی

اس کو انگریزی میں Turquoise ٹورکوائس یا ٹرکینا، فارسی میں فیروزہ، سنسکرت میں پیروج کہتے ہیں۔ اس کا انگریزی میں ٹورکوائس اس لیے کہا گیا کہ یہ ملک ٹرکس یعنی روم سے بہت بڑی تعداد میں آتا تھا۔ اسے دوسرے درجے کے جواہرات میں اعلیٰ ترین شمار کیا جاتا ہے۔

فیروزہ تین رنگوں میں دستیاب ہے

۱۔ سبزی مائل، حسینی کہلاتا ہے ۲۔ نیلے رنگ کو رزاقی

۳۔ تیسرا رنگ فیروزی ہے اور یہی سب سے اعلیٰ ہے۔ یہ بہت پرانا اور روغنی چمک کا حامل مقبول پتھر ہے۔ اس کا مزہ پھیکا اور مزاج سرد و خشک ہے۔ اس میں ہائیڈریٹ، فاسفیٹ، کوپر، آئرن، المونیم اور پیوپیٹ پائے جاتے ہیں Hardnesss اس کی چھے ہے۔

مقامات پیدائش اور تاریخی پس منظر

یہ پتھر زمانہ قدیم میں ہندوستان سے نکالا جاتا تھا اور اس کو کاٹ تراش کیلئے روم بھیجا جاتا تھا۔ انتہائی عمدہ قسم کا فیروزہ ایران کے صوبہ خراساں میں مشہد اور نیشاپور کے "میدان نیشاپور" کے ایک کوہی مقام سے نکالا جاتا ہے اسے "نیشاپوری فیروزہ" کہتے ہیں۔

ماہر جواہرات مسٹر فریزر ایک صدی قبل اس کان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نیشاپور میں صرف ایک پہاڑی میں فیروزہ موجود ہے، جہاں چھ مقامات پر کان کنی ہوتی ہے۔ پہلے پہل کان سے عمدہ قسم کے فیروزے نہیں نکلتے، اس میں بھورے رنگ کے پتھر کی قسم کی تہ ہے جسے کھودنے سے فیروزہ ساق پتھر سے چپٹا ہوا ملتا ہے۔

دوسری کان میں بھی فیروزہ اسی قسم کی چٹانوں سے چپٹے ہوئے ہوتے ہیں، تیسری کان پر اس وقت کھدائی شروع نہیں ہوئی تھی۔ چوتھی کان میں ایک بہت بڑی بھورے رنگ کی چٹان ہے، جس میں دو نشیب ہیں، ایک میں پانی بھرا ہوا ہے۔ پانچویں کان بڑے پہاڑ کی چوٹی کے نزدیک ہے جہاں فیروزہ سنگ ساق کی چٹانوں اور زرد مٹی میں پایا جاتا ہے، اس وقت چھٹی کان ختم ہو چکی ہے۔

مصر میں نہر سویز کے فیروزہ کی کانیں ایک بڑے وسیع میدان میں واقع ہیں، اس مقام پر فیروزہ سرخی مائل ریتلے پتھر کی چٹان سے نکلتا ہے۔ اسکے علاوہ فیروزہ فلسطین، روس، جرمنی، چین، پاکستان، افغانستان، تبت، امریکا اور نیپال میں بھی پایا جاتا ہے۔

فیروزہ کی اقسام

عام طور پر ماہرین جواہرات فیروزہ کی دو اقسام بیان کرتے ہیں۔

مشرقی فیروزہ

یہ قسم پرانی چٹانوں سے نکلتی ہے اور اس کی رنگت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

مغربی فیروزہ

اس کو استخوان یا بون بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ اس میں فاسفیٹ چونے کی

مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ فیروزہ کی یہ قسم نئی چٹانوں میں پائی جاتی ہے، اسکی رنگت خراب ہو کر سبز ہو جاتی ہے، یہ فرانس کی کانوں میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔

ماہرین فارس جواہرات فیروزہ کی آٹھ اقسام

سلیمانی، آسمانی، فتحی، انجہاری، ورلوی، گجو نیا، عبدالمجیدی اور آندیشی بتاتے ہیں۔ ان میں سے پہلی پانچ اقسام کی رنگت خاکی ہوتی ہے اسکے علاوہ فیروزہ ایران کے شہروں کرمان اور شیراز بھی میں پایا جاتا ہے جن میں سفید رنگ ملا ہوا ہوتا ہے اور انہیں "ساباگی" اور "سربوم" کہتے ہیں۔ جن پتھروں میں نیلے رنگ کی دھاری ہوتی ہے، ان کو "نیل بوم" کہا جاتا ہے۔

لداخ سے بھی معیاری فیروزہ نکلتا ہے لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ اس کا رنگ ہم دار نہیں ہوتا ہے، کہیں سے ہلکا اور کہیں سے گہرا ہو جاتا ہے، آج کل وہاں بھی بہت مشکل سے ہی دستیاب ہے لیکن وہاں کے مقامی لوگوں نے قدیم دور ہی میں اس کو دریافت کر لیا تھا۔

لہٰذا اس کی لڑیاں ان کے گھروں میں دستیاب ہیں اور اکثر لوگ ان کو گلے میں پہنا کرتے ہیں، انگوٹھی میں جڑوانا ہو تو اسی لڑی میں سے نکلوا کر تراشوا کر انگوٹھی میں جڑوا لیتے ہیں۔

فیروزہ کی شناخت

جواہرات کی دنیا میں فیروزہ واحد پتھر ہے جس کو پورا تیار نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے نچلے حصے کو قدرتی حالت میں رہنے دیا جاتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے چونکہ فیروزہ ایک نرم پتھر ہے جب یہ انگوٹھی میں پہنا جاتا ہے تو اس کا نچلا حصہ پہننے والے کی جلد کو چھوتا ہے اس طرح انسانی مساموں سے نکلنے والا قدرتی روغن اور پسینہ اسے رطوبت مہیا کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنا رنگ پکڑتا ہے۔ وضو کرنے والے لوگ پانی کا استعمال بکثرت کرتے ہیں اس وجہ سے ان کے فیروزے کا رنگ جلد تبدیل ہوتا ہے جسے دیکھ کر صاحبانِ نظر پہننے والے کے پرہیزگار ہونے کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

یہ ایک قیمتی جواہر ہے اس لیے اس کو خریدنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا چاہیے کہ فیروزہ اصلی ہے یا نقلی کیونکہ عام طور پر بازار میں نقلی فیروزے فروخت کیے جاتے ہیں۔ اصلی فیروزے کی ایک نشانی یہ ہے کہ اگر اس کو حرارت دی جائے تو اس کا پانی خشک ہو جانے کی وجہ سے اس کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے، دھوئیں سے اس کی رنگت بھوری ہو جاتی ہے۔

اس پر کسی تیزاب کا اثر نہیں ہوتا لیکن رنگ ضرور متاثر ہو جاتا ہے۔ اصلی نگینے کی چمک اور آب زیادہ ہوتی ہے، پختہ اور خالص فیروزہ کا رنگ مستقل قائم رہتا ہے۔ نقلی فیروزے کی ایک خامی یہ ہے کہ اس کا رنگ بہت جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اگر آپ فیروزہ فوری طور پر چیک کرنا چاہتے ہوں تو ریتی سے اس کو نیچے سے تھوڑا سا رگڑ دیں یا فیروزہ کو گرمی پہنچائیں اور اس کو سونگھیں، اس میں سے ایک طرح کی بو آتی ہے جس کے باعث یہ اصلی کے مقابلے میں اپنا آپ بتا دیتا ہے۔ اگر اس کو کسی تیزاب کے ساتھ جوش دیں تو اس کے تحلیل ہونے سے بری سی بو نکلتی ہے۔

ایران میں چونے سے نقلی فیروزے بھی بنائے جا رہے ہیں جو دیکھنے میں بالکل اصلی نظر آتے ہیں لیکن اگر ان کو نیچے سے رگڑا جائے تو وہاں سے سفید چونا نمایاں ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں یہ روایت معروف ہے کہ فیروزے کو دودھ میں رکھنا چاہیے، یہ دودھ پیتا ہے، اس لیے اکثر لوگ اس کو جمعرات کے دن دودھ میں ڈال دیتے ہیں جس سے اس کی رنگت تھوڑی سفید ہو جاتی ہے، اسے فیروزے کے اصل ہونے کی نشانی قرار دیا جاتا ہے۔

بہت سے لوگوں کو ایسا کہتے بھی سنا گیا ہے کہ "میں فیروزہ پہن کر تندور کے پاس کھڑا ہو گیا تو ساری روٹیاں گر گئیں" یا میں نے فیروزہ پہن کر شیو کرانے گیا تو حجام کے سارے استرے کند ہو گئے"۔

یہ محض قصے کہانیاں ہیں اگر ایسا ہی ہوتا تو فوجیوں اور پولیس اہل کاروں کو فیروزہ پہنا دینا چاہیے تاکہ وہ دشمن پر قابو پانے میں سہولت پائیں۔ جہاں تک دودھ پینے والی بات ہے تو پرانے زمانے میں جوہری فیروزے کو دودھ میں اس لیے رکھتے تھے کہ اصل فیروزے کی نشانی یہ ہے کہ وہ دودھ میں ڈالتے ہی دودھ کو پھاڑ دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فیروزے میں فاسفیٹ ہوتا ہے جس کے ردعمل میں وہ پھٹ جاتا ہے یہ اس کے اصل ہونے کی نشانی ہے۔

جوہریوں سے جب پوچھا جاتا ہے کہ وہ فیروزہ کو دودھ میں کیوں ڈالتے ہیں تو وہ اصل بات چھپاتے ہیں اور یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ یہ دودھ پیتا ہے لیکن

فیروزے کو دودھ میں رکھنے میں ایک حکمت بھی ہے۔

وہ یہ کہ دودھ جب پھٹ جاتا ہے تو اس میں تیزابیت پیدا ہو جاتی ہے جو فیروزے کی جڑوں میں سے میل کچیل صاف کر دیتی ہے۔ فیروزے کی رگیں صاف ہو جاتی ہیں اور اسکے بعد اس کو اگر ناریل کے تیل میں ڈال دیا جائے تو اس کا رنگ بہت نکھر جاتا ہے لیکن اس سے بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل نقلی فیروزہ بھی دودھ میں ڈال دیں تو وہ بھی دودھ کو پھاڑ دیتا ہے کیونکہ چالاک جعل ساز نقلی فیروزے کی جڑ میں لاکھ لگا دیتے ہیں اور دودھ کی ترکیب آزمانے والے بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔

فیروزے کی جڑوں کو ہمیشہ غور سے دیکھیں اگر فیروزے کی جڑوں میں چمک ہو اور بے ترتیب ہونے کے بجائے ایسا محسوس ہو رہی ہوں کہ جیسے کوئی پگھلی ہوئی چیز ہے تو اس فیروزہ کے نقلی ہونے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

یاد رکھیے اصل فیروزہ ہمیشہ رنگ تبدیل کرتا رہتا ہے یعنی کبھی ہلکا کبھی گہرا، اس کی وجہ یہ ہے اس میں لوہا اور تانبا موجود ہیں، جن فیروزوں میں تانبے یعنی کاپر کی مقدار زیادہ ہوگی، انکی رنگت نیلے رنگ کی ہوتی ہے اس کو رزاقی بھی کہتے ہیں۔

جس فیروزے میں لوہا زیادہ ہوتا ہے اس کی رنگت سبزی مائل ہوتی ہے جسے حسینی کہتے ہیں۔ حسینی فیروزہ اعصاب کو مضبوط کرتا ہے اور مردانگی بحال ہوتی ہے تاہم یہ انا پرستی اور ضدی پن بھی پیدا کرتا ہے، اسکے پہننے والے کو غصہ بہت آتا ہے جو ایک طرح سے قوت ارادی کے بلند ہونے کی علامت بھی ہے۔ حسینی فیروزہ بہ نسبت رزاقی فیروزے کے زیادہ قیمتی ہوتا ہے لیکن وہ لوگ جن کا عنصر آتش ہو یا وہ بلڈ پریشر کے مریض ہوں ان کو چاہیے کہ وہ حسینی فیروزہ استعمال نہ کریں ورنہ وہ ہر وقت غصہ میں اور لڑتے جھگڑتے نظر آئیں گے۔ اگر وہ یہ فیروزہ لازمی پہننا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ اس کے ساتھ عقیق ضرور پہنیں کیونکہ وہ توازن برقرار رکھے گا، وجہ یہ کہ عقیق میں سلیکیٹ یا سلیکون ڈائی آکسائیڈ ہوتا ہے جو اعصاب کو پرسکون رکھتا ہے، اسی لیے صوفیاء کرام عقیق اور فیروزے سے خصوصی انسیت رکھتے ہیں۔

فیروزہ کی حیرت انگیز صفات

فیروزہ پہننے سے مفلسی اور محتاجی قریب نہیں آتی کیونکہ اس کے عناصر توانائی اور طراری پیدا کرتے ہیں، اس قسم کے لوگ مفلسی سے نکلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

فیروزے کو لاکٹ میں جڑوا کر گلے میں لٹکانے سے دل کو تقویت ملتی ہے۔

اس پتھر کی صفت ہے کہ صاف اور اچھی فضا میں اس کی رنگت زیادہ شفاف ہو جاتی ہے۔ اگر فیروزہ کو انگوٹھی میں ڈال کر پہنا جائے تو اس سے دل کو راحت ملتی ہے، خوف دور ہوتا ہے، جس کے پاس فیروزہ ہو اس پر آسمانی بجلی نہیں گرتی اور وہ ڈوبنے سے محفوظ رہتا ہے، دشمنوں پر فتح حاصل کرتا ہے۔

روایت ہے کہ جو شخص نیا چاند دیکھ کر فیروزہ کو دیکھے تو اسے بہت بڑی دولت ہاتھ لگتی ہے (واللہ اعلم)

فیروزہ پہننے کے فوائد

جس کے پاس فیروزہ ہو اسے سانپ اور بچھو وغیرہ ڈنک نہیں مارتے۔ یہ پتھر بہت کم نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ گھوڑوں کے شوقین لوگوں کیلئے فیروزہ اپنے پاس رکھنا بہت اچھا ہے۔

ارسطو کا کہنا ہے کہ فیروزہ پہننے سے انسان رحم دل اور خدا ترس رہتا ہے، جو شخص صبح وشام فیروزہ دیکھے وہ خوش گوار زندگی بسر کرتا ہے۔

فیروزہ پہننے سے انسان بری نظر سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں میں بڑا مرتبہ پاتا ہے چونکہ یہ اعصاب کو بے پناہ مضبوط کرتا ہے اس لیے پرانے زمانے میں جنگجو اور سپاہی فیروزے کے بازوبند یا جوشن (ایک طرح کا بریسلٹ) استعمال کیا کرتے تھے۔

بعض احادیث میں فیروزے کو مردانہ بانجھ پن کے ازالے کیلئے اکسیر قرار دیا گیا ہے، ان احادیث کی روشنی میں راقم نے اس کا تجربہ کیا اور صحیح پایا۔ یہ احادیث نظر سے گزرنے کے بعد جب راقم اس کے اجزاء ترکیبی کا جائزہ لیا تو یہ پایا کہ اس میں زیادہ مقدار فاسفیٹ، میگنیشم، کاپر اور آئرن کی ہے اور ان سے ہو کر جسم کے اندر سرایت کرنے والی شعاعیں ہمارے جسم میں بہت سے کیمیکل ری ایکشن کرتے ہیں جن سے Bonemarrow یعنی ہڈی کا گودہ بڑھتا بھی ہے اور اس میں زیادہ توانائی پیدا ہوتی ہے۔ اس عمل سے ہمارے Cells یعنی خلیوں کو اضافی تقویت فراہم ہوتی ہے۔ Cells زیادہ صحت مند ہو جائیں تو متعدد بیماریوں کا ازالہ ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں تولیدی جرثوموں کی فعالیت میں

اضافہ ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں انسان صاحبِ اولاد ہو جاتا ہے۔

اگر فیروزے یا کسی پتھر پر آیت لکھ دی جائے تو اس کو بغیر وضو کے نہیں پہنا جا سکتا اب جو بھی آیت والا فیروزہ پہنے گا اس کو ہمیشہ باوضو رہنا پڑے گا اور باوضو رہنے کی وجہ سے وہ پرہیزگاری کی طرف مائل ہو جائے گا، نماز بھی ادا کرنے لگ جائے گا جس سے جسمانی کے علاوہ حاملِ فیروزہ کو روحانی بالیدگی بھی میسر آئے گی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ جس ہاتھ میں عقیق اور فیروزے کی انگوٹھی ہو وہ اگر میرے آگے دعا کیلئے پھیلایا جائے تو مجھے اس سے شرم آتی ہے اور میں اسے ناامید نہیں پھیرتا۔

کہا جاتا ہے کہ فیروزہ بلا اور مصیبت سے بچانے کیلئے بہترین ہوتا ہے یہ کسی مصیبت یا حادثہ سے پہلے فوراً چٹخ جاتا ہے اور اپنے پہننے والے کی تکلیف خود پر لے کر اپنے حامل کو محفوظ رکھتا ہے۔ فیروزہ کا طبی نقطہ نظر اس کا استعمال خفقان (دل ڈوبنے کا مرض) اور نسیان (بھولنے کا عارضہ) میں مفید ہے، حافظے کو تقویت پہنچاتا ہے۔ یہ دل کو تفریح کی حالت میں رکھتا ہے جس سے ڈیپریشن یعنی بے زاری اور مراق یعنی مالی خولیا کو افاقہ ہوتا ہے۔ معدہ کے خلفشار اور سر کی تکالیف میں نافع پایا گیا ہے۔

اس کا سرمہ آنکھوں میں لگانے سے بصارت میں تیزی آتی ہے۔ بعض لوگوں کی بینائی رات کے وقت انتہائی کم زور ہو جاتی ہے، جسے شب کوری یا Night Blindness بھی کہا جاتا ہے، اس کی ایک وجہ حیاتین A یا جسم میں زنک کی کمی بھی ہو سکتی ہے اور ایک وجہ موتیا یعنی Cataractt بھی ہوتی ہے۔ اگر موخر الذکر وجہ ہو تو فیروزے کا سرمہ استعمال کرنے سے شفا ملتی ہے۔

طبی طریق سے یعنی اگر اسے کشتے کے صورت میں شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ تلی کے امراض کیلئے بھی بہترین دوا ہے۔ گردے اور مثانہ کی پتھری کو خارج کرنے میں اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ عورتوں میں رحم کے امراض اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں۔ شوگر (ذیابیطس) کے مرض میں بھی اس کا کشتہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ طبی طریق پر فروزہ کا استعمال ریح کے درد سے نجات دلاتا ہے، ورم کو ختم کرتا ہے، جنون کی کیفیت دور کرتا ہے۔ ناسور کیلئے بھی اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

فیروزے کا مزاج سرد خشک اور ذائقہ پھیکا ہوتا ہے۔

مشہور و تاریخی فیروزے

۱۔ ایک انتہائی نادر و نایاب فیروزہ جس پر قرآن پاک کی آیت سنہری حروف کے ساتھ کندہ تھی، نادر شاہ کے بازوبند میں جڑا ہوا تھا، اس فیروزہ کی لمبائی دو انچ اور شکل صنوبری ہے، آج سے ایک صدی قبل اس کی قیمت آٹھ ہزار روپیہ پڑی تھی۔

۲۔ ایران کے میوزیم میں شاہی حقے موجود ہیں جن پر فیروزے جڑے ہوئے ہیں۔

۳۔ ڈیوک آف آرلیز کے پاس انتہائی خوش نما اور دیدہ زیب دو فیروزے منقش موجود تھے، دونوں پر عورتوں کے نقش کندہ ہیں تاہم ان میں ایک پر عورت کے ساتھ تیر و کمان بھی کندہ ہے۔

۴۔ ۱۸۷۸ میں جواہرات کی ایک نمائش میں عمدہ قسم کے فیروزوں کی ایک مالا تین ہزار چھ سو روپے میں فروخت ہوئی تھی۔ اس میں بارہ فیروزے پروئے ہوئے تھے اور ہر ایک پر بارہ بیزروں میں سے ایک کا نقش کندہ تھا۔

آئمہ معصومین علیہم السلام کی نظر میں فیروزہ پہننے کے فوائد

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ
جو شخص فیروزے کی انگوٹھی پہنے گا محتاج نہ ہوگا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث قدسی میں فرماتے ہیں کہ
پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا: جس ہاتھ میں عقیق یا فیروزہ کی انگشتری ہو اور وہ ہاتھ میرے حضور دعا کیلئے پھیلایا جائے تو میں اسے ناامید نہیں پھیرتا۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں علی ابن محمد ضمیری نے عرض کیا کہ میں نے جعفر ابن محمود کی بیٹی سے شادی کی اور مجھے اس سے بڑی محبت ہے مگر اس سے اولاد نہیں ہوتی۔

امام علیہ السلام نے اس کی بات سن کر تبسم کے ساتھ ارشاد فرمایا
فیروزے کی نگینے والی انگوٹھی لے اور اسکے نگینے پر "رب لا تذر فی فردا و انت خیر الوارثین" کندہ کرو۔

تعمیل ارشاد کرنے پر ایک سال بھی نہ گزارنے پایا تھا کہ اللہ نے اسے اسی زوجہ سے فرزند عطا فرمایا۔ ☆

عورت کون ہے؟

ایلیا نقوی (ایم ایس سی سوشیالوجی)

لفظ عورت کا مطلب ہے کہ کسی چیز کو چھپانا اور پردہ میں رہنا۔ کیا پردہ، چادر اور چاردیوار کے نظریہ کے علاوہ بھی عورت میں کچھ چھپا ہوا ہے۔ وہ کونسی صلاحیتیں ہیں جو ایک عورت میں چھپی ہوئی ہیں جنکے بارے میں شاید عورت خود بھی نہیں جانتی۔ کیا صرف چادر اوڑھنا اور پردہ میں ہی رہنا اس سے مراد ہے۔ اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ عورت کو سمجھنا مشکل ہے آخر کیوں مشکل ہے؟

عورت پروردگار عالم کی وہ مخلوق ہے کہ جو دن میں پچاس مرتبہ ٹوٹ جائے تو ایک نئے جذبے کے ساتھ اور زیادہ مضبوطی کے ساتھ سامنے آتی ہے اور مرد ایک دفعہ ٹوٹ جائے تو وہ دوبارہ نئے حوصلے کے ساتھ مضبوط نہیں بن سکتا۔ پھر اسے ضرورت پڑتی ہے اسی عورت کی حوصلہ افزائی کی کہ جس کو صنف نازک کہا جاتا ہے۔ عورت کی حوصلہ افزائی کرنے کی صلاحیت کی اعلیٰ نظیر ہمیں واقعہ کربلا سے ملتی ہے کہ شب عاشور ہر خاتون اپنی قربانی تیار کرتی ہوئی اور اسکی حوصلہ افزائی کرتی ہوئی ملی۔ اسلام میں عورت پر جہاد ساقط ہے لیکن مرد کو جہاد کیلئے تیار کرنے والی عورت ہی ہے اور پھر وہ خواتین کا قافلہ ہی تھا جس نے قیام و مقصد حسینؑ کو رہتی دنیا تک کیلئے زندہ جاوید بنادیا۔

تاریخ کے دامن میں ہمیں کبھی عورت تجارت کرتی ہوئی ملتی ہے تجارت بھی ایسی کہ نام ملیکۃ العرب پڑ گیا تو کبھی اسی عورت سے راز دار ہونے کی صلاحیت کی عظیم مثال ملتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو موسیٰ نبی کی آمد کا بتایا گیا کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے اس راز کو راز ہی رکھا پھر حضرت موسیٰؑ کی بہن فرعون کے دربار تک ساتھ گئی اور ماں کو بھی لے گئی لیکن فرعونیوں کو علم تک نہ ہوا کہ یہ بچہ کی والدہ ہیں تو یہ صلاحیت بھی عورت میں چھپی ملتی ہے جو صلاحیتیں ایک عورت میں چھپی ہیں وہ مرد میں نہیں۔ جو کام ایک خاتون کر سکتی ہے مرد نہیں کر سکتا۔

آخر کیوں عورت کو اتنا مقام اور صلاحیتیں عطا کی گئیں اور پھر ان صلاحیتوں کو اس صنف نازک میں چھپا دیا؟ ایک اور سوال یہ بھی اٹھتا ہے کہ کیا یہ صلاحیتیں صرف ماضی کے دامن میں تھیں یا آج کی عورت میں بھی صلاحیتیں ہیں اگر ہیں تو آج کی عورت جانتی کیوں نہیں؟ کیونکہ آج عورت نہ تو خود شناس ہے اور نہ خدا شناس۔ اللہ کی کائنات میں کوئی چیز بے مقصد نہیں ہے تو پھر عورت کی ان چھپی ہوئی صلاحیتوں کا مقصد کیا ہے؟ ایک عورت ماں، بیٹی، بہن، بیوی اور بہو ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی اتنا مقام آخر کیوں؟ بدقسمتی سے ہم کبھی سوچتے ہی نہیں۔ ماں کی گود پہلی درسگاہ ہے وہ درسگاہ کہ جہاں سے محمدؐ کا وہ امتی نکلے گا کہ جس کے ذمہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ہے پھر اس درسگاہ سے ایک عورت نے بھی نکلنا ہے کہ جو مستقبل کی درسگاہ ہوگی۔

ایک بیٹی کی شادی پر ماں یہ تو سمجھاتی ہے کہ ساس، سسر اور نندوں کے ساتھ کیسے رہنا ہے۔ شوہر کو تعویذوں کے ذریعے کیسے اپنے ہاتھوں میں کرنا ہے صد افسوس کہ کچھ مائیں تعویذوں میں گھٹیا چیزیں خود لا کر دے رہی ہوتی ہیں وہ ماں کہ جسکے قدموں تلے جنت ہے وہ ایک مستقبل کی ماں کی تربیت پروپیگنڈوں اور تعویذوں سے کر رہی ہے۔ (باقی ص نمبر 78 کالم نمبر 2 پر) ☆

ماڑی انڈس میں الفجر یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی

سید راشد صغیر رضوی

علامہ سید افتخار حسین نقوی نجفی نے میانوالی کے مومنین کی درخواست اور قرآنی استخارہ کو حکم الٰہی سمجھتے ہوئے اسلام آباد کے پاپوش علاقے کو چھوڑ کر (۱) ماڑی انڈس، میانوالی میں تشریف لائے اور جامعہ امام خمینیؒ کا 31 اگست 1982ء کو سنگ بنیاد رکھا اور اپریل 1983ء میں چار کمرہ جات کی تعمیر کر کے تعلیم وتدریس کا آغاز کر دیا۔ اس دن سے لیکر آج تک علامہ صاحب تعلیم وتربیت، صحت اور خدمت خلق کے شعبہ جات میں امام خمینیؒ ٹرسٹ کے پلیٹ فارم سے بھرپور کام کر رہے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں انکی خدمات اظہر من الشمس ہیں انہوں نے حوزوی ودینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اکیڈمک اور عصری تعلیم پر بھی توجہ دی اور اس حوالے سے سکولز کالج قائم کیے۔ بالخصوص خواتین کی تعلیم پر انکی بہت زیادہ توجہ رہی، انکی دیرینہ خواہش رہی کہ ایک اعلیٰ قسم کی بین الاقوامی معیار کی یونیورسٹی بنائی جائے۔ کئی سالوں کی جدوجہد کے بعد علامہ صاحب نے یونیورسٹی کے قیام کیلئے ابتدائی مراحل طے کر لئے ہیں اور اب یہ خواب شرمندہ تعبیر ہونے جا رہا ہے۔

یونیورسٹی جیسے اہم اور بڑے منصوبہ کیلئے باقاعدہ ایس ای سی پی سے العین ایجوکیشنل فاؤنڈیشن رجسٹرڈ کروائی جس کے ممبران میں معروف خطیب، مبلغ جناب علامہ شہنشاہ حسین نقوی بھی شامل ہیں اسی فاؤنڈیشن کے تحت الفجر یونیورسٹی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی" قائم کی جا رہی ہے۔ یونیورسٹی کیلئے وی سی اور رجسٹرار کا تقرر اور دیگر اسٹاف اور لوازمات کو پورا کیا جا چکا ہے۔

الفجر یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے سلسلہ میں ہر قسمی معلومات اور تعارف کیلئے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ، العین آفس: (سید عابد حسین، آفس سیکرٹری) 051-8436884، فیکس نمبر: 051-8436885

سید ضمیر الحسن کوارڈینیٹر برائے یونیورسٹی، رابطہ نمبر: 0333-1910219

---

(۱) میانوالی کے مومنین وسادات کی طرف سے مدرسہ آیت اللہ الحکیم بنانے کا پروگرام بنا چکے تھے اس کی تعمیر کیلئے علامہ صاحب سے رجوع کیا گیا۔ جامعہ اہل البیت اسلام آباد سے حوزہ علمیہ قم المقدسہ ایران میں ایک خصوصی کورس کرنے کیلئے گئے ہوئے تھے۔ میانوالی کے مومنین وسادات نے مختلف واسطوں سے ان سے رابطہ کیا کہ وہ میانوالی کے گاؤں ماڑی انڈس میں تشریف لے آئیں اور مدرسہ آیت اللہ الحکیم کی تعمیر اور اس کی تعلیم وتدریس کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ مولانا صاحب نے قرآنی استخارہ پر فیصلہ چھوڑ دیا۔ قرآن سے استخارہ میں یہ آیت آئی " قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوبمثل ھذا القران لایاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیرا " اس کو حکم الٰہی سمجھتے ہوئے علامہ صاحب میانوالی میں آ گئے۔

پیام زینبؑ کے قارئین کیلئے راہنمائی
پیام زینبؑ کے نمائندگان بارے

پیام زینبؑ کے تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ درج ذیل افراد اس وقت پیام زینبؑ کا زر سالانہ وصول کرنے کیلئے کام کر رہے ہیں۔ آپ ان سے تعاون کریں اور درج ذیل امور کا ضرور خیال رکھیں:

۱۔ جو نمائندہ آپ کے پاس آئے اس سے نمائندگی نامہ ضرور دیکھیں اور نمائندگی نامہ پر تاریخ بھی ضرور پڑھیں

۲۔ جو رقم پیام زینبؑ کے حوالے سے دیں اسکی رسید ضرور لیں

۳۔ اگر پیام زینبؑ کے علاوہ امام خمینیؒ ٹرسٹ کیلئے یا دینی مدارس کے حوالے سے یا کسی اور عنوان سے جو امداد دیں اسکی بھی ضرور رسید وصول کریں

۴۔ اگر کسی نمائندہ کے بارے آپ کو شک ہو تو پیام زینبؑ کے مرکزی دفتر میں رابطہ کر کے اسکے متعلق معلومات حاصل کرلیں

۵۔ اگر آپ کے پاس پیام زینبؑ نہ آ رہا ہو تو نیچے دیئے گئے نمبروں پر پیغام بھیج دیں تاکہ آپ کو رسالہ بھیجا جا سکے

۶۔ اگر آپ کے علم میں یہ بات آئے کہ آپ کے ساتھی کے پاس رسالہ نہیں آ رہا تو اسکے بارے بھی مرکزی دفتر کو آگاہ کریں

۷۔ پیام زینبؑ کیلئے اپنے جاننے والوں میں سے 2020ء میں کم از کم پانچ ممبر بنا کر پیام زینبؑ کی اشاعت بڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں

۸۔ آپ براہِ راست پیام زینبؑ کا زر سالانہ بھیج سکتے ہیں

۹۔ اگر آپ پیام زینبؑ میں کسی قسم کا مضمون شائع کروانا چاہتے ہیں تو آپ اپنی تحریر صاف صاف لکھ کر براہِ راست مرکزی آفس بھیجیں یا مجلس تحریر کے مسئول اور نگران جناب مولانا سید اسد عباس نقوی البخاری کو بھی بھیج سکتے ہیں۔

• نمائندگان کے نام: •

۱۔ غلام عباس انقلابی ولد غلام حسن، رابطہ نمبر: 0346-7075448

۲۔ مولانا اظہر حسین ولد عابد حسین، رابطہ نمبر 0345-7962714

۳۔ سید مجاہد حسین شاہ، رابطہ نمبر: 0301-4507972

۴۔ مولانا محمد مشتاق ولد احمد بخش، رابطہ نمبر 0346-3121495

۵۔ مولانا محمد رمضان نعیمی، رابطہ نمبر: 0345-6157469

۶۔ زوار محمد شفیع چوہان راولپنڈی، رابطہ نمبر 0321-5349248

۷۔ شفقت عباس ولد زوار محمد شفیع چوہان، رابطہ نمبر: 0306-5307584

۸۔ سجاد حسین کھرل ولد ظفر علی، رابطہ نمبر 0322-7018576

۹۔ سید تہذیب الحسن ولد سید غلام شبیر محمدی، رابطہ نمبر: 0344-7444872

مجلس تحریر کے مسئول اور نگران: سید اسد حسین نقوی البخاری (نتووالی سیداں ڈاکخانہ و تحصیل ظفروال ضلع نارووال پوسٹ کوڈ 51670)

رابطہ نمبرز: 0345-4750079 0300-0125555 ای میل: asadnaqvi.payamezainab@gmail.com

پیام زینبؑ کے نئے پتہ جات کے اندراج / شکایات کیلئے 0333-1910220 0304-7090554 0344-4666175

موبی کیش: 0303-9442062 ایزی پیسہ: 0344-5607972

العلماء باقون مابقی الدہر

جب تک زمانہ باقی رہتا ہے علماء باقی رہتے ہیں

(حضرت امام علی علیہ السلام)
(نہج البلاغہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ امام خمینیؒ

ماڑی انڈس میانوالی

اعلان داخلہ 2020

شرائط

- تعلیم کم از کم مڈل
- سرپرست کا تحریری اجازت نامہ
- تعلیمی سند
- انٹرویو کا پاس کرنا

جامعہ امام خمینیؒ کا شمار اس وقت ملک کے بہترین دینی درسگاہ میں ہوتا ہے

کورس مکمل کرنے والے طلباء کو اعلی تعلیم کے حصول کے لیے حوزہ علمیہ قم اور نجف بھیجا جائے گا

سہولیات

تربیت کا اہتمام — معقول غذا اور طبی سہولیات — مناسب لائبریری — تجربہ کار اساتذہ

ورزش کا اہتمام — معقول ماہانہ وظیفہ — کمپیوٹر کی تعلیم — باوقار زندگی کی سہولیات

دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم — اچھی رہائش

زیر سرپرستی

علامہ سید افتخار حسین نقوی النجفی

منجانب: پرنسپل و انتظامیہ جامعہ امام خمینیؒ ماڑی انڈس میانوالی

ناظم تعلیمات
سید خادم حسین نقوی صاحب
0333-6820514
مولانا زہیر الحسن عسکری
0308-6082112

مخیر حضرات خمس و زکوٰۃ و عطیات سے جامعہ سے مالی تعاون فرمائیں۔

داخلے کی تفصیلات اور مزید معلومات کیلئے: مولانا قنبر علی محمدی 0305-7727113

الخدیجہ ڈگری کالج میں باقاعدہ داخلہ

FA&BA کلاسز کا باقاعدہ انتظام

دینی اور دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج

تعلیمی پراگریس کی بنیاد پر مناسب سہولیات فراہم کرنا

میٹرک پاس طلباء کے لیے خصوصی کلاسز کا اجراء

سالانہ کارکردگی رپورٹ
امام خمینیؒ ٹرسٹ، ماڑی انڈس، تحصیل و ضلع میانوالی

مرتب..... غلام قنبر عمرانی (سیکرٹری IK ٹرسٹ)

امام خمینیؒ ٹرسٹ ایک وسیع المقاصد ادارہ ہے جس کا ہدف پورے پاکستان کے محروم و پسماندہ علاقوں میں بلاتفریق مذہب و مسلک انسانیت کی خدمت کرنا ہے۔اسکے تحت تعلیم و تربیت، صحت عامہ، فراہمی آب، روزگار سکیم، یتامیٰ و بیوگان کی سرپرستی، ناگہانی آفات جیسے زلزلہ و سیلاب کے دوران متاثرین کی فوری امداد اور اسی قسم کے دسیوں کام انجام دیئے جاتے ہیں۔سال 2019ء میں امام خمینیؒ ٹرسٹ کی طرف سے درج ذیل خدمات انجام دی گئیں۔

1۔شعبہ تعلیم

الف: دینی تعلیم کا شعبہ: دینی تعلیم کے شعبے کے تحت وطن عزیز پاکستان کے مختلف علاقوں میں خواتین اور مردوں کیلئے علیحدہ علیحدہ مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

جامعہ امام خمینیؒ، ماڑی انڈس ضلع میانوالی اور جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، پکی شاہمردان ضلع میانوالی میں سینکڑوں بچے اور بچیاں مفت دینی و عصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان طلباء و طالبات کیلئے مدارس میں کمپیوٹر سنٹرز بنائے گئے ہیں جہاں پر ان کو کمپیوٹر کی تعلیم دی جاتی ہے۔

جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، پکی شاہ مردان میں طالبات کو ہنر مند بنانے کیلئے "سیدہ خدیجۃ الکبریٰ ووکیشنل ٹریننگ سنٹر" قائم ہے جہاں پر طالبات کو سلائی کڑھائی سکھائی جارہی ہے۔اور طالبات کو کوکنگ سکھانے کیلئے "الخدیجہ بیکری" بھی قائم کی گئی ہے جہاں پر طالبات کو مختلف کوکنگ کورسز کروائے جاتے ہیں۔

ب: عصری تعلیم کا شعبہ:

امام خمینیؒ ٹرسٹ جدید تعلیم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پسماندہ علاقوں میں بچوں اور بچیوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔

☆.....انڈس ماڈل گرلز ہائی سکول:

انڈس ماڈل گرلز ہائی سکول یونین کونسل ماڑی انڈس کا واحد گرلز ہائی سکول ہے۔اس سکول میں 822 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

☆.....انڈس ماڈل بوائز ہائی سکول:

انڈس ماڈل بوائز ہائی سکول میں 604 طلباء زیر تعلیم ہیں۔انڈس ماڈل بوائز اور انڈس ماڈل گرلز ہائی سکولز کو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے اپنے امدادی پروگرام کے تحت لے رکھا ہے جس کی وجہ سے بچوں اور بچیوں کو بالکل مفت معیاری تعلیم فراہم کی جارہی ہے۔

☆.....الخدیجہ ڈگری کالج برائے خواتین:

جدید عصری تعلیم کی فراہمی میں ایک انتہائی اہم ادارہ "الخدیجہ ڈگری کالج برائے خواتین" ماڑی انڈس میں واقع ہے۔ماڑی انڈس، میانوالی شہر سے 50 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔یہ خطہ تعلیمی سہولیات کی فراہمی کے لحاظ سے انتہائی مستحق علاقہ ہے۔اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے 2010ء میں 4 کمروں پر مشتمل کرایہ کے مکان میں اس کالج کا آغاز کیا گیا۔بحمداللہ اب 24 کنال پر مشتمل

کشادہ عمارت میں 773 طلباء و طالبات اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور گومل یونیورسٹی کے تحت ماسٹرز کلاسز جاری ہیں۔ الخدیجہ ڈگری کالج میں ایف۔اے، ایف ایس سی، آئی سی ایس، بی اے، بی ایس سی جبکہ متعدد مضامین میں ماسٹرز کی کلاسز جاری ہیں۔

☆......سکالرشپ برائے طلباء و طالبات:

ایسے لائق طلباء و طالبات جن کے والدین ان کے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ان کو ماہانہ بنیادوں پر سکالرشپ فراہم کی جارہی ہے۔ ہمیں ہر سال تعلیمی سکالرشپ کی فراہمی کیلئے سینکڑوں طلباء و طالبات کی درخواستیں موصول ہوتی ہیں لیکن محدود وسائل کی وجہ سے صرف چند طلباء و طالبات کی درخواستوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ تعلیمی سال 19-2018ء کیلئے 53 کالجز کے طلباء و طالبات کو ماہانہ بنیادوں پر سکالرشپ فراہم کی گئی۔ اب تک سینکڑوں طلباء و طالبات کو سکالرشپ فراہم کی جا چکی ہے۔

2۔شعبہ صحت

صحت ہر معاشرہ کا حق اور علاج بنیادی ضرورت ہے۔ امام خمینی ٹرسٹ اس شعبہ میں فعال کردار ادا کر رہا ہے۔

☆......المہدی ہسپتال، پکی شاہمردان:

اس ہسپتال کا قیام 12 جون 1997ء کو عمل میں لایا گیا۔ ہسپتال کا بنیادی مقصد غریب و نادار افراد کو انتہائی کم قیمت پر علاج معالجہ کی معیاری سہولیات فراہم کرنا ہے۔ اس وقت المہدی ہسپتال اس محروم علاقہ کے لوگوں کو ان کی دہلیز پر علاج معالجہ کی معیاری سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ سال 2019ء میں اس ہسپتال کے تحت درج ذیل خدمات سرانجام دی گئیں۔

☆......5488 مریضوں کی او پی ڈی کی گئی۔

☆......1023 مریضوں کی ان ڈور ٹریٹمنٹ کی گئی۔

☆......12 مریضوں کے آپریشن کیے گئے۔

☆......179 مریضوں کی ای سی جی کی گئی۔

☆......228 مریضوں کے ایکسرے ٹیسٹ کیے گئے۔

☆......761 مریضوں کے الٹراساؤنڈ کیے گئے۔

☆......1522 افراد کے لیب ٹیسٹس کیے گئے۔

☆......259 خواتین اور بچوں کو MCH سنٹر میں طبی سہولیات فراہم کی گئیں۔

☆......عین اللہ آئی کلینک:

المہدی ہسپتال میں اس کلینک کا قیام آنکھوں کے مریضوں کے علاج اور سرجری کیلئے عمل میں لایا گیا۔ عین اللہ آئی کلینک میں آئی سرجری جدید فیکو مشین پر کی جاتی ہے۔ عین اللہ آئی کلینک کے تحت ملک کے مختلف اضلاع میں فری آئی کیمپس کا انعقاد کیا جاتا ہے جس سے سینکڑوں مریض فیضیاب ہوتے ہیں۔

سال 19-2018ء میں عین اللہ آئی کلینک کے تحت درج ذیل خدمات انجام دی گئیں: عین اللہ آئی کلینک، المہدی ہسپتال، پکی شاہمردان میں 95 مریضوں کی مفت آئی سرجری کی گئی جبکہ 556 آنکھوں کے مریضوں کا علاج کیا گیا۔ دوران سال مختلف اضلاع میں فری آئی کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن میں 1251 مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی گئیں جبکہ 208 مریضوں کی مفت آئی سرجری کی گئی۔

☆......میڈیکل کیمپس:

امام خمینی ٹرسٹ اب تک درجنوں فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد کر چکا ہے۔ ان فری کیمپس میں مفت چیک اپ کے علاوہ مفت ادویات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ سال 2019ء میں 3 فری میڈیکل کیمپس منعقد کیے گئے جن میں 1726 مریضوں کا چیک اپ کیا گیا اور مفت ادویات بھی فراہم کی گئیں۔

☆......زینبیہ بریسٹ کینسر سکریننگ سنٹر:

خواتین کی صحت کے مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میانوالی شہر میں زینبیہ بریسٹ کینسر سکریننگ سنٹر کا قیام دی ورلڈ فیڈریشن، یو کے کے تعاون سے عمل میں لایا گیا۔ اس سنٹر پر بلا معاوضہ بریسٹ کینسر کی تشخیص کے مختلف ٹیسٹس (FNA, Histopathology, Biopsy) بالکل مفت کیے جاتے ہیں جبکہ بریسٹ کینسر کی تشخیص ہونے کی صورت میں غریب و نادار خواتین مریضوں کو علاج معالجہ کیلئے مالی مدد فراہم کی جاتی ہے۔ 908 خواتین کے ٹیسٹ کیے گئے جن میں سے 31 فیصد خواتین میں بریسٹ کینسر کی تشخیص ہوئی۔

☆......زینبیہ ڈائیگناسٹک لیب:

زینبیہ ڈائیگناسٹک لیب بنیادی طور پر "زینبیہ بریسٹ کینسر سکریننگ سنٹر" کو سپورٹ کرنے کیلئے قائم کی گئی تھی۔ لیکن پسماندہ علاقہ میں ہونے کی وجہ سے لیب پرٹیسٹوں کے ریٹس مارکیٹ ریٹ سے کم رکھے گئے ہیں بالخصوص کینسر کے مریضوں کے ٹیسٹ بالکل مفت کیے جاتے ہیں۔ بحمداللہ اسکے باوجود یہ لیب اپنے اخراجات خود پورے کر رہی ہے۔ سال 2019ء میں 1727 ٹیسٹ مارکیٹ ریٹ سے 30 فیصد کم قیمت پر کیے گئے۔ جبکہ اب تک کل 36831 ٹیسٹس کیے جا چکے ہیں۔

3۔ شعبہ تبلیغات

امام خمینیؒ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) دین مبین کی تبلیغ و ترویج کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ جس کیلئے مختلف خدمات انجام دی جارہی ہیں۔

☆......آئمہ جمعہ و جماعت کا تقرر:

دین مبین اسلام کی تبلیغ و ترویج اور تعلیمات محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کی نشر و اشاعت کیلئے ایسے علاقوں میں مبلغین اور آئمہ جمعہ و جماعت کا تقرر کیا جاتا ہے جہاں کے لوگ خود آئمہ جمعہ و جماعت کا تقرر نہیں کر سکتے۔ اس وقت 108 آئمہ جمعہ و جماعت مختلف دور دراز پسماندہ علاقوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ہمارا بنیادی ہدف دور دراز اور انتہائی پسماندہ علاقہ جات ہیں۔ ان آئمہ جمعہ و جماعت کو 15000 روپے ماہانہ دیا جارہا ہے۔

☆......اسلامک سنٹرز:

چھوٹے بچوں کو بنیادی دینی تعلیم کی فراہمی کیلئے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں متعدد دینیات سنٹرز قائم کیے گئے ہیں۔ جو بچوں کو قرآن کریم کے علاوہ بنیادی دینی تعلیم فراہم کر رہے ہیں۔ اس وقت کل 90 سنٹرز میں 2340 طلباء طالبات تعلیمات محمدؐ و آل محمد علیہم السلام سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ان سنٹرز پر تعینات مولانا صاحبان کو 3000 روپے ماہانہ دیے جاتے ہیں۔

☆......فروغ عزاداری:

عزاداری زندگی کی علامت اور تبلیغ دین کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہم انتہائی دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں ایام عزاء، محرم الحرام اور ماہ صفر کے دوران مبلغین کو بھیج کر مجالس عزاء کا انعقاد کرتے ہیں۔ ہم ان مبلغین کو ایسے علاقوں میں بھیجتے ہیں جہاں کے لوگ بذات خود مجالس اور عزاداری کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ گذشتہ ماہ محرم 1441 ہجری میں 34 مقامات پر عشرہ محرام الحرام کی مجالس منعقد کی گئیں۔

☆......سیمینار اور کانفرنسز:

مذہبی ہم آہنگی کے فروغ کیلئے ملک کے طول و عرض میں سیمینارز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جن کا بنیادی مقصد اہل سنت علماء کے ساتھ تعلقات استوار کرنا اور وحدت و یکجہتی کا فروغ ہے۔ سال 2019ء میں "وحدت امت کانفرنس، سیرت کانفرنس، عظمت و مؤدت اہل بیتؑ کانفرنس، ہفتہ وحدت، عشرہ بیداری امت، جشن ولایت اور جشن مسرت" کا انعقاد کیا گیا۔

☆......ماہنامہ پیام زینب (سلام اللہ علیہا):

لوگوں بالخصوص خواتین کو تعلیمات محمدؐ و آل محمد علیہم السلام سے روشناس کرانے کیلئے نومبر 1996ء سے ماہنامہ پیام زینبؑ کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت ماہنامہ پیام زینبؑ 40 ہزار کی تعداد میں ملک کے طول و عرض اور بیرون ملک بھی پہنچ رہا ہے۔

فلاحی خدمات:

امام خمینیؒ ٹرسٹ پسماندہ طبقہ کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کیلئے کوشاں ہے۔ جس کیلئے متعدد سماجی و فلاحی خدمات کا سلسلہ اپنے محدود وسائل کے مطابق جاری ہے۔

☆......فراہمی آب:

پاکستان کے متعدد علاقے ایسے ہیں جہاں پر آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔ ہم ان علاقوں میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کیلئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں سال 2019ء میں درج ذیل خدمات انجام دی گئیں۔ ہینڈ پمپس: اب تک مجموعی طور پر 1800 ہینڈ پمپس نصب کیے گئے۔ سال 2019ء میں 230 ہینڈ پمپس نصب کیے گئے ہیں۔

الیکٹرک سب مرسیبل پمپس: سال 2019ء میں 15 الیکٹرک سب مرسیبل پمپس نصب کیے گئے۔

سولر سب مرسیبل پمپس: سال 2019ء میں 06 سولر سب مرسیبل پمپس نصب کیے گئے۔

واٹر ٹربائنز: ضلع راجن پور اور ضلع ڈیرہ غازی خان میں 3 واٹر ٹربائنز نصب کی گئیں۔

واٹر ٹینک: سال 2019ء میں ضلع سکردو اور ضلع میانوالی میں 5000 گیلن کے 2 واٹر ٹینکس تعمیر کیے گئے۔

واٹر سپلائی پائپ لائن: گلگت بلتستان کے ضلع سکردو کے علاقہ "ہوتو" میں 5000 فٹ واٹر سپلائی پائپ لائن بچھائی گئی۔

☆......اجتماعی شادیاں:

ایسے والدین جو غربت کی وجہ سے اپنی بچیوں کی باعزت رخصتی ممکن نہیں بنا سکتے ان کیلئے اجتماعی شادیوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک 3932 جوڑوں کی اجتماعی شادیاں کروائی جا چکی ہے سال 2019ء میں 112 جوڑوں کی اجتماعی شادیوں کے پروگرام پاراچنار اور ماڑی انڈس میں منعقد کیے گئے۔

☆......شادی کیلئے انفرادی امداد: اجتماعی شادیوں کے انعقاد کے علاوہ انفرادی طور پر شادی امداد کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے جس میں 20 ہزار سے 25 ہزار روپے تک کے سامان کی امداد کی جاتی ہے۔ سالانہ تقریباً 265 جوڑوں کو انفرادی طور پر شادی کیلئے امداد دی جاتی ہے۔

☆......یتامیٰ کی سرپرستی:

چند دردمند افراد کے تعاون سے یتامیٰ کی سرپرستی کا سلسلہ جاری ہے۔ یتیم بچوں کو اپنے وسائل کے مطابق تعلیمی وظائف، سکول فیس، کتابیں یونیفارم اور دیگر ممکنہ مدد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2019ء میں عیدالفطر کے موقع پر 680 یتیم بچوں کو نقدی کی صورت میں عیدی دی گئی۔

☆......تقسیم لباس:

ہر سال عیدالفطر کے موقع پر ملک کے مختلف علاقوں کے غریب و نادار افراد، بیوگان اور یتامیٰ میں لباس تقسیم کیا جاتا ہے تا کہ وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ سال 2019ء میں 438 خاندانوں کو لباس فراہم کیا گیا۔

☆......موسم سرما میں مدد:

موسم سرما میں پاکستان کے بعض علاقہ جات بالخصوص شمالی علاقہ جات میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے نیچے گر جاتا ہے جسکی وجہ سے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سخت موسم سے بچے اور بزرگ خاص طور پر متاثر ہوتے ہیں موسم سرما 2019ء میں 1089 طلباء و طالبات کو گرم یونیفارم فراہم کیے گئے

☆......رمضان ریلیف پروگرام:

ہر سال ماہ رمضان المبارک میں غریب و نادار افراد کو راشن فراہم کیا جاتا ہے تا کہ وہ با آسانی اپنے لیے سحری و افطاری کا بندوبست کر سکیں۔ ماہ رمضان المبارک 2019ء میں 2500 خاندانوں کو راشن پیک فراہم کیے گئے جس سے مجموعی طور پر 14373 افراد مستفید ہوئے۔

☆......انکم جنریشن پروجیکٹ:

بے روزگاری ایک عالمی مسئلہ ہے۔ پاکستان کافی عرصہ سے اس مسئلہ کا شکار ہے۔ امام خمینیؒ ٹرسٹ اپنے محدود وسائل کے مطابق لوگوں کو روزگار کے چھوٹے مواقع فراہم کرنے کیلئے کوشاں ہے اور لوڈ رکشہ، ہتھ ریڑھی، ٹک شاپس، ویلڈنگ پلانٹس، الیکٹرک کٹس، سلائی کڑھائی مشینیں، پولٹری فارمز اور دیگر اس قسم کے چھوٹے کاروبار اور گھریلو انڈسٹری فراہم کر رہا ہے۔ سال 2019ء میں 94 افراد کو باروزگار بنانے کیلئے مختلف اشیاء فراہم کی گئیں۔

☆......تعمیر مساجد و امام بارگاہ

پاکستان میں اہل تشیع کی زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں غربت زدہ زندگی گزار رہی ہے۔ جہاں پر وہ مساجد اور امام بارگاہوں کی تعمیر و مرمت کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم ضلع میانوالی، ضلع لیہ، ضلع جھنگ، ضلع بھکر، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ضلع راجن پور اور آزاد کشمیر میں 109 مساجد و امام بارگاہ تعمیر کروا چکے ہیں۔ سال 2019ء میں 7 مساجد اور 2 امام بارگاہ تعمیر کروائے گئے۔

☆......بیت الخلاء کی تعمیر:

پسماندہ دیہاتوں میں بیت الخلاء موجود نہیں ہیں جس کی وجہ سے لوگ متعدد جسمانی اور معاشرتی مسائل کا شکار ہوتے۔ ہم ایسے علاقوں میں مساجد، امام بارگاہوں اور دیگر عوامی مقامات پر بیت الخلاء کی تعمیر کا کام کرتے رہتے ہیں۔ سال 2019ء میں ایسے 19 بیت الخلاء تعمیر کیے گئے۔

☆......حادثات اور ہنگامی حالات میں امداد: وقتاً فوقتاً رونما ہونے والی قدرتی آفات میں ایمرجنسی ریلیف کی فراہمی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

کشمیر زلزلہ: سال 2019ء میں کشمیر کے ضلع میرپور میں آنے والے زلزلہ جس نے مقامی آبادی کو بری طرح متاثر کیا تھا کے 150 خاندانوں میں راشن اور گرم بستر تقسیم کیے گئے۔

شگر لینڈ سلائیڈنگ: گلگت بلتستان کے ضلع سکردو کے علاقہ شگر اور بھسل میں لینڈ سلائیڈنگ اور آسمانی بجلی گرنے سے متاثر ہونے والے 200 خاندانوں کو ایمرجنسی ریلیف فراہم کی گئی۔ اس موقع پر 130 خاندانوں میں گرم بستر جبکہ 70 خاندانوں کو مہینہ بھر کا راشن فراہم کیا گیا۔ جبکہ ان سانحات کے متاثرین کیلئے ایک فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد بھی کیا گیا جس میں 272 مریضوں کو چیک اَپ کے بعد مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

گلگت بلتستان میں امام خمینیؒ ٹرسٹ کی خدمات

☆...... تعلیمی پروگرام:

بلتستان میں قوم کے بچوں کو معیاری تعلیم کی فراہمی کیلئے انگلش میڈیم سکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔ النور پبلک سکول میں 325 طلباء و طالبات زیورِ تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

☆...... صحت:

بلتستان کے مختلف علاقوں میں 10 ایم سی ایچ سنٹرز اور ڈسپنسریز قائم کی گئی ہیں جہاں پر علاج معالجہ کی سہولیات اور ادویات مفت فراہم کی گئی ہیں۔ ہر سال ملک کے بڑے شہروں سے 25 سے 30 سپیشلسٹ ڈاکٹرز صاحبان گلگت بلتستان کا دورہ کر کے ان علاقوں میں فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد کرتے ہیں۔ ماہ جون 2019ء میں سکردو میں اس فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف امراض کے 1430 مریضوں کا چیک اَپ کیا گیا اور ان کو مفت ادویات فراہم کی گئیں جبکہ شگر اور ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹس بھی کیے گئے۔

☆...... ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز:

گلگت بلتستان کے مختلف پسماندہ علاقوں میں 11 ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جہاں پر ماہر انسٹرکٹرز جدید سلائی کڑھائی مشینوں پر خواتین کو سلائی کڑھائی کی ٹریننگ دے رہی ہیں۔ ان سنٹرز پر مختلف اشیاء مثلاً بیڈ شیٹس، کڑھائی والے کپڑے اور سویٹرز وغیرہ تیار کی جاتی ہیں جن کو مارکیٹ میں فروخت کر کے ان سنٹرز کے اخراجات اور انسٹرکٹرز کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں۔ گزشتہ سال ڈبلیو ایف۔ ایڈ کے تعاون سے سکردو میں مزید 2 نئے جدید ترین مشینوں سے لیس ٹریننگ سنٹرز بنام "الخدیجہ ووکیشنل ٹریننگ سنٹر" قائم کیے گئے ہیں جن پر سلائی کڑھائی کے علاوہ جرسیاں اور سویٹرز وغیرہ بنانے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ گلگت بلتستان اور دیگر علاقہ جات میں ایسے مزید سنٹرز کے قیام کی ضرورت ہے تاکہ خواتین ہنرمند بن کر اپنے گھر پر باعزت روزگار کما سکیں اور اپنے اہلخانہ کا پیٹ پال سکیں۔ ☆

پیامِ زینبؑ کے قارئین کے لیے خوشخبری

لاہور کے قارئین کیلئے خوشخبری ہے کہ ملک طاہر عباس اُترا ایڈووکیٹ ہائیکورٹ نے مومنین کی کسی بھی قسم کی قانونی رہنمائی کیلئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

سول، فوجداری، سروس یا فیملی مقدمات کیلئے ان سے رابطہ کر سکتے ہیں ان کا رابطہ نمبر درج ذیل ہے۔

ملک طاہر عباس اُترا، ایڈووکیٹ ہائی کورٹ: 0301-4588376

ایڈریس: 4 مزنگ روڈ نزد فیملی ہسپتال لاہور

شعبہ تعلیم

الخدیجہ ڈگری کالج برائے خواتین:

انڈس ماڈل اسکولز فار بوائز اینڈ گرلز

جامعہ امام خمینی

جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

سکالرشپ برائے طلباء وطالبات:

شعبہ صحت

عین اللہ آئی کلینک:

میڈیکل کیمپس:

زینبیہ ڈائیگناسٹک لیب
K.S.I.M.C. UK

زینبیہ ڈائیگناسٹک لیب:

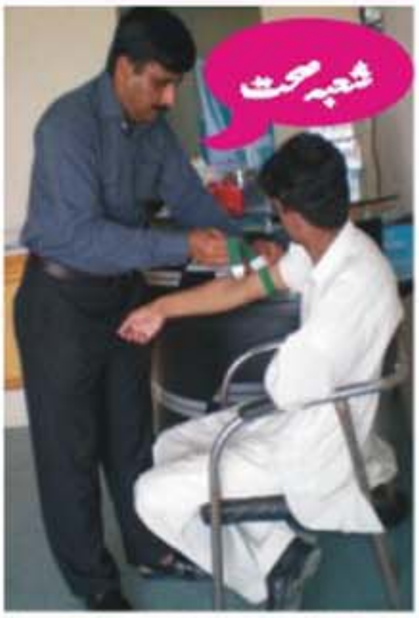
شعبہ صحت

شعبہ تبلیغات

سیمینار اور کانفرنسز:

تعزیتی نشست

تعمیر مساجد و امام بارگاہ

رمضان ریلیف پروگرام:

ہماری وجہ سے اگر کسی کو کوئی مصیبت واقع ہو پہنچے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر رخسار پر بہہ جائیں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں بیشمار آرام مہیا کرے گا۔۔۔

انکم جنریشن پروجیکٹ:

فروغ عزاداری:

اے اللہ! خوشامدیوں کی ظاہری محبت کو سچی محبت سے اور ساتھیوں کے توہین آمیز برتاؤ کو حسن معاشرت اور ظالموں کے خوف کی تلخی کو امن کی شیرینی میں بدل دے۔۔۔ حضرت امام علی ابن الحسینؑ (صحیفہ کاملہ ص ۱۴۷)

اجتماعی شادیاں

فراہمی آب:

بیت الخلاء کی تعمیر:

گلگت بلتستان میں امام خمینیؒ ٹرسٹ کی خدمات

ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز:

صحت:

اسلامی تربیت کے سائے میں — بسمہ تعالیٰ — معیاری اور جدید تعلیم کا انتظام

اُسوہ کالج چکوال (ڈھڈیال)

100 کنال کے وسیع و عریض رقبہ پر مشتمل

کیڈٹ کالج طرز کا مکمل اقامتی ادارہ

نئے تعلیمی سال 2020 کے لئے داخلہ

چھٹی کلاس میں نیز ساتویں، آٹھویں اور نہم کلاسز کی محدود نشستوں کے لئے

داخلہ ٹیسٹ: 8 مارچ 2020 بروز اتوار صبح 10 بجے

ٹیسٹ سنٹر: اُسوہ کالج چکوال (ڈھڈیال)

اُسوہ کالج سکردو (بوائز) — اُسوہ کالج پارہ چنار (بوائز) — النور پبلک سکول استرزائی بالا کوہاٹ

نوٹ: داخلہ ٹیسٹ انگریزی، اردو، ریاضی اور سائنس کے مضامین پر مشتمل ہوگا

درخواستیں موصول ہونے کی آخری تاریخ 25 فروری 2020

شرائط:
- عمر یکم مارچ تک 10 سال سے کم اور 12 سال سے زیادہ نہ ہو
- سکول کا امتحان یکم اپریل 2020 تک پاس کرے
- انٹری ٹیسٹ میں 60% سے زائد نمبر حاصل کرے

ٹیسٹ میں کامیابی کے بعد انٹرویو اور میڈیکل ہوگا

خصوصیات:
- تجربہ کار اور اعلیٰ یافتہ اساتذہ کی زیر نگرانی
- رہائش کیلئے خوبصورت ہاسٹل، قیام و طعام کا اعلیٰ انتظام
- سائنس و کمپیوٹر لیب اور ماڈل کلاس روم سے استفادہ
- مسجد و ڈسپنسری کی سہولت، نماز باجماعت اور تلاوت کلام پاک
- معیاری اسلامی ماحول کی پابندی، اسلام کے بارے میں آگاہی

کالج پراسپکٹس مع داخلہ فارم

مبلغ -/500 روپے کے عوض حاصل کیا جاسکتا ہے
یا ادارہ کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔
uswa.pk@hotmail.com
www.uswa.edu.pk

میٹرک رزلٹ 2019	A	A+	6 سالہ کارکردگی	مسلح افواج میں کمیشن	انجینئرنگ	میڈیکل	کمپیوٹر سائنس	بی ایس آنرز
	23	22		6	37	14	15	41

پرنسپل **سید محسن علی نقوی** سابقہ پرنسپل کیڈٹ کالج ہری پور، لارنس کالج مری
0333-7594512,0336-7010358,0543-590271-72-73

نقشِ خاتمِ ابوطالب علیہ السلام

امام رضاؑ سے مروی ہے، وہ متعدد طُرق سے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں

کہ حضرت ابوطالبؑ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا:

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِابْنِ اَخِیْ مُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَبِابْنِیْ عَلِیٍّ لَہٗ وَصِیًّا

میں اس بات پر راضی ہوں کہ اللہ رب ہے اور میرے بھائی کا فرزند محمدؐ نبی ہے اور میرا بیٹا علیؑ ان کا وصی ہے۔

مکہ کے قبرستان "جنت المعلیٰ" میں بنی ہاشم کے افراد اس حصے میں سپرد خاک کیے جاتے تھے۔ ترکوں نے اپنے دورِ حکومت میں ان پر گنبدیں تعمیر کیں اب یہ سب تصویروں میں دیکھنے کے لیے رہ گئے۔

حضور اکرمؐ کے دادا حضرت عبدالمطلبؑ اور دیگر سرداران بنی ہاشم کا مقبرہ

منجانب: امام خمینی ٹرسٹ میانوالی

بشکریہ نشرِ دانش، نیوجرسی (امریکہ)

فیڈرل بورڈ میں
شاندار نتائج کا حامل
کیڈٹ کالج کی طرز کا
ایک مکمل اقامتی ادارہ

اسوہ کالج اسلام آباد کا اعزاز

فیڈرل بورڈ اسلام آباد میٹرک 2019 میں جی پی اے کے لحاظ سے پہلی پوزیشن

فیڈرل بورڈ میٹرک 2019 کے نتائج

Appeared	61
A-1	61
A	-
B	-
GPA	6 out 6
Coll. Pos.	1st /1188

میٹرک 2019 میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء

1st
Arsalan Ahmed
1066/1100

2nd
Sayed Ali Sajjad
1064/1100

3rd
Syed Sibtain Rizvi
1062/1100

داخلہ برائے جماعت ہفتم و ہشتم

تحریری امتحان
ریاضی، انگلش
سائنس اور اردو

انشاء اللہ بتاریخ **15 مارچ** 2020 صبح 9 بجے
اسوہ کالج اسلام آباد، اسوہ پبلک سکول سکردو، پارہ چنار اور
گورنمنٹ ہائی سکول دنیور (گلگت) میں منعقد ہوگا

فارم جمع کرانے کی
آخری تاریخ
12 مارچ
2020

اہلیت
☆ چھٹی جماعت پاس (ساتویں جماعت کیلئے) اور ساتویں جماعت پاس (آٹھویں جماعت کیلئے) ☆ طبی لحاظ سے صحت مند
☆ عمر یکم اپریل 2020 کو 11 سے 13 سال تک (ساتویں جماعت کیلئے) اور 12 سے 14 سال تک (آٹھویں جماعت کیلئے)

پراسپیکٹس اسوہ کالج اسلام آباد، اسوہ پبلک سکول سکردو، اسوہ پبلک سکول پارہ چنار، جامعہ اہلبیت اور جامعہ الصادق لائبریری اسلام آباد سے دستیاب ہیں۔
نوٹ:۔ گلگت کے لئے پراسپیکٹس ابراہیم بکس اینڈ سٹیشنری شاپ دنیور چوک گلگت (0355-5200057 ,05811-456753) سے دستیاب ہیں۔

پراسپیکٹس مبلغ -/300 روپے کے عوض حاصل کئے جا سکتے ہیں یا کالج ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔ ڈاؤن لوڈ کرنے کی صورت میں پراسپیکٹس اور انٹری ٹیسٹ فیس مبلغ -/1300 روپے جمع کرانا ہوں گے۔

پراسپیکٹس اور مزید معلومات کیلئے: 0333-5278314, 0342-9587040, 0300-5205900
ویب سائٹ www.uswacollege.edu.pk